

بسم الله الرحمن الرحيم

برهان صداقت

نجدی لطافت

مولانا محمد حسین علی شریانی

مکتبہ فہرست درجہ اولیٰ اسلامیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مَا تَوْابُكُمْ إِلَّا بِنُوحٍ صَلَاحٍ

سین چٹانی کے اہلسانہ افتراءات کا مدلل و مسکت جواب

# برہان صداقت نجدی بطلان

مولانا محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی مدظلہ

خلیفہ محجاز

ہاشم العفرت محدث اعظم امام اہلسنت مولانا محمد سرشار محدث بریلوی و شہزادہ اعظمیت  
مفتی اعظم منہج اہلسنت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی فاضلہ و خلیفہ العفرت ملک العلماء  
مولانا محمد طہر الدین فاضل بہاری و مہیرہ العفرت اعظم علم مولانا محمد الہیہ خاں محدث اہلسنت

ناشر مکتبہ فریدیہ جنح روڈ ساہیوال



# فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۹	حصہ دومین کی غرائب تاجرو	۷	عربی ہائے
۵۱	لارڈ میکس کے اصول	۱۰	اقتصاد
۵۴	بانی ہارس دیویش اور سرسید	۱۱	پہلے تعلیمات اسلامیہ اور علم ہندوستانی
۷	علی گڑھ ہائی اسکول کی پورٹ	۱۲	تعلیم گرامی اور ادب و تمدن و نظریہ کشانی
۵۵	پہلے اسرار	۱۳	پہلے مصنف کے ہائے ہیں
۵۶	وفا دار و ترہان کون	۱۴	پہلے اسرار
۵۷	نورانی بیگم کی کتاب کا ترجمہ	۱۵	پہلے بی بی لاہور اور اولاد و نسب و بیانی
۵۸	اور پٹیل	۱۶	پہلے کی بیگم خانہ و ان میں تیرا مکتوب
۵۹	کتاب کے ترجمہ پر تیس ہزار روپیہ	۱۷	پہلے کا علمی مسودہ واریہ
۶۰	ہم کہتے ہیں	۱۸	پہلے اعلیٰ کے اول و آخر و بیانی
۶۱	اعلیٰ حضرت کی کتاب میں سمیت کی ترجمہ	۱۹	پہلے کی تعلیم الامت کا اعتراف
۶۲	مسند دارالسلام	۲۰	پہلے سیف و قتالی کی اور کھڑکی
۶۳	مولوی اشرف علی صاحب تھانوی	۲۱	پہلے دیویش کی فریب گراہ
۶۴	مولوی رشید احمد گنگوہی	۲۲	پہلے تالیف سیف و قتالی
۶۵	فتاویٰ رشیدہ مطبوعہ دیوبند	۲۳	پہلے فریضہ کائنات اور فریضہ ہائے
۶۶	خیانت اور تحریف	۲۴	پہلے کا خلاف
۶۷	مولوی محمود الحسن مولوی حسین احمد	۲۵	پہلے سیف و قتالی
۶۸	مولوی عبدالحی بھٹوی	۲۶	پہلے اول، انگریز پرستی
۶۹	مولوی محمد علی	۲۷	پہلے داران تعلیمات کی عیاری
۷۰	انگریز پرستی اور علماء دیوبند	۲۸	پہلے و تشریف دار دیوبند
۷۱	انگریزی امیر المومنین	۲۹	پہلے میان تعلیمات کی ترجمانی
۷۲	لارڈ بیٹنگ سے مصافحہ	۳۰	پہلے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی
۷۳	انگریزی عبدالحی اپنی عملداری	۳۱	پہلے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی
۷۴	انگریزی کھانا	۳۲	پہلے مولوی منظور سنبھلی
۷۵	انگریزی مجاہد	۳۳	پہلے مولوی محمد زکریا
۷۶	انگریز سے جہاد درست نہیں	۳۴	پہلے دہلیت سازی کیلئے تھانوی کی بے قراری



محمد عقیق بھٹی صاحب مدظلہ العالی

نام کتاب ..... برائے صداقت و ہمدردی و امانت  
 مصنف ..... مولانا محمد حسن علی شہرہ ریزی  
 سائز ..... ۱۶ x ۲۲  
 صفحات ..... ۲۰۰ صفحات  
 بار ..... اول  
 ناشر ..... مکتبہ فریدیہ، پٹنہ، بیہار  
 مبلغ ..... نامی پریس، پٹنہ، بیہار

قیمت ۱۵/-





صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۷۳	پہلا جہاد مسلمانوں سے	۱۲۲	سوانح شریف خانوی لکھتے ہیں
۷۴	وجہ قتل شہید علی بن ابی طالب	۷۴	علاء الدین علی بن ابی طالب
۷۵	نواسے وقت کی شہادت	۷۵	۱۰ سب وراثت
۷۶	انگریز لیفٹیننٹ گورنر سے مشورہ	۱۲۳	محمد امین دیوبندی
۷۷	ادراج ٹکٹ کی سٹاپاوت	۱۲۴	انجمن
۷۸	۱۰ جہاد مسلمانوں سے	۱۲۵	۱۰ سب وراثت
۷۹	شادی اور نکاح کی روایات	۱۲۶	۱۰ سب وراثت
۸۰	قافلہ دہلی سے تھان کر دیا	۱۲۷	۱۰ سب وراثت
۸۱	نقاب قریب و دور کی تاریخی حقائق	۱۲۸	۱۰ سب وراثت
۸۲	اپنی گورنمنٹ	۱۲۹	۱۰ سب وراثت
۸۳	تیس مقامات	۱۳۰	۱۰ سب وراثت
۸۴	مولانا محمد اسماعیل پانی پتی کی شہادت	۱۳۱	۱۰ سب وراثت
۸۵	بانی جماعت اسلامی کی شہادت	۱۳۲	۱۰ سب وراثت
۸۶	مولوی مولک علی صاحب نانوتوی	۱۳۳	۱۰ سب وراثت
۸۷	نواب صلیح حسن خاں لکھتے ہیں	۱۳۴	۱۰ سب وراثت
۸۸	لاہور میکانک کے اصول	۱۳۵	۱۰ سب وراثت
۸۹	گھاڑی بیگنی کی کتاب کا ترجمہ	۱۳۶	۱۰ سب وراثت
۹۰	مولوی محمد یعقوب نانوتوی	۱۳۷	۱۰ سب وراثت
۹۱	مولوی محمد قاسم نانوتوی	۱۳۸	۱۰ سب وراثت
۹۲	ادراج ٹکٹ کی سٹاپاوت	۱۳۹	۱۰ سب وراثت
۹۳	مولوی محمد یعقوب نانوتوی کا نانیدی بیان	۱۴۰	۱۰ سب وراثت
۹۴	اول کتاب مولانا حسن نانوتوی کی شہادت	۱۴۱	۱۰ سب وراثت
۹۵	مدرسہ دیوبند لیفٹیننٹ گورنر کے خفیہ مستند	۱۴۲	۱۰ سب وراثت
۹۶	مسٹر پانچر کا معائنہ و تحقیق	۱۴۳	۱۰ سب وراثت
۹۷	مدرسہ دیوبند کے دیگر علم و ملازمین گورنمنٹ	۱۴۴	۱۰ سب وراثت
۹۸	پہلا قیام کے قیام ملازم اور علی پشتر تھے	۱۴۵	۱۰ سب وراثت
۹۹	مولوی شہید احمد شگرہ	۱۴۶	۱۰ سب وراثت
۱۰۰	سرکار انگریزی کا فرمانبردار رہیں	۱۴۷	۱۰ سب وراثت

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۲۲	چوری اور سینی زوری	۱۲۲	سوانح شریف خانوی لکھتے ہیں
۱۲۳	نیاب پانی پانی	۷۴	علاء الدین علی بن ابی طالب
۱۲۴	پیر سید جماعت علی شاہ	۷۵	۱۰ سب وراثت
۱۲۵	معراج	۱۲۳	محمد امین دیوبندی
۱۲۶	شفاعت	۱۲۴	انجمن
۱۲۷	وہشتیہ پانچ احکامات	۱۲۵	۱۰ سب وراثت
۱۲۸	وصایا پر اصرار	۱۲۶	۱۰ سب وراثت
۱۲۹	باب سوم دیوبندی مذہب کی قرطاس	۱۲۷	۱۰ سب وراثت
۱۳۰	سوفیہ فی لیس جوش	۱۲۸	۱۰ سب وراثت
۱۳۱	اور دیکھئے	۱۲۹	۱۰ سب وراثت
۱۳۲	ابن ابی	۱۳۰	۱۰ سب وراثت
۱۳۳	تقریر	۱۳۱	۱۰ سب وراثت
۱۳۴	وضاحت	۱۳۲	۱۰ سب وراثت
۱۳۵	عزاداری حسین رضی اللہ عنہ	۱۳۳	۱۰ سب وراثت
۱۳۶	عاقبت کی نصیحت	۱۳۴	۱۰ سب وراثت
۱۳۷	دیوبندیہ یا رافضیت	۱۳۵	۱۰ سب وراثت
۱۳۸	بانی مدرسہ دیوبند کا فہمندان شیعہ متقا	۱۳۶	۱۰ سب وراثت
۱۳۹	دیوبندی مذہب میں تعزیر کی اجازت	۱۳۷	۱۰ سب وراثت
۱۴۰	مولوی محمد یعقوب نانوتوی	۱۳۸	۱۰ سب وراثت
۱۴۱	نور و ماتر اور غم	۱۳۹	۱۰ سب وراثت
۱۴۲	دیوبندیوں کی مجلس شام غریباں	۱۴۰	۱۰ سب وراثت
۱۴۳	دیوبندیوں کی لڑکی شیعوں کے نکاح میں	۱۴۱	۱۰ سب وراثت
۱۴۴	نور و ماتر اور غم	۱۴۲	۱۰ سب وراثت
۱۴۵	اہل تعزیر کی نصرت	۱۴۳	۱۰ سب وراثت
۱۴۶	صاحب کلام کو ملعون و مردود کہتے ہیں	۱۴۴	۱۰ سب وراثت
۱۴۷	صاحب کی تکفیر کرنے والا اہلسنت	۱۴۵	۱۰ سب وراثت
۱۴۸	رافضی کی ناپہچان	۱۴۶	۱۰ سب وراثت
۱۴۹	شہید کی رسم قتل	۱۴۷	۱۰ سب وراثت





قیام پاکستان کے بعد سے ہی کانگریسی علماء کی یہ خواہش رہی ہے کہ پاکستان کو استعماری  
 ملک میں بنے اور اس ملک کا کھانے کے باوجود کانگریسی دلوں نے  
 پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا، شاید انہیں پاکستان کی بقا و سلامتی سے مروتی  
 ہے، لیکن یہاں کہ مولوی حسین احمد مدنی، صدر جمعیت العلماء ہند، اور سکھام آزاد  
 کانگریسی گروہ میں لوگوں سے ورثہ میں ملا ہے، ویسے تو یہ لوگ دن رات زبان کا پیو پر  
 اللہ کے لئے اتحاد، اتحاد، اتحاد کا راگ الاپتے اور عوام کو بے وقوف بنانے  
 کے لئے سرگرم عمل رہتے ہیں لیکن دوسری طرف ملک کے حقیقی سواد اعظم اہل سنت  
 و جماعت بریلوی مکتب فکر کے خلاف سخت دل آزار و شرانگیز کتب و پمفلٹ شائع  
 کرتے رہتے ہیں اور ملک کی پرامن فضا کو مکدر کرتے ہیں، اور جب اہل سنت اپنے  
 مفاد میں کوئی قدم اٹھاتے ہیں اور ان کے الزامات و افتراء کا جواب دیتے ہیں  
 تو یہ لوگ آسمان سر پر اٹھائیے ہیں فرقہ داریت ہو رہی ہے حالانکہ نقد اور شرکی چنگاری  
 خود سلاکتے ہیں، حال ہی میں گراچی کے کسی غیر معروف کانگریسی ملاں نام نہاد "علامہ"  
 محمد قریشی نے ایک سزا پافرافات کتاب بنام "سیف حقانی" شائع کی، جس  
 کے زیادہ تر مضامین مولوی ریحان الدین قاسمی دیربندی کے کتابچے "بریلی کا نیا دین"  
 سے حرفاً حرفاً نقل کئے گئے تھے، یہ اس دور کی سب سے جھوٹی کتاب ہے، کذب و  
 افتراء میں اس کتاب کے مصنف کو جھوٹ کا عالمی ایوارڈ مل سکتا ہے، اس کا مصنف

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۴۸	مولوی غلام احمد بریلوی	۲۱۶	فی نقصان
۲۴۹	مولوی حبیب الرحمن مدھیہ نوری	۲۱۷	گہرا دین و غم اور قرار واد
۲۵۰	ابو سکھام آزاد	۲۱۸	دیربندی دین کا قرطاس امین
۲۵۱	تمام دنیا میں ایک ہی اہل ایمان موجود نہیں	۲۱۹	مولوی اسماعیل دہلوی
۲۵۲	مولوی کلام علی نقس	۲۲۰	باقی حور سرور ہند مولوی قاسم نانوتوی
۲۵۳	سید قمری و علامہ	۲۲۱	مولوی حبیب احمد گنگوہی
۲۵۴	اعجاز کا ہست ازہ	۲۲۲	مولوی اشرف علی تھانی
۲۵۵	باب پنجم: اہلسنت و جماعت	۲۲۳	مولوی خلیل احمد انیسوی
۲۵۶	ارکان عشرہ	۲۲۴	دیربندی نقد کے ناوردہ نمونے
۲۵۷	پاکل دین	۲۲۵	باب چہارم: تکفیر
۲۵۸	اکابر دیربندی کے پیشانی	۲۲۶	تکفیر مسلم کے حوالہ جات
۲۵۹	دیربندی مذہب	۲۲۷	پہلی قدر کی عبادات
۲۶۰	دیربندی کلمہ	۲۲۸	تاکم تیلہ است جہرہ دیربندی
۲۶۱	دیربندی درود	۲۲۹	صدر مدرس دیربندی
۲۶۲	باقی اسلام کا ثانی	۲۳۰	دیربندی حکیم الامت
۲۶۳	دیربندی کی سچی کتاب	۲۳۱	دیربندی قطب عالم
۲۶۴	گنگوہی خانہ کعبہ سے منسلک (معاذ اللہ)	۲۳۲	مفتی دیربندی کا باقی مدرس دیربندی کفر کا فتویٰ
۲۶۵	دیربندی حدیث و فرائض	۲۳۳	مفتی دیربندی کا اہم مدرسہ دیربندی پٹنوی
۲۶۶	دیربندی اہم علم	۲۳۴	تہذیب اہلسنت
۲۶۷	دیربندی غرہ انکسار	۲۳۵	پسہ فتویٰ
۲۶۸	دیربندی علی جبریل	۲۳۶	وقار اشب لوہی کی شہادت
۲۶۹	دیربندی فرشتہ مقرب	۲۳۷	دوسرا فتویٰ
۲۷۰	ہدایت و نجات دیربندی مولوی کا اتباع پر قوف	۲۳۸	الغلاف حسین عالی
۲۷۱	دیربندی تفسیر مسلمان	۲۳۹	اکثر اقبال
۲۷۲	نور خیرہ آخرت	۲۴۰	میسرہ فتویٰ
۲۷۳	نہایت آخری کا طریقہ	۲۴۱	پہلا فتویٰ
۲۷۴	غلاب الہی سے بچنے کا دیربندی طریقہ	۲۴۲	مولوی حبیب اللہ کاکر دہلی ایڈیٹر انجم
۲۷۵	سرف آخرو الامان عالم	۲۴۳	مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی
۲۷۶	چیلنج	۲۴۴	



بات کہنے سے پہلے رافضیوں کی طرح تبرائے کا عادی ہے۔ سیف حقانی کا مصنف اگرچہ ادھر  
 اُنھ سے جو توبہ کے اور مولوی رحمان قاسمی کے کتابچہ "بریلی کا نیا دین" قسم کے دیوبندی کتابچوں  
 سے انتشار یا کرسٹنٹ بن بیٹھا ہے۔ اور اس کتاب میں اگرچہ پاس فیصد ورد غلوئی اور افراطات  
 سے کام لیا گیا ہے تو پچاس فیصد حوالہ جات سراسر بے محل نقل کئے ہیں اور حوالہ جات کی  
 نقل میں کتب بیروت سے کام لیا گیا اور ایک بات کا بار بار اعادہ کیا گیا ہے۔

مقام مسرت ہے کہ فاتح نجدیت قاضی دیوبندیت مجاہد اہل سنت مولانا محمد حسن علی  
 قادری رضوی بریلوی نے اس کتاب کا تحقیقی محاسبہ فرمایا اور مجدد افراطات کے نہایت علمی و تحقیقی  
 جوابات دیئے اور مصنف سیف حقانی کی خیانتوں کا راز طشت از باہم کیا ہے۔ بجا طور پر اس  
 کو دفاع اہل سنت کے لئے مولانا موصوف کا ایک مفہم کارنامہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ کتاب  
 اس دور میں چھپنے والی بہت سی دیوبندی دہلی کتب کے جواب کو محیط ہے۔ حضرت مولانا امجد  
 کے قلم حقیقت رقم میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ جس کتاب کا رد یا جواب تحریر فرماتے ہیں اس  
 کا حرفی حوالہ جواب دیتے ہیں۔ مکتبہ فریدیہ اس مفہم شاہکار کو برادران اہل سنت کی خدمت میں  
 علوٰی اور علویہ و مدرسین مبلغین و مناظرین اہل سنت کی خدمت میں خصوصاً فخریہ طور پر پیش  
 کرتا ہے۔ ہمارے مدرسین علویہ کو مخالفین اہل سنت کی خیانتوں سے آگاہ کر سکتے ہیں تو مبلغین  
 و مناظرین مخالفین اہل سنت کے مناظرین کو ہر بات کا دندان شکن جواب دے سکتے ہیں۔  
 ادارہ و مکتبہ فریدیہ کی یہ پیشکش دفاعی نوعیت کی ہے ہم نے کسی کوئی جارحانہ کتاب  
 شائع نہیں کی۔ ہمیں اہل سنت کے تحفظ و دفاع کے لئے مجبور ہونا پڑتا ہے۔ اگر مخالفین  
 اہل سنت الزامات و خلافات سے پرکنا ہیں مثلاً ذکر کریں تو ہم بہت سی اصلاحی اور اہم  
 و درسی کتب شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تفسیر و حدیث اور فقہ و مناقب کے بہت  
 سے مجموعے ہمارے پیش نظر ہیں۔ ہم ان کو پہلی فرصت میں زیور طبع سے آراستہ کرنا  
 چاہتے ہیں۔

ہم دیوبندی کانگریسی ٹولہ سے اتنا س کرتے ہیں کہ وہ فقہ و شرک کی تبلیغ کے ذریعہ  
 سستی شہرت حاصل کرنے کے انداز فکر میں تبدیلی پیدا کرے اور وہ کام نہ کریں جس

کے ملک کے اتحاد و استحکام کو نقصان پہنچے۔

اس موقع پر ہم ارباب حکومت سے یہ درخواست کرنا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ  
 کانگریسی دیوبندی ٹولہ پر کڑی نظر رکھے اور فرقہ واریت کو ہوا دینے والی کتب شائع نہ کرنے  
 سے ملوث سیاست کے حامل اخبارات و جرائد پر پابندی لگائی جاسکتی ہے تو ملوث تبلیغ اور  
 سراسر تخریبی تصانیف پر بھی پابندی عائد کی جاسکتی ہے۔ مکہ میں اس وقت تقریب الایمان  
 منعقد ہوئی ہے۔ براہین قاطعہ، فتاویٰ رشیدیہ، صراط مستقیم، تہذیر الناس، و حکمہ سیف رضانی،  
 سیف حقانی، بریلی کا نیا دین، جواہر القرآن جیسی کتابوں کی گستاخانہ عبارات تفرقہ و فتنہ کا  
 سبب بنی ہوئی ہیں۔ ان تمام کتابوں کو ضبط کیا جائے۔ فتنہ و شرک خاتمہ کیا جائے۔  
 اے ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو استحکام نصیب فرمائے، آمین۔

حافظ ابو العطار نعمت علی چشتی سیالوی  
 نائین جامعہ اہل سنت سوہانہ پنجاب



# انتساب



جن کی تدیس کاؤڑکا پاروانگ عالم میں بختار با جردیش وقت کے سدا نام بہار شریعت  
 جیسے عظیم کتاب کے مصنف جن کے تلافی اپنے عہد کے استاذ الاساتذہ اور شیخ  
 کے امام مانے گئے اور آج دیں و تدیس تصنیف و تالیف و عظیم تبلیغ اور سیاست میں  
 مرکزی کردار ادا کر رہے ہیں۔ سیدی امجد علی ہیں چاندی ہیں چاندنی  
 چاند گوشتے ہیں ہے پیری ہوتی ہے چاندنی

فیروز قادری محمد حسن علی رضوی غفرلہ  
 اہل رضا میلسی مدائن تدویر

شہزادہ عظیم حضرت مخدوم اہل سنت حضرت قبلہ مفتی اعظم امام احمد

مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان

سجاد نشین بریلی شریف

پیغام تہنیت

گرامی قدر محب کرم و محترم مولانا محمد حسن علی صاحب قادری رضوی سید و کرم  
 علیہم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی نگاہ تعالیٰ فقیر معذ الخیر ہے...  
 مول تعالیٰ آپ کو تادیر سنت و اہل سنت کی خدمت کے لئے قائم  
 رکھے آپ کی خدمات و فیض کو شرف قبولیت بخشے (آمین) آپ سے  
 آپ کی اہل خدمت کے محبوب دل کو شغف ہے اپنی تعمیر و عافیت سے مطلع  
 کہتے ہیں آپ کے والد محترم سید و کرم کو داخل سلسلہ عالیہ قادریہ بکایت  
 قبول کر لیا ہے۔ شجرہ مرسل ہے ان سے فیض کا سلام سنوں فرما دیجئے۔

والسلام والدعا

فیروز مصطفیٰ قادری غفرلہ



## مکتوب گرامفی

شعبہ اوقاف و خزانہ عظمیٰ پاکستان مولانا صاحب سزاوہ

حاجی محمد فضل کریم حامد رضوی

ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان

محرم جناب حضرت مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی دامت برکاتہم اسلام علیکم  
امید ہے آپ غیبت سے ہوں گے۔ اہل سنت کو پہنچے ہی آپ جیسی شخصیتوں پر تازہ ہے۔ آپ اہل سنت کے لئے بہت کام فرما رہے ہیں۔ آپ نے پہلے ہی بہت سی کتابیں لکھی ہیں لیکن تازہ کتاب "برہان صداقت برآمدی ہدایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہوگی۔ اس کے پڑھنے سے بہت سے اہل سنت کو غامدہ ہوگا اور معلومات میں اضافہ ہوگا۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں کہ آپ کو اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اسی طرح کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین آپ کی اس کتاب اور سلسلہ تصنیف و تالیف میں برکتیں عطا فرمائے۔ میری طرف سے تمام گھر والوں اور احباب کو بہت بہت سلام فقط احترام

حاجی محمد فضل کریم حامد

جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

## کچھ مصنف کھائے میں!

از: ایم عیلام لکھنؤ علی گڑھ کے نامور دانشور اور مدظلہ اشرق لاہور مقیم مسیحی

مصنف کتاب ہذا مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی اہلسنت و جماعت کے ایک ممتاز اہل قلم۔ انتہائی سادہ سادہ زبان میں لکھی نظر آتی ہے۔ برصغیر ہند میں مشرقی پنجاب کا شہر ہانسی ایک تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔ شہر ہانسی میں پرتھوی راج کا مشہور قلعہ اور تمام نئی عمارات اور عمارت اولیاء اللہ شہید اور دیگر بزرگان دین کے مزارات گھر گھر پائے جاتے ہیں۔ اسی تعلیم شہر ہانسی میں علامہ اسلام حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلیظہ اقل و غلیظہ عظم حضرت علامہ صاحب جہاں رضی اللہ عنہ کی نسبت سے دنیا بھر میں شہرت حاصل ہے۔ سیر الاولیاء و دیگر کتاب اور ان کے مطابق خود حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس شہر کو بارہ سال تک اپنے قلعہ میں حبس کر رکھ کر اس سے سرفراز فرمایا۔ قلعہ کہنہ پر امام الکاشغین حضرت میراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کاخدار پر انوار ہے۔ مولانا محمد حسن علی کی ولادت ۱۲۹۲ھ بمطابق محرم الحرام ۱۲۹۲ھ بمطابق ۱۸۷۵ء میں ہوئی تھی۔ انہوں نے مختلف ہونے والے مولانا محمد حسن علی کی تعلیم دینی رحمت زیادہ تھی۔ خاندان کے تمام افراد متصحب شیعہ مسلمان تھے۔ ان میں بیلا و دیگر بزرگ شریف کی تعاریب اہتمام سے ہوتی تھیں۔ آپ بچپن ہی سے علم میں مختلف مقامات پر حضرات اولیاء اللہ کے مزارات طیبہ پر حاضری دیکر کرتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق شہر ہانسی میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری بھی ثابت ہے۔ مولانا محمد حسن علی نے ۱۳۴۵ء میں شہر ہانسی کے اسلامیہ پرائمری سکول میں داخلہ لیا۔ وہاں بھی اولیاء اللہ کے مزارات بکثرت تھے۔ اس طرح آپ کی روحانیت کی طرف رغبت بڑھتی گئی۔ ۱۳۴۸ء میں ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ تو اپنے علم و محرم و کاذب الدین مرحوم کے ہمراہ حضرت غوث بہاؤ الحق و دیگر بزرگان دین کے مزارات



۱۰۔ نہادہی مدرسہ صباح العلوم میں کے قیام میں آپ نے عمر بھر اردو زبان میں سب سے پہلے آپ نے انجمن خدام ان وینا۔ قائم کی اور حاجی محمد سیدان صاحب کے ساتھ مل کر اہلسنت کے تبلیغی جلسوں کے متعدد پروگرام بنائے اور مولانا محمد بشیر دوانا امامہ شیعہ اوکاڑوی کو متعدد بار بلایا گیا۔ علامہ اہلسنت کے تبلیغی دوروں سے شہر کی انتظامیہ کو کمرہ کے بعد جامعہ رضویہ مظہر مسام داخل پر سے مولوی الامتار عبداللہ پار فارغ التحصیل ہو کر آئے۔ انہوں نے حاجی محمد سیدان اور مولانا محمد حسن علی کے مشورہ کے بعد تحصیل بانڈہ میں ایک کرایہ کے پونہ میں مدرسہ جامعہ رضویہ سراج العلوم کا آغاز کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سیدان صاحب قدس سرہ نے مولانا محمد حسن علی کو مکتوب گرامی تحریر فرمایا کہ جامعہ رضویہ سراج العلوم کے نام سے ہمارا مدرسہ گوجرانوالہ میں ہے۔ آپ اپنے مدرسہ کا نام مدرسہ حنفیہ رضویہ مصباح العلوم یا مصباح العلوم حنفیہ رضویہ رکھیں۔ چنانچہ آپ نے حسب ہدایت مدرسہ کا نام تبدیل کر کے حنفیہ رضویہ مصباح العلوم رکھ دیا۔ بعد میں انجمن خدام الاولیاء کا نام بھی تبدیل کر کے آپ نے لائل پور کی انجمن خدام رسول کے نام پر انجمن خدام رسول رکھ دیا۔ مدرسہ مصباح العلوم کی موجودہ جگہ جو ایک جنگل اور پہاڑوں کے اکھاڑہ وغیرہ کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ آپ نے مدرسہ کے لئے منتخب کی۔ اور حاجی محمد سیدان اور حاجی محمد شریف اشرفی اور بندو خاں وغیرہ احباب سے مشورہ کے بعد یہاں مدرسہ مستقل عمارت کی تعمیر عمل میں آئی۔ مدرسہ کی پہلی منزل کے لئے الحاج خان اللہ یار خاں کبھی نے خصوصی تعاون کیا اور پہلی منزل کی تمام پختہ اینٹیں بطور امداد فراہم کیں۔ مدرسہ میں مدرس کی ضرورت کے پیش نظر حاجی سیدان وغیرہ احباب نے آپ کو مدرس لانے کے لئے لائل پور بھیجا چاہا لیکن قریب ہونے کی وجہ سے آپ علامہ کاظمی صاحب کی خدمت میں ملان گئے اور مدرسہ انوار العلوم کے فضل مولانا سید کاظم القادری کو اپنے ہمراہ لائے۔ مدرسہ حنفیہ غوثیہ انوار رضا میسہ بھی آپ ہی کو مشنوں سے معروض وجود میں آیا۔

**شرف بیعت** | مولانا محمد حسن علی کو شرف بیعت امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سیدان صاحب سے حاصل ہے۔ بیعت سے پہلے

آپ نے بیعت سے اکابر مشائخ و علمائے کرام سے رجوع کیا۔ ان سب نے حضرت صاحب کو اہلسنت سے بیعت حاصل کرنے کا مشورہ دیا۔ آپ ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ میں محدث اعظم اہلسنت حضرت الشعلیہ سے بیعت ہوئے۔ پھر جامعہ رضویہ ہی میں تعلیمی سلسلہ ہی شروع کر دیا۔ جامعہ اہلسنت کے وصال شریف کے بعد تک جاری رہا۔ اور کچھ کتب حکیم امامت کے نام سے جامعہ صاحب کے مدرسہ غوثیہ تعلیمی کماٹ میں پڑھیں۔

**تالیف و تصنیف** | آپ نے تصنیف و تالیف کا سلسلہ نوعمری ہی سے شروع کر دیا تھا۔ ان کی ابتداء ماہنامہ طیبہ میں مضامین سے ہوئی۔ ان کے بعد سنت روزہ رمضان سے لے کر جہانوالہ۔ ماہنامہ سانک راولپنڈی۔ ماہنامہ جمعہ صحت و ماہنامہ روزی گزن بریلی شریف و ماہنامہ اسلام آباد میں آپ کے مضامین کثرت سے آئے گئے۔ مدرسہ اہلسنت کے بعد جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور سے بیعت روزہ جمعہ کی ۱۰ صی ہو کر انجمن نائب مدیر آپ کا فخر عمل میں آیا۔ اور پھر کچھ عرصہ بعد ماہنامہ اہلسنت میں عالم دربار و ناگنج بخش لاہور کے مدیر معاون مدرسہ سے۔ ان دونوں رسائل میں زیادہ تر مضامین آپ ہی کے ہوتے تھے۔ ان دونوں رسائل کو آپ نے بڑی خوش اسلوبی سے چھاپا۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ۲۵ سے متجاوز ہے۔ چند مشہور تصانیف یہ ہیں۔

- ۱۔ مجسم (۱) اکابر دیوبند کا تکفیری انسانہ (۳) قرآن اور دیوبندی مولویوں کا ایمان
- ۲۔ آئینہ حق و باطل (۵) انوار حق بجاواب اظہار حق (۱۱) اظہار حقیقت (۱۵) ضرب کبیر
- ۳۔ حاکم و محدث اعظم پاکستان (۹) تبر خدائندی بروہاکہ دیوبندی (۱۰) برق آسمانی
- ۴۔ اللہ شیطانی (۱۱) دیوبندی شطرنج اپنے منہ کا فر (۱۲) اور زیر نظر "برہان صداقت بروہا" (۱۳) اہلسنت
- ۵۔ آپ نے شورش کشمیری ضیاء القاسمی۔ غلام راولپنڈی وغیرہ دیوبندی مولویوں کے متعدد چھوٹے موٹے کتابچوں اور پمفلٹوں کے جوابات بھی تحریر فرمائے۔ روزانہ اخبارات میں مذہب اہلسنت کی حقانیت اور اکابر علمائے اہلسنت کی صداقت طیبہ پر آپ کے اکثر مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ انھوں نے سنہ



انورس آجمن کے وقت پہ آپ کے تقریباً تمام قابل فکرمزناں و بخت روزہ اخبارات اور ماہنامہ سنی رسالے میں بخت مضامین لکھے اور علمائے اہلسنت کی دینی مذہبی سیاسی اور تعلیمی خدمات کا تعارف کرایا متعدد مناظروں میں شرکت کی۔ فتح پور میلسی میں مولوی عبد الشکور دین پوری اور مسجد مائی والی مولوی سلطان محمود مظفر گڑھی سے دلیل کامیاب مباحثے فرمائے۔ موضع پیر شاہ ٹوبہ کوٹہ پور میلسی میں مولانا غلام امجد علی گوردی اور صدر تنظیم اہلسنت مولوی دوست محمد قریشی کے درمیان نوک جھونک ہوئی۔ اور مولوی دوست محمد قریشی نے مناظرہ کا چیلنج دیا تو میلسی سے مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی نے مولوی دوست محمد کو جوابی چیلنج دیا اور دس اہم سوالات پر تشکیلی ایک اشتہار شائع کیا جس سے وہ لاجواب ہو گیا۔

پاکستان کے دیوبندی مناظرین میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کے ذمہ آپ کے سوالات کا قریضہ نہ ہو۔ رسائل و جرائد کے فائل گواہ ہیں کہ مخالفین اہلسنت میں سے جس کسی نے بھی مذہب اہلسنت و مسلک اعظم حضرت کے خلاف نہ ہرا لگا تو آپ نے معاندین کا مدلل و مسکت جواب ضرور دیا۔ اہلسنت کے لئے آپ کی تحریری تصنیفی خدمات قابل فخر و باعث مددشکو ہیں۔

### اجازت و خلافت

مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی کو شرف بیعت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد مروار احمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہے۔ اور پھر آپ کی خدمات دینیہ اور مذہبی جذبہ کو دیکھ کر محدث اعظم پاکستان نے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ حشیشہ صابریہ میں اجازت و خلافت سے بھی مشرف فرمایا۔ اور ۲۴ ذیقعد ۱۴۱۱ھ مطابق ۳۰ اپریل ۱۹۹۲ء بروز دو شنبہ کو مولانا معین الدین صاحب شافعی سے اجازت نامہ لکھوا کر اپنی مہر اور دستخطوں سے ارسال فرمایا۔

شہزادہ اعظم حضرت مخدوم اہلسنت مفتی اعظم مولانا شاہ مسطیٰ رضا خان صاحب سجادہ نشین خاندانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف آپ پر بہت ہی کرم فرماتے ہیں۔ حضرت مفتی اعظم ہند نے بھی مولانا موصوف کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔ اور ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۸۲ھ کو مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی

رضوی سے نہایت خوشنود اجازت نامہ لکھوا کر اپنی مبارک مہر اور دستخطوں سے ارسال فرمایا۔ اسی طرح فیض احمد حضرت ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین صاحب بہاری اور شہید اعظم حضرت مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خان عرف جیلانی میلان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی اپنی اجازتوں سے سرفراز فرمایا۔ بارگاہ اعظم حضرت کے نعمت گو شاعر حضرت سید محترم مخدوم اہلسنت سید لاہب علی صاحب رضوی بریلوی علیہ الرحمۃ نے آپ کے بیڑہ کے لئے یہ شعر تحریر فرما کر شامل شجرہ کیا تھا۔

ہارسن افواہ رضا ہو رضویوں پر تا ابد  
مرشدی سردار احمد رضا کے واسطے  
جذبہ تسلیں دیں جسے حسن رضوی کے طفیل  
دانما بخت اسے ڈنکار رضا کے واسطے

### تالیفی ریکارڈ

مولانا محمد حسن علی رضوی کے پاس اکابر اہلسنت مشائخ طریقت کی تالیفات کتب اور برصغیر ہند کے اکثر و بیشتر مناظروں کی مدنیاد کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ اور مختلف اہم مسائل پر مفتی اعظم ہند مولانا مسطیٰ رضا خان صاحب محدث اعظم ہند مولانا ابوالحامد سید محمد محدث کچھوچھو، محدث اعظم پاکستان مولانا محمد مروار احمد صاحب، امام العلماء مولانا قاری سید محمد غیل کاظمی محدث امروہی، اساذ العلماء علامہ ابوالبرکات سید احمد، علامہ مفتی محمد مظہر اللہ، مولانا عبدالحماد بدایونی مفتی احمد یار خان کوآئی، شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی قدس سرہم جیسے اکابر کرام کا مختلف مسائل پر شرعی فتاویٰ کا ذخیرہ ہے۔ جس کو آپ فتاویٰ اکابر اہلسنت کے نام سے شائع فرماتا ہے۔ آپ نے تذکرہ محدث اعظم پاکستان کے لئے ایک ہزار سے زائد تصنیفات پر شتمل مواد جمع کیا ہے جو اس موضوع پر لاجواب وجہ شامل مجموعہ ہے۔







# ابتدائیہ

عبد الستار ہماری ترمیمی انتہا کے بعد

خدا جانے کس سوچی سمجھی حکیم کے تحت دیوبندی وہابی فرقہ کی طرف سے یکے بعد دیگرے  
 دھماکہ سوانح، غلط فہم، سیف رحمانی، وغیرہ عشر انگیز کتب شائع ہوئیں بغیر اقم الحروف دھماکہ  
 کے جواب قہر خداوندی برو دھماکہ دیوبندی کے جواب سے فارغ ہوا تو ایک روز مندی جہانیاں  
 سے واپسی پر محبت محترم رانا غلیل احمد صاحب نے "سیف حقیقی" کے نام سے وہ مصنفات  
 پر مشتمل ایک نہایت خوبصورت مجلد کتاب "یت فرما کر اس کے جواب کے لئے ارشاد فرمایا۔  
 میسری پہنچا تو فرمایا "نست مولانا الحاج ابو داؤد محمد صادق صاحب الرضوی گورنر علی رضائے مصطفیٰ  
 گو جرنالہ کا حکمتانہ موجود پایا اس دوران مختلف مقامات کے علماء و اہباب اس کے جواب  
 کے لئے اصرار فرماتے رہے۔ اس کتاب سے میری ذاتی دلچسپی بڑھ گئی تھی کیونکہ اس کے  
 مصنف اہل پرہیز طہارت سے لکھا تھا۔ بجواب زلزلہ و تبلیغی جماعت، ان الفاظ نے مجھے  
 چونکا دیا کہ کیا واقعی دیوبندی غافلانہ میں بھی کوئی ایسا بچہ پیدا ہو گیا ہے جو کلمہ رضا خیر خوار  
 برق بارگاہی منظر اقم رئیس التحریر علامہ ارشد القادری الرضوی مدظلہ العالی کے قلم حق رقم کا جواب  
 لکھ سکے۔ بغیر اپنی تمام تر مصروفیات کو چھوڑ بیٹا کہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت اور ان کے جواب  
 سیف حقیقی کو لیکر بیٹھ گیا اور سیف حقیقی کے اس خواب کی تعبیر تلاش کرنے لگا کہ یہ کتاب  
 زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا جواب ہے کیونکہ اس کے مصنف نے جو حال ہی میں علامہ ابوالاناصر  
 محمد عمر قریشی کے ہماری جہر کم نام سے قلمی دنیا میں پہلا قدم کے طور پر نمودار ہوئے ہیں  
 ان مرض پہلی ہی شب میں سیف حقیقی کو اہل سے آخر تک دیکھ لیا۔ یقین فرمائیے۔ یہیں خود

جس کے کتب مضامین مولوی رحمان الدین کے کتابچہ "بریلی کا نیا دین" سے نقل ہے

اب اس پر اعتبار نہیں رہا تھا۔ ہم نے کتاب کی بار بار ورق گردانی کی لیکن غلام ارشد القادری  
 علیہ السلام کے زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا سیف حقیقی کے کسی صفحہ پر کوئی جواب نہ تھا۔ عام طور  
 پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جوابی کتاب لکھنے والے اگر کسی کتاب کا حرف حق پر جواب نہیں لکھ پاتے  
 تو وہ ایک باطل کو گور و جھلالتے اور ان کا جواب دیتے ہیں لیکن سیف حقیقی کو اس  
 علامہ و مولوی کی روشنی میں کہ بجواب زلزلہ و تبلیغی جماعت اہل تا آخر حرف حق ملاحظہ فرمائیے۔  
 اس میں زلزلہ اور تبلیغی جماعت کی کسی ایک بھی دلیل کو تو نہیں جھٹلایا گیا۔ زلزلہ و تبلیغی جماعت  
 کے بارے میں اس میں سے کسی ایک کو بھی تو چیلنج نہیں کیا گیا۔ البتہ مصنف نے اپنے  
 جواب کی قدرتی کشش کو تنگے کا سہارا دینے کے لئے علامہ اہل سنت بالخصوص امام اہل سنت  
 علامہ حضرت مجدد دین و ملت الامام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات متورہ  
 مقامات پر سب سے زیادہ انصاف و انتہا سے کی بوجھنا کی تھی۔ مصنف کا یہ نام نہاد جواب سوال  
 کے جواب پڑنے کا عکاس و آئینہ دار تھا۔ ہم حیران تھے کہ یہ کیا کراہت ہے کہ علامہ ارشد القادری  
 علیہ السلام کے زلزلہ و تبلیغی جماعت کے انڈیشن پر انڈیشن چھپ رہے ہیں اور باتوں باتوں پر  
 اس کا اسباب انکشاف ہوا کہ دیوبندیہ کی پوری تلمیذی مشنری زلزلہ و تبلیغی جماعت کے  
 دھماکہ کے غیظ میں مبتلا ہے۔ اور اس طرح یہ لوگ خود ہی زلزلہ و تبلیغی جماعت کے تدارک  
 کا مصنف بن رہے ہیں۔ جہاں تک زلزلہ و تبلیغی جماعت کے جواب کا تعلق ہے تو یہ حقیقت  
 اس امر و نظر سے مخفی نہیں۔ سیف حقیقی تو بھانپتے خود زلزلہ و تبلیغی جماعت کے لا جواب  
 دینے کی دلیل ہے ورنہ بتایا جائے کہ سیف حقیقی کے کس صفحہ پر زلزلہ و تبلیغی جماعت کی کس  
 انتہا کا جواب ہے۔

اب پھر اہل علم و انصاف سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ دیوبندی طائفہ کی طرف سے سیف  
 حقیقی کے ساتھ حال ہی میں جو کتب دھماکہ، سیف رحمانی، بریلی کا نیا دین، سوانح غلط فہم  
 طائفہ جہر کم نام اور اسلوب بیان کے لحاظ سے وہ کس قدر غلیظ ہیں اور کیسی بار بار  
 ان اشتمال کی گئی ہے اور ان میں حقائق و دلائل کا کتنا کیا قصور ہے اس سے اہل دیوبند کی  
 سہارا کی اور علمی سہرا بھائی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ سیف حقیقی کے مصنف کا



صفحہ اول پر درجی کر یہ ہے کہ سیف حقانی وہ کتاب ہے جس میں ہم نے دلائل سے بتایا کہ یہ (زلزلہ و تبلیغی جماعت) انتہا مت محض ہیں۔ مگر اس درجی کی دلیل از اول تا آخر سیف حقانی کے کسی صفحہ پر موجود نہیں۔ ہم بقدر خود غلامیوان سر محمد عمر صاحب سے پوچھتے کہ جناب جب آپ کے پاس جواب نہیں تھا تو کہ جواب زلزلہ و تبلیغی جماعت کے کھنکا کیا ضروری تھا آپ جی جھکر دل کی بھڑاس نکالتے۔ اہل سنت و امام اہل سنت۔ ہر یوں اور فاضل بریلوی پر ہا ہا مذاہم خرافات اور الزامات و افتراءات کی بوجھا کر دیتے اور "و غیرہ آخرت" بناتے۔

بے بسی کا اعتراف اور تضاد بیانی | مصنف سیف حقانی یوں تو اپنے زعم باطل میں جواب لکھتے بیچ گیا اور اپنی سادہ لوح دیوبندی قوم کو باور کرا دیا کہ زلزلہ و تبلیغی جماعت کا جواب ہو گیا۔ لیکن یہ جواب لکھنے والے علامہ، خود اعتراف کرتے ہیں "میرے کوم فرما دو دست حضرت محمد عثمان صاحب حضرت شیخ العربیہ عجم شیخ الاسلام حضرت مدنی کے خاص عقیدت مندوں میں سے ہیں۔ ایک وقت میں کتابیں لا کر دکھاتیں۔۔۔۔۔ چنانچہ میں نے تینوں کتب (زلزلہ و تبلیغی جماعت، رجاعت اسلامی، جو کسی علامہ ارشد القادری صاحب کی تالیف ہیں تین چاروں میں بالاسٹیغاب دیکھیں اور اس کے بعد دیکھنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔ اس لئے کہ آغاز تا اختتام مملکت میں ایک ہی بات کا تکرار اتنے التزام کے ساتھ ہے کہ جی ملانے لگے اور دوبارہ دیکھنے کے تصور سے ہی کوفت ہونے لگے۔" (سیف حقانی باب اول ص ۷)

اس کے بعد لکھتا ہے:

"لیکن زلزلہ و تبلیغی جماعت میں کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی کہ جواب دیا جائے محض دعادی سے کام چلایا ہے۔" (سیف حقانی ص ۷)

انصاف پسند قارئین کرام! غور فرمادیں کہ جب مصنف سیف حقانی کو ایک بار کتاب زلزلہ و تبلیغی جماعت کے دیکھنے کے بعد دوبارہ دیکھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی ہو اور جس کو دوبارہ دیکھنے کے تصور سے ہی کوفت ہو ایسے علامہ نے زلزلہ و تبلیغی جماعت کا کیا جواب لکھا ہو گا اور اس کے نام نہاد جواب کی کیا حقیقت ہوگی۔ بھلا جو شخص اپنے اندر سے پتہ

لی ہمارے یہ کہہ رہا ہے کہ زلزلہ و تبلیغی جماعت میں کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی گئی کہ جواب دیا جائے۔ جب اس بے چارے کو زلزلہ و تبلیغی جماعت میں دلائل و حوالہ جات نظر ہی نہیں آتے تو یہ کیا جواب دے سکتا ہے لہذا اس کے اپنے قول پر یہ ماننا پڑے گا کہ اس نے جو یہ نام نہاد جواب دیا ہے وہ اندھے کی لاشی ہے۔

جھوٹے کی پہچان مان نہ مان میں تیرا مہمان | کہتے ہیں دروغ گو کا حافظہ ناسخ | جھوٹے آدمی کا حافظہ نہیں | ایک ہے جھوٹے آدمی کا حافظہ نہیں | ایک طرف تو سیف حقانی کا مصنف علامہ بن کر یہ کہہ رہا ہے کہ:

کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی گئی کہ جواب دیا جائے؟

یہ تضاد بیانی ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:

"اکابرین دیوبند کی کتب عقائد سے عبارات نقل کر کے لیکن بغیر بیان کردہ سیاق و سباق کے دلائل کے ان کے مقابلہ میں کتب سوانح کے اقتباس پیش کئے ہیں پھر آسمان صریح افشاہ کو لوگوں کی سماعت کیوں نہیں آگئی؟" (سیف حقانی ص ۷)

"جھوٹے کتاب زلزلہ و تبلیغی جماعت کا مدلل جواب دیا ہے" (سیف حقانی ص ۷)

اب اس جھوٹے آدمی سے کوئی پوچھے کہ ایک طرف آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ زلزلہ و تبلیغی جماعت میں دلائل سے بات نہیں کی گئی کیا جواب دیا جائے۔ اور دوسری طرف آپ یہ کہہ رہے ہیں اکابرین دیوبند کی کتب عقائد کے مقابلہ میں کتب سوانح کے اقتباس پیش کئے ہیں، کتب عقائد کا مقابلہ چند سوانحی خاکوں سے کیا ہے؟ مث

جب آپ کے اس اعتراف کے مطابق کتب عقائد و کتب سوانح کے حوالہ جات و دلائل ہیں تو پھر یہ کیا ہے شرمی سہہ کہ آپ دوسری طرف یہ فرما رہے ہیں کہ کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی یہ واضح تضاد بیانی مصنف سیف حقانی کے ذہنی غلط فہمی کا کھاسا نمونہ ہے اور وہ اپنی اس غلط بیانی کے سہارے دن و حائرے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتا ہے۔

ہم مصنف سیف حقانی سے پوچھتے ہیں کہ کیا اکابر دیوبند کی سوانحیں یا کتب عقائد



کے متنافی ہیں۔ یہ بات ہر ذی فہم و شعور جانتا ہے کہ کتب سوانح کسی بھی شخص کے حالات زندگی پر مشتمل ہو سکتی ہیں۔

یا تو یوں کہو کہ دیوبندی کتب عقائد میں جو کچھ لکھا ہے وہ سمجھنے کی حد تک ہے عمل سے اس کا کوئی تعلق نہیں مثلاً دیوبندی کتب عقائد میں شراب کو حرام لکھا ہے۔ اگر کوئی دیوبندی عالم شراب پی لے تو وہ گنہگار نہ ہو گا یا دیوبندی کتب عقائد میں غیر خدا کو سجدہ عبادت شرک اور سجدہ تعظیم حرام لکھا ہے لیکن اگر کوئی دیوبندی عالم غیر خدا کو سجدہ کرے تو وہ مشرک نہ ہو گا یا بصورت دیگر گنہگار قرار نہ پائے گا۔ یہ کیا تاویل ہے؟ یہ کیا مدلل جواب ہے؟ سینکڑوں کتابوں کے حوالوں پر مشتمل زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا کیا صرف اتنا کہہ دینے سے جواب ہو گیا؟ یا تو یوں کہو کہ اکابر دیوبند کے حالات زندگی کتب عقائد کے متنافی تھے یا یوں کہو کہ اکابر دیوبند کی سوانح عمریاں غلط ہیں۔ ان کے صحیح حالات زندگی پر مشتمل نہیں ہیں۔ ان سے مذکورہ الرشید۔ سوانح قاسمی۔ اشرف السوانح وغیرہ میں غلط باتیں منسوب کر دی گئی ہیں اور پھر علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہ العالی نے کتب سوانح سے ایسی ہی عبارات نقل کی ہیں جو ان کے عقیدہ و مسلک کو ظاہر کرتی ہیں یا ان کی عملی زندگی سے متعلق ہیں۔ مصنف سیف حقانی پر لازم تھا کہ

اول تو وہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت میں دیئے گئے حوالوں کو غلط ثابت کرتا۔ اگر غلط ثابت نہ کر سکتا تو ان حوالوں میں کثیر بیہوشت یا جوڑ توڑ ثابت کرتا۔

دوم یہ ثابت کرتا کہ مولانا ارشد القادری صاحب نے ان عبارات کو غلط معنی پہنائے ہیں من مانے منہوم اخذ کئے ہیں۔

سوم یہ ثابت کیا جاتا کہ ان کا تقابلی نقشہ غلط ہے اور جو متضاد عبارات نقل کی گئی ہیں وہ معنی و منہوم کے لحاظ سے ایک ہی ہیں۔

لیکن بقائمی ہوش و خواس کوئی بھی شخص اس علامہ صاحب کی اس منطق کو کس طرح تسلیم کرے گا اور صرف اس ایک جملہ کو کس طرح زلزلہ و تبلیغی جماعت کا مدلل جواب قرار دیا جائے گا کہ

دیوبندیوں کی دشمنی میں یہ ذرا قاعدہ اختراع کیا ہے کہ کتب عقائد کا مقابلاً چننے سوانحی خاکوں سے کیا ہے بھلا سوانحی خاکوں سے بھی عقائد بنا کر دیتے ہیں؟ (سیف حقانی مد)

اس کا اپنی بات سے مصنف جو عقائد بھی میں کیا ہے اپنی بے بسامتی واضح ہے۔ جناب مصنف صاحب! عقائد سوانحی خاکوں سے نہیں بنتے تو عقائد سوانحی خاکوں کے تو بنتے ہیں جسے جس کے عقائد ہوں گے ویسا ہی سوانحی خاکوں میں لکھا جائے گا لہذا جیسے اکابر دیوبند کے عقائد ویسا ہی ان کے سوانح نگاروں نے ان کے سوانحی خاکوں میں لکھا ہے اور پھر مصنف نے امام اہل سنت سیدنا علامہ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ و دیگر علماء اہل سنت و اقصائیف سے جو کچھ لکھا ہے ان میں سے اکثر کون سا کتب عقائد سے لکھا ہے ان میں بھی بارہم شرک کتب مناقب و سوانح حیات و منقول کلام سے ہے کتب عقائد سے نہیں ہے۔ مصنف میں اگر کوئی جبر و دیانت ہوتی تو وہ سیدنا علامہ حضرت قاسم سرور یا دیگر علماء اہل سنت کے خلاف کچھ کہنے یا محض الزامات کی بار چھڑ کرنے سے قبل اپنے اکابر کے سرے بار کا کرتا زلزلہ اور تبلیغی جماعت کے دلائل و حوالہ جات کا توڑ پیش کرتا اور پھر علامہ عقائد پر تبصرہ کرتا، لیکن "علامہ" اتنی استعداد و قابلیت کہاں سے لائے۔ یہیں بھی علامہ ارشد القادری صاحب کی نقالی کا جذبہ کار فرما ہے جیسے انہیں لوگ علامہ کہتے ہیں اور ان کے نام گرامی کے ساتھ زلزلہ و تبلیغی جماعت پر علامہ ارشد القادری لکھا ہے یہی مصنف نے بھی اپنے آپ کو "علامہ" کے ساتھ پیش کیا ہے تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ دیوبندیوں میں بھی ایک عدد علامہ ہے۔ ہمارا مقصد کبھی اور تیزی نہیں جواب دینا ہے ورنہ ہم مصنف سیف حقانی کی جملہ من تراشیوں، عامیانہ پھبتیوں، بے بسامتی نقالی کا پوری طرح پوسٹ مارفم کر سکتے ہیں۔ مصنف نے علامہ ارشد القادری صاحب کو یہ بھی لکھا ہے "کتب عقائد سے عبارات نقل کر کے .... ان کے مقابلہ میں کتب سوانح کے اقتباس پیش کئے ہیں اور پھر آسمان سر پر اٹھالیا" اور یہ کہ کوئی پوچھے بھلے آدمی داویلا پھانے اور بدعوا سی کا مظاہرہ کرنے کی کیا ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ مولانا ارشد القادری نے تو دلائل



تمام کر کے آسمان سر پر اٹایا ہوگا۔ لیکن آپ زبان کا می وہی خیالی اختراعی باتیں کرتے ہوئے  
شرم سے زمین میں کیوں نہیں گرجاتے۔ دادیلا چھانے اور بدحواسی کا مظاہرہ کرنے کی بھی  
خوب کبھی حالانکہ ہر سمجھ واریہ جانتا ہے کہ بدحواس دادیلا نہیں کرتا۔ بدحواسی اور دادیلا بھی  
متضاد چیزیں ہیں۔ الغرض سیف حقیقی میں ایسی ہی لایعنی وہی معنی و متضاد باتیں ہیں  
علامہ ارشد القادری صاحب کیا بدحواس ہیں گے یا دادیلا کریں گے، انہوں نے قابل ملاحظہ  
کی اعتقاد ہی ہے راہ روی کی روح قبض کر لی اور ان پر دلائل کی دیوار کھڑی کر دی ہے۔ اور  
اب اہل دیوبند پر بدحواسی پھانی ہوئی ہے اور "علامہ ابوالناصر" دادیلا کر رہے ہیں۔ کتاب  
سیف حقیقی پر ایک نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف کو اردو زبان میں کتاب لکھنے  
کا شوق تھا۔ ایک ہی معنی کے متعدد الفاظ بیک وقت نقل کئے گئے۔ بے ربط و بے مقصد  
لفظے اور محاورے استعمال کئے گئے ہیں اور استدلال و قیاسیت کا یہ عالم ہے عبارت  
صحیح لکھنے یا فقرہ بامحاورہ بنانے پر یہ علامہ قادر نہیں اور انداز بیان ایسا ہے جیسے کوئی  
مسخرہ و اعجاز اپنی ہوائی فائر جگ سے سادہ لوح عوام کو بے وقوف بنا رہا ہو۔ تحریر کتنی ہوتی  
طبیعت، پہلوتی ہوتی زبان اور آوارہ قلم کے ساتھ سیف حقیقی تحریر فرمائی گئی ہے۔ ہم  
آپنے جواب میں انشاء اللہ العزیز ان ہی باتوں کا جواب دیں گے جو اس علامہ نے بحوالہ  
کتاب ابن سینہ نقل کی ہیں اور جو وہی خیالی الزامات و اتہامات ہیں وہ اسکے نامہ اعمال  
میں شامل نہیں گے کل بروز قیامت داد و معشر کے حضور جواب دینا ہوگا۔

فیض محمد حسن علی الرضوی غفرلہ

مہتمم مدرسہ خیریت غفرلہ انوار رضا میلسی



### مصنف کے علمی حدود و راجعہ

مصنف "سیف حقیقی" نے جس قدر بزرگ فطرتی و معنوی تحریف کا ارتکاب کیا  
اس کا ممکن حال تو یہ نظر کتاب کے مفصل مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ قارئین کرام کی دریافت  
میں کے لئے اس "علامہ" مصنف کی علمی استعداد و قابلیت کا ایک اجمالی خاکہ بطور نمونہ  
درج کیا پیش کرتے ہیں جس سے پتہ چلے گا کہ اس "علامہ" جابل کو اردو کے عالم الفاظ  
کے درمیان بنانے کی بھی یاقوت نہیں مثلاً مصنف مشہور بالا سنیعاب کی بجائے  
"سیناب" اور مشہور "بزرگ" کی بجائے "بزرگ" پروردوں کو کی بجائے "وردوں" کو  
"ورد" پروردوں کے سامنے کی بجائے "دار معشر" میں "دار" پر اہل یا بھارت۔ "دار" پر کشف  
احمال دیوبند کی بجائے کشف مطلق دیوبند۔ "دار" پر علاقہ کی بجائے علاقہ۔ "دار" پر امام  
شیرانی کی بجائے امام شرفانی۔ "دار" پر علامہ کی بجائے علامہ۔ "دار" پر اساتذہ کی بجائے  
اساتذہ۔ "دار" پر تبریزی کی بجائے تبرآ۔ "دار" گاہ گاہ ہے حتیٰ کہ کی بجائے "میکہ"۔ "دار" پر  
سنی علیہ السلام کی بجائے "میکہ" پر دعویٰ کی بجائے "دعویہ"۔ "دار" پر مملکت کی بجائے "مملکت"  
"دار" پر اقرار و اقرار کی بجائے "اعتراف و اقرار"۔ "دار" پر صواب کی بجائے "ثواب" لکھتا  
"دار" "سیف حقیقی" ہے۔ اور صریح جہالت و حماقت کے اس زعم میں علامہ بنا بیٹھا ہے اور تعجب  
تو اس بات پر ہے کہ اپنی اس جہالت کے غرور و گھمنڈ میں سیدی اعظمیت فاضل بریلوی  
جیسے علم و فضل کے بادشاہ اور علماء و فقہاء عرب و عجم کے مجدد و پیکار اس مصنف معلوم ہیں ایک ہزار  
سے زائد کتب کے مصنف مولانا شاہ احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف جلیلہ پر تنقید  
کر رہے تو کہیں فاضل محقق علامہ ارشد القادری جیسے عظیم مصنف و رئیس تحریر کے منہ  
آ رہا ہے۔ اور قطعاً کوئی شرم و حیا محسوس نہیں کرتا۔

اور تو اور ہفت روزہ "غلام الدین" لاہور

غلام الدین کے دل آزار تبصرے | میں صلیح بھی اور بظاہر صلیح و اہشی کا بیجا کہنے



والے دیوبندی ہفت روزہ نے بھی اس سہاوت افزو کتاب پر زور دار معاہدہ تبصرے شریعہ کر دیئے اور "خدام الدین" میں اشتہار آنے لگے۔ "خدام الدین" نے اپنی ۲۶ دسمبر ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں ص ۱ پر لکھا

سیف حقانی - مصنف علامہ محمد عمر قریشی

"انگلستان کی فضاؤں میں بیچہ کو اہل حق پر سبب دشتم کرنے والے ارشد القادری  
امی مصنف کی کتابوں "زلزلہ" اور "تبلیغی جماعت" کا مسکتہ و دندان شکن جواب علامہ  
محمد عمر قریشی نے اس کتاب میں دیا ہے۔ ارشد صاحب کی یہ کتابیں مضابطہ انگریزی میں  
اپنی مثال آپ ہیں جس سے امن عامر شدید طور پر متاثر ہو رہا ہے۔ بعض نام نہاد  
اوامرے اور جماعتیں ان خرافات کے مجرموں کو منہ تکیہ کر کے صورت حال کو بڑی  
طرح بگاڑنے کی فکر میں ہیں اور کوئی عجیب نہیں کہ ایک برطانوی تنظیم جس کے  
ارشد صاحب کو تا دھرتا ہیں یہ گل کھارہی ہو۔ بہر حال جواب آں غزل از بس ضروری  
تھا اور قریشی صاحب نے فرقی کفایہ دیا کیلئے۔ اہل حق کی محبت میں سرشار قلم سے  
یہ کتاب نکلی ہے پڑھیں اور حوجاں بنائیں" (خدام الدین جلد ۱ ص ۲۶)

اور ایک دوسری اشاعت میں لکھا

سیف حقانی - جواب ارشد القادری ہندوستانی - احمد رضا خاں صاحب اور ان کے  
گروہ کی پوری داستان عجیب۔ از علامہ ابوالنور محمد عمر صاحب قریشی کراچی - دھیرہ وغیرہ  
(خدام الدین ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۵ء ص ۱۲)

یہ ہے "خدام الدین" جو جانشین دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری  
مولوی عبید اللہ اور صاحب امیر جمعیت العلماء اسلام صوبہ پنجاب مفتی گوپ کی زیر اہارت  
شائع ہوتا ہے۔ اور غالباً پاکستان میں جانشین دیوبندی شیخ العرب والجم مولوی حسین احمد صدر  
مدیر دیوبند مفتی محمد صاحب اس کے رئیس التحریر ہیں۔ سیکڑوں لفظی و معنوی غلطیوں کے مرکب  
کو علامہ کہہ رہے ہیں۔ اس سے ادارہ "خدام الدین" کی جہالت و لاعلمی کا بھی پتہ چلتا ہے  
اور غصہ ہے کہ قلمنا نظر نہیں آ رہا کہیں ارشاد ہوتا ہے کہ انگلستان کی فضاؤں میں بیچہ کو

سبب دشتم کرنے والے ارشد القادری - حالانکہ ارشد القادری صاحب قلم نے زلزلہ و تبلیغی  
جماعت میں کوئی سبب دشتم نہ کیا۔ اکابر دیوبند کے حوالہ جات نقل کئے ہیں جن کی تردید یا  
تائید یا کوئی معتدل جواب نہ علامہ محمد عمر کے بس ہیں نہ صوبائی امیر عبید اللہ اور صاحب اور  
تاکہ بحیثیت مفتی محمود صاحب جیسے رئیس التحریر کے بس کا روگ ہے اور پھر انگلستان کی فضاؤں  
میں بیچہ کو انہوں نے سبب دشتم کیا تھا جن کو عبید اللہ اور صاحب "خدام الدین" لاہور کی  
۱۵ اکتوبر ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں مثلاً پر

پجرامی خدمت محترم علامہ خالد محمود صاحب ایم اے پی ایچ ڈی کہہ کر سپاس نامہ  
لکھا گیا ہے۔ ان محترم علامہ نے بھی رد و شرافت و انسانیت اٹھا کر ایک عظیم و پلید  
اور خالصتاً "دھماکہ" کے نام سے شائع کیا تھا جس کا پوسٹ مارٹم فیڈ راقم الحروف کو  
تہہ خداوندی بروہا کا دیوبندی میں کرنا پڑا۔

آپ کا نہایت سادگی اور چوہے پن کے ساتھ یہ ارشاد کتنی بے خبریوں کا مظہر ہے کہ  
ارشد صاحب کی یہ کتابیں "زلزلہ و تبلیغی جماعت" مضابطہ انگریزی میں اپنی مثال آپ ہیں۔  
والتے انصاف اس دور کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ جس کو یہ پتہ کہ میں غلطی پر ہوں وہ  
بھی ہوتا ہے۔ کاش کہ مولوی عبید اللہ اور صاحب یا رئیس التحریر مفتی محمود صاحب دلائل اور  
تبیہ کی کے ساتھ یہ ثابت کرتے کہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت میں فلاں فلاں مضابطہ ہیں ان  
ایہ دعویٰ دلیل کے ساتھ کتنا اچھا لگتا۔ زلزلہ اور تبلیغی جماعت سے تو امن عامر شدید طور  
پر متاثر ہو رہا ہے۔ حالانکہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت میں زیادہ سے زیادہ علامہ دیوبندی کے  
خلاف لکھا گیا ہے اور وہ بھی ان کی اپنی کتابوں کے حوالوں سے لیکن ادارہ خدام الدین کو کیا  
اس کا احساس نہیں کہ تقریرت الایمان - حراط مستقیم - تحذیر الناس - براہین قاطعہ - حفظ الایمان -  
انعامی رشیدیہ - ہشتی زبور سے لے کر دھماکہ - سوانح اعظم حضرت سیف حقانی - سیف حقانی  
- بی کا شیعہ دین سے بھی امن عامر شدید طور پر متاثر ہو رہا ہے زلزلہ اور تبلیغی جماعت تو  
ان کا مولوی رد عمل ہے۔ یہ وہ کتب ہیں جن میں علمائے بریلی کے خلاف نہیں بلکہ انبیاء و رسل  
علیہم السلام اور محبوبان خدا حضرت اولیاء اللہ قدس سرہم کی شان و رفیع و اعلیٰ میں



نہایت جرات اور سہ پاکی کے ساتھ وریدہ و ہشی کی گئی ہے اور ایسی کہ مخالفین و باغیان اسلام کی کتب میں بھی اس کی مثال نہیں ملتی جس کی تفصیل حسام العزیز، انکو کتبہ الشہداء میں الطیب البیان وغیرہ میں ہے اور مختصراً ہم بھی عرض کریں گے، اہل دیوبند اگرچہ بحوالہ کتب اکابر دیوبند ہی ہر اپنے علماء کے متعلق تو حقیقی بات بھی سننے کو تیار نہیں لیکن حضرات انبیاء اور ائمہ علیہم السلام و قدماء اہل بیت کی شان میں یہ لوگ جس طرح چاہیں بدزبانی کامیاب ہو کر رہیں دوسروں کے احساسات کی انہیں کوئی پروا نہ تھی۔ انہیں تو اول و آخر اپنے اکابر کی عزت و ناموس کی فکر و امن گیر ہے۔ حسام العزیز کے تبصرہ نگار کی زبان و رازی ملاحظہ ہو زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا مدخل جواب تو یہیں پڑا اَللّٰہُ زلزلہ اور تبلیغی جماعت چھاپنے والے دینی اداروں اور جماعتوں کو بھی نام نہاد ہونے کا فتویٰ دے دیا اور زلزلہ و تبلیغی جماعت کو مجموعہ خرافات قرار دیا ہے۔ زلزلہ اور تبلیغی جماعت میں تو جو کچھ بھی ہے وہ آپ کے اکابر ہی کا ہے مجموعہ خرافات تو اکابر دیوبند کی وہ کتب ہیں جن سے زلزلہ و تبلیغی جماعت ترتیب دی گئیں۔ برطانیہ میں اہل سنت و جماعت کی جو عالمگیر تنظیم دی ورلڈ اسلامک مشن ہے اس کے صدر بھی بوقتہ تعالیٰ پاکستانی ہیں اور وہ وہی ہیں جن کو آپ اور آپ کی جماعت جیتنے علماء اسلام نے جھوٹے صاحب کے مقابلہ میں وزارت عدلیہ کا ووٹ دیا یعنی مولانا شاہ احمد نورانی قادیانی رضوی مفتی غلیظہ اعظمی سے مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی قدس سرہ ..... اس طرح آپ نے برطانوی تنظیم کے مرکزی صدر کو ووٹ دیکر خود کو برطانوی تنظیم کے نمائندہ کا حامی ثابت کیا۔

اور پھر برطانیہ میں آپ کی بھی تو ایک تنظیم انجمن خدام التوحید و السنۃ بنی مسکھم میں ہے شاید یہ برطانوی تنظیم پاکستان میں فتنہ و انتشار کے کل کھلا رہے۔

آپ نے اپنے تبصرہ میں یہ لکھ کر سیف حقانی کی تمام قصور داری قبول کر لی ہے کہ قریش صاحب نے فرض کفایہ ادا کیا ہے۔ گویا اب آپ تمام حضرات کی طرف سے فرض ادا ہو گیا اس کے باوجود مندرجات اور بازاری خرافات میں اس طرح آپ بھی حقہ دار بن گئے۔ اس باطل مصنف کو آپ نے علامہ قرار دیا اس کی ناپاک کتاب کو حوزہ جان بنانے کا دیوبندی قوم کو

فرمانے والے ہوں آپ نے اپنا تعارف بھی کر دیا، ہم آپ کے مشکور ہیں۔

قارئین کرام! ویب سائٹ کے ساتھ دیوبندی قوم کے علمائوں کی حالت زار ملاحظہ فرمائیں وہ ایسے کوہ قلعہ کی ٹوٹری دینے والے جانشین شیخ التفسیر و تفسیریں و تفسیریں کی اپنی شخصیتوں کو ازاد ہیں رکھیں۔ جن کو اٹھانے کی بھی تمیز نہیں وہ ان کے نزدیک علماء ہیں، جماعت و حماقت کی یہ باتیں انہیں تک محدود نہیں۔ دیوبندی حکیم الامت جناب تھانوی صاحب کو اپنی اپنی دیوبندی قوم کی حماقت و حماقت اور بے وقوفی کا اعتراف ہے ملاحظہ ہو

دیوبندی حکیم الامت کا اعتراف فرماتے ہیں:

۱۔ حضرت چشتیہ کرام اہل حق میرے حق میں آگئے والہا ضلالت الیوم بعدا مشفق

۲۔ میں بھی بے وقوف ہوں مثل ہند کے۔ والہا ضلالت الیوم بعدا مشفق

بہ حکیم الامت صاحب کو اپنی دیوبندی قوم کی حماقت اور اپنی بے وقوفی کا اعتراف ہے تو پھر علامہ الان مر صاحب مصنف سیف حقانی کی کیش کا کیت جو ترجمہ کو برے معیر لکھے اور اساتذہ کو اساتذہ تحریر کرے اور کہیں نہ ہو کہ مصنف کے حضرت شیخ العرب العجم حسین احمد صدر دیوبند نے بھی الشہاب اشراق میں مشفق و مہذبہ پر حضرت شاہ حمزہ لکھا ہے درجہ شاہ حمزہ شاہ حمزہ لکھا ہے۔

چھوٹے میاں چھوٹے میاں بڑے میاں جہان اللہ

مصنف سیف حقانی کی دھوکہ مشدی ناظرین کرام! مصنف سیف حقانی کی شخصیت کے اس مختصر تعارف کے بعد اس کے

حیرت انگیز مشاہدہ کریں۔ مصنف کی پارہ سو سیسی ملاحظہ ہو۔ سیف حقانی اس بات کی شہادت دے گا کہ اس کا مصنف جب چاہتا ہے دردی سے بے دریغ الزام عائد کر دیتا ہے بکثرت تمام ایسے ہیں جہاں مصنف نے اپنے دشمن کی دلیل پیش نہیں کی الزام کا ثبوت نہیں اور بکثرت مقام ایسے ہیں جہاں مصنف الزام عائد کرنے کے بعد ثبوت کی جگہ لکھتا ہے۔

اس پر ہم آگے چل کر بات کریں گے۔



۴۔ ہم کسی اور عنوان کے تحت بتائیں گے (مثلاً)

۴۔ کسی دوسرے عنوان کے تحت ہم نے اس بات کو دلائل اور وضاحت سے بیان کیا ہے۔

۴۔ ہم اگلے صفحات پر نقل کریں گے۔ (۱۳)

الغرض الزام پر الزام لگاتا چلا گیا اور ثبوت کی بجائے ارشاد فرماتے رہے آگے چل کر بتائیں گے، کسی دوسرے عنوان کے تحت بیان کریں گے۔ الغرض بکثرت مقام ایسے ہیں جہاں اس پیشہ قائم کردہ الزامات کے ثبوت میں حوالہ ادا حاکر کر لیا ہے۔ اور جب ہم حوالہ کی تلاش میں کتاب سیفِ حقانی دیکھتے دیکھتے آگے پہنچتے تو پتہ چلا جناب "مقامِ پیچھے حوالہ دے آتے ہیں پیچھے مدخل بیان کر آتے ہیں۔ بکثرت مقام ایسے ہیں آگے پہنچ کر پیچھے کا نام لے دیا۔ مثلاً

۴۔ ہم پچھلے اوراق میں نقل کر آئے ہیں (صفحہ ۱۳۸)

۴۔ حوالے سب گزرنے چکے ہیں رمضان

\* پہلے باب میں نقل کرائے ہیں (۱۲۸)

کہتے ہیں کہ ایک مصنف سیف حقانی کی طرح کا پارسو میس آدمی کسی حوالی کی دوکان پر گیا اور ارشاد فرمایا اللہ کیا بھلاؤ ہیں دوکاندار نے کہا اس روپے سیر فرمایا ایک سیر دیدوکاندار نے ایک سیر لٹو تول کر نفاذ میں بند کر کے دیئے۔ پھر دریافت فرمایا جناب جلیبیاں کیا بھلاؤ ہیں۔ دوکاندار نے کہا وہ بھی اس روپے سیر میں حضرت نے ارشاد فرمایا تو پھر لٹو واپس رکھو اور جلیبیاں دیدوکاندار نے ایک سیر جلیبیاں تول کر دیں اور جناب بغیر رقم ادا کیے جلیبیاں لے کر چل پڑے۔ دوکاندار نے کہا قریشی صاحب پیسے تو دیتے چلاؤ فرمایا پیسے کیسے؟ دوکاندار نے عرض کیا حضرت جلیبیوں کے پیسے فرمایا جلیبیاں تول لٹو کے بدلہ میں لی ہیں۔ دوکاندار نے عرض کیا تو پھر لٹو کے پیسے عنایت فرمائیں ارشاد فرمایا۔ لٹو تو واپس کر دیئے۔ گویا حضرت نے نہ لٹو کے پیسے دیئے اور نہ جلیبیوں کے اور چلتے ہوئے۔ یہی حال سیف حقانی کے ”علاء“ مصنف کا ہے۔ بے حیائی سے انھیں بند کر کے الزامات عائد کرتا رہا ہے۔ ابتدائی اوراق میں آگے کا نام لے دیا اور

۱۰۰۰ روپے کے لئے ۱۰۰ روپے کے لئے

سیفِ حقانی کے جابلو علاقہ میں مختلف انواع کے درختوں کی ایک بڑی سیڑھی ہے۔

آج تک یہ تو ہوا ہے کہ عاقبت نادریش مصنفین اپنے ہم مقابل کے دلائل سے عاجز و ہار جاتے ہیں جوڑ توڑ کر لیتے ہیں لیکن مصنف سیف حقانی کا مقام ان سے بھی بلند ہے۔ اس نے الزام اپنی زبان سے لگایا اور ثبوت اپنے گھر سے دیا ہے۔ کیا یہی رازِ دل ہے جس کا جواب ہے؟ جی ہاں مدلل جواب اور دندان شکن جواب۔ دنیا مابقی

سید حسامی ۱۹ پر سیدی جنت الاسلام امام الاولیاء حضرت مولانا شاہ معنی محمد رضا صاحب قادری رضوی بریلوی قدس سرہ العزیز کے خلاف بہارستان علی غلام سے ایک نظم نقل کی ہے۔

۴۰ پر امام الشافعیؒ شیر بیشہ اہل تہجد مولانا ابوالفتح عبد الرضا محمد شہد علی  
الکاتب قاضی رضوی پتلی بیستی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ایک درود کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں  
مولانا ابوالرحمان الدین قاسمی دیر ہندی سے نقل کیا ہے۔

۱۲۵) پرانگیز دوستی کو ایک حوالہ دیویندیت و اہمیت کے جدید وکیل آغا عبدالمکیم  
اس سے نقل کیا ہے۔

۱۹۱۲ء و ۱۹۱۶ء پر حکم تکفیر کے متعلق ایک حوالہ اپنے دیوبندی واپائی پرنسپل سر جی  
سے نقل کیا ہے۔

ہے "ملائکہ" مصنف کے حوالہ و دلائل کی حقیقت الزام اپنی زبان سے اپنے گھر سے اور بحراب زلزلہ تبلیغی جماعت لکھ کر مصنف بن بیٹھے بتائیے



**سبب تالیف سیف حقانی** | سیف حقانی کا سبب تالیف کیا ہے وہ مصنف نے بڑی رازداری کے ساتھ خود ہی بتا دیا فرماتے ہیں:

اس دینی نسل کو زلزلہ تبلیغی جو احدث نہیں لغو و بیہودہ کتب دین و دنیوں سے اور ہی دور جاری ہے و منتشر کر رہی ہیں۔ دیرینہ دشمنی میں نسل نو کے ملنے دین کے نام پر لڑا سا بدل لایہ پھر کہ جس سے ابن دین کی رسوائی ہو دین دشمنی کے مترادف ہے آپ امینی ابن سنت اللہ ہی بات نہیں دیو بندویوں بھی کہہ سکتے ہیں لیکن بیعتیہ مظلوم کی آہ ہے کہ چون صدی آپ ہمارے اکابرین کے ساتھ بلا وجہ اس قسم کا ناروا سلوک کرتے چلے آ رہے ہیں ان کی روادارہ، چشم پوشی و سبیل القبی تہا ہی اصلاح نہ کر سکی تو ہم صرف اتنا عرض کر دیتے ہیں کہ شیش کے گھر میں بیٹھ کر اگر کوئی اندھی کر دے گا تو پھر پتھر بھی پڑی گے ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس کے لئے آپ ہی نے قرہین مجبور کیا ہے۔ آپ اپنی روش بدل دیں گے کہ ہماری طرف سے یعنی دیوبندی سنی کی طرف سے پہل نہ بھی ہوئی ہے نہ آئندہ اس کا کوئی سوال ہے۔۔۔ الخ  
(سیف حقانی ص ۱۳۱)

اہل علم و انصاف پسند قارئین کرام! غور فرمائیں مصنف سیف حقانی نے اپنی اس مایہ ناز تالیف کی فرض و غایت خود ہی بڑی صفائی سے بیان کر دی خط کشیدہ عبارت ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں: ”آپ ہمارے اکابرین کے ساتھ بلا وجہ اسی سیف حقانی کی قسم کا ناروا سلوک کرتے چلے آ رہے ہیں“ مقصد یہ کہ سیف حقانی بدل لینے کے لئے ایک جذباتی انداز میں لکھی گئی ہے اور اس میں جو صفا پر تحفظ انگریز، صفا پر خدا کی توہین، صفا پر قرآن کی توہین، صفا پر قرآن رسول، صفا پر گستاخانہ کفریہ جساتیں، صفا پر انکار شفاعت، صفا پر خدا کی عداوت اور رسول کی نعمت نبوت کا انکار، صفا رخصت فوازیوں کے جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ حقیقت نہیں ہیں اور فی الواقعہ بریلویوں کے ایسے عقیدے نہیں ہیں جیسے سیف حقانی میں نقل کئے گئے ہیں بلکہ سیف حقانی میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ صرف اور صرف اس

لئے ہے کہ چون صدی سے آپ (یعنی سنی بریلوی) ہمارے (دیوبندی) اکابرین کے ساتھ بلا وجہ اسی سیف حقانی قسم کا سلوک کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اس لئے سیف حقانی میں سب کچھ بدل لینے کے لئے لکھا گیا ہے۔ پس جذبہ انتقام کا رزمہ ہے اور کچھ نہیں۔ ہم پر پختے ہیں کہ مصنف کون سے ضابطہ شریعت کے اعتبار سے بدلے رہا ہے؟ اور یہ مصنف کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ ہم آپ کے اکابر سے ”بلا وجہ“ ناروا سلوک کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ”علامہ“ صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، تحذیر ان اس ظہن قائلہ، حفظ الایمان، تشاویٰ رشیدیہ وغیرہ کتب بھی ہونی چھپی ہوئی نہیں ہیں۔ ہم اگر کون صدی سے آپ کے اکابر کے ساتھ ناروا سلوک کر رہے ہیں تو آپ کے اکابر کو کشتہ الہی سے شان الوہیت و رسالت میں شدید ترین بے ادبیوں گستاخیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں کیا آپ کو اس کا کچھ پاس و لحاظ نہیں ہے؟

**فرضی کتابیں اور فرضی حوالے** | بلا شہد و عناد کا مرض بہت ہی بڑا مرض ہے جذبہ انتقام آدمی کو اندھا کر دیتا ہے سنی بریلوی دیوبندی دونوں اشتہار سے اولیٰ و اقصیت رکھنے والا بخوبی جانتا ہے کہ یہ ضد اور جذبہ انتقام ہی تھا کہ مصنف سیف حقانی کے ”حضرت شیخ العرب والجمہ شیخ الاسلام حضرت مدنی“ نے جذبہ انتقام اور ضد و عناد سے مجبور ہو کر اپنی الشہاب الثاقب میں سیدنا امام حضرت امام ابن سنت، مجدد دین و ملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذبات و عینیت سیدی حضرت شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ ”غزینۃ الاولیاء“ اور جہاد امجد امام العارفین عظیمی مولانا شاہ رضا علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے ذمہ ”ہدایت الاسلام“ نامی فرضی کتابیں لکھ کر فرضی مطبوعہ کانپور و صبح صادق سیناپور تک لکھ دیا تھا، حالانکہ غزینۃ الاولیاء اور ہدایت الاسلام نامی کتابوں کا دنیا میں کوئی وجود ہی نہیں، اگر صدر دیوبندی ذریعہ میں جو آیت ہے کہ دیکھتے اور اپنی صداقت کا دوا متوائے ورنہ ال حق پر افتراء سے باز آئے۔ ان تو کہنا یہ ہے کہ سیف حقانی کے مصنف نے بھی اپنے شیخ العرب والجمہ صدر دیوبند ”مدنی“ صاحب کی اتباع میں فرضی حوالے بکثرت دیئے اور اکثر حوالوں کا علیہ لگا کر نقل کئے ہیں



جس سے عبارت کے الفاظ و مفہوم سب کچھ بدل جاتا ہے۔ مثلاً ۱۲۵ پر سیدنا اعلیٰ حضرت پر انفراد  
کیا کہ "قرآن و حدیث کے خلاف بزرگوں کے قول کو حجت پکڑنا جائز ہے" حالانکہ حاکم الحرمین  
فتاویٰ افریقیہ احکام شریعت میں کسی جگہ یہ عبارت نہیں ہے۔

اسی صفحہ پر شیریشہ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے ذمہ یہ  
لکھا "ہم محمد کے بندے ہیں محمد کی عبادت..." انا حضرت شیریشہ اہل سنت قدس سرہ کی  
کسی کتاب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا لفظ موجود نہیں۔

۱۲۶ پر حضرت مولانا شیریشہ اہل سنت علیہ الرحمۃ کے ذمہ یہ بھی لکھا "ہم خدا  
کی بندگی کرتے نہیں پیدا کئے گئے بلکہ رسول اللہ کی بندگی کرتے پیدا کئے گئے ہیں" اور  
حوالہ کئے کہ دیا از مقام الحدید: علی الکذاب العنیدہ۔ حالانکہ آپ کی اس  
نام سے کوئی کتاب ہے اور نہ ہی کسی کتاب میں یہ عبارت موجود ہے۔ عبارت کے  
الفاظ ہی بتا رہے ہیں کہ یہ شیریشہ اہل سنت کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے نہیں  
حضرت مولانا امام پاک محمد سے پہلے القاب اور آخر میں درود شریف ضرور لکھتے ہیں ہرگز  
ہرگز ترک نہیں فرماتے۔ حوالہ فرضی کتاب کا ہے۔

اور تو اور بغیر حوالہ دہشت کے علماء اہل سنت کے ذمہ یہ بھی لگایا کہ ان کا عقیدہ ہے

۱۲۷ بنا دیتا ہے سلطان آپ ساجس پر عنایت ہو

خدا سے کم نہیں عروج جلال اس دین کے سلطان کا ۱۲۸

مگر حوالہ موجود ہی نہیں۔ بھلا یہ کہاں کی شرافت ہے کہ کسی مرثیٰ کا شعر لے کر علماء اہل سنت  
کے ذمہ لگا دیا جائے۔

۱۲۹ پر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رضوی علیہ الرحمۃ کے ذمہ یہ لگایا کہ

"ہر حنفی اہل سنت والجماعت کو لازم ہے کہ مندرجہ بالا افعال سے متفق ہو کر ان پر عمل پیرا  
ہو یعنی ننگے سر سیاہ پوش ہو کر ہاتھ میں علم ہو کر ایک قسم اقسام کے مرسٹھے پر بیٹھ کر اور  
خوب منہ پیٹے اور سر پیٹے اور چٹا چٹا کر روتے اور ماتم کرتے اور تعزیہ لکھتے؟" حوالہ کی جگہ  
لکھ دیا کہ نقل اشتہار محرم الحرام ۱۲۳۰ و "اوراق غم" مصنف نے نقل اشتہار محرم الحرام

۱۳۰ کا حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ محرم الحرام سے سن عیسوی کا کیا تعلق۔ کیا محرم بھی عیسوی سن کا  
حصہ ہے؟ اگر اس سے اس کی مراد سن ۱۲۳۰ کا محرم الحرام ہے تو ۱۲۳۰ کے محرم الحرام  
کا مولانا ابوالحسنات قادری تحریک تحفظ ختم نبوت کی قیادت فرماتے ہوئے مولانا نوری  
کے ہم میں سکھر جیل میں تھے۔ سکھر جیل سے مولانا نے کس طرح اشتہار شائع فرمادیا۔ اور  
حکومت کی مراد ۱۲۳۰ ہجری ہے تو آج سے ۵۵ سال پہلے مولانا لاہور میں تھے نہ مسجد  
خان کے خطیب تھے کیونکہ مصنف نے اشتہار کے حوالہ کے ساتھ انہیں خطیب مسجد  
خان ہی لکھا ہے اور موصوف کو مفتی اور پنجاب بھی لکھا ہے حالانکہ اب پنجاب میں  
اور لاہور ریاست ہے۔ ثابت ہوا یہ اشتہار فرضی ہے۔ مولانا کی طرف اسی طرح  
حاکم حاکم کیا گیا ہے جس طرح حسین احمد صدر دیوبند نے خزینۃ الادب اور ہدایۃ الاسلام  
اور فرضی کتابیں سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اکابر کرام کے ذمہ لگائی تھیں اور "اوراق غم"  
۱۳۱ ہے ہی نہیں۔

۱۳۲ پر لکھا ہے "خدا کے ساتھ نبی ہی عالم الغیب ہے" اس کا بھی تعلق کوئی  
حوالہ نہیں ہے۔

۱۳۳ پر الامن والعلی کے حوالہ سے لکھا ہے "اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں" حالانکہ  
الامن والعلیٰ میں کہیں بھی ایسا نہیں ہے۔

۱۳۴ پر کلام ایہیں سے سیف حقانی کی حیثیت کا اندازہ لگا سکتے اور اس کے مصنف  
کی دیانت و امانت کا پتہ چھکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب فرضی کتابوں کے فرضی  
حوالوں پر مشتمل ہے یا پھر اپنے گھر کے حوالوں پر انحصار کیا ہے۔ یعنی ہمارے خلاف  
اپنے گھر سے شہادت پیش کی ہے۔

۱۳۵ پر کلام و مصنف مزاج حضرات کے لئے یہ بات خالی از  
تاریخ کلام ایہیں سے سیف حقانی کی حیثیت کا اندازہ لگا سکتے اور اس کے مصنف  
کی دیانت و امانت کا پتہ چھکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب فرضی کتابوں کے فرضی  
حوالوں پر مشتمل ہے یا پھر اپنے گھر کے حوالوں پر انحصار کیا ہے۔ یعنی ہمارے خلاف  
اپنے گھر سے شہادت پیش کی ہے۔







## باب اول

oooooooooooo

### انگریزی پرستی

oooooooooooooooooooo

مصنف نے سب سے پہلے اپنے آقا انگریز کو یاد کیا ہے۔ علماء اہل سنت پر الزامات کے بہانے اپنے فرنگی و سر پرست کے نام کا وظیفہ چسپا ہے۔ کہیں نہ جو اپنی سرکار برٹش کے احکامات عقلی تو یہ قیاس قیامت تک نہیں بھول سکتے۔ سرکار نے ان کو جن نادر رایل کے ساتھ پالا تھا یہ اسی کا حق ٹھک ہے۔ لہذا مصنف نے صراحت پر یہ زور دیا سرخی جماتی ہے

**علمیہ داران شلیت کی عیاری** | اس عنوان کے تحت مصنف نے بلا دلیل و ثبوت ایک دہمی خیالی کہانی اس انداز سے پیش کی کہ جیسے مصنف انگریزی حکومت کا پالیسی ساز یا مشیر خصوصی تھا کہ انگریز نے یوں کیا یوں کیا ایسی بات تو کوئی بندہ بارگاہ و قرب خصوصی ہی بتا سکتا ہے۔ جلد خرافات اپنی جگہ لیکن یہ بات ہر ذی فہم و شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ انگریز نے سوچا

آب عیسایت کے وہی مشرک کا دعوائہ اسلام کے نام پر چند نوکر پیشہ زرغریہ لافلی کے ذریعہ رسول عربی سے محبت کی پڑ میں پھیلاؤ؟ (سیف حقانی ص ۱۷)

کیا کوئی مسلمان رسول عربی سرکار مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کامل محبت کے بعد عیسایت کو اپنا سکتا ہے۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے جس قوم کو اُس کے مذہب سے برگشتہ کرنا ہوتا ہے اُس مذہب کے بانی کی عزت و عظمت اس کے دل سے تلف کی جاتی ہے کیونکہ مذہب کے بانی کا احترام نہ رہا تو اُس کے مذہب کا احترام کیا خاک ہے گا لیکن یہ عجیب ہے کہ انگریز نے اسلام کو عیسایت میں بدلنے کے لئے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت مسلمانوں کے قلوب میں جھانے کا اہتمام کیا۔

انگریزی کو پڑی کی اس اہلی منطق کو کون تسلیم کرے گا۔  
**مارہہ شریف اور بدایوں** | بے خبر و لاعلم مصنف نے اپنے اکابر کے احوال سے عدم واقفیت کے باعث بہر عنوان دل کی ہراس نکالنے کے لئے صلا بد بلا دلیل و ثبوت یہ بھی لکھا ہے:

قری لشہنجان مارہہ انگریز بہادر کے وظیفہ خوار تھے خود اس آکر کار فرقہ کے پیش رو یعنی اپنے قہد افضل رسول و الہی موی محمد صادق آفریدی مجسٹریٹ جو بانیان تحریک میں سے بڑی خیریں اور شہر توں کے مالک ہیں انگریز بہادر تو اس قدر نظر ہر سے بچائے ایسا گرویدہ ہو کر چار پشتوں تک آپ کے بعد آپ کی اولاد کے عشق میں مبتلا رہا۔ (ص ۱۷)

انگریزی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب قاضی نے یہ کہہ کر کہ

جو کسی کو نہ سوچتی تھی وہ ہم..... جو سوچتی تھی..... (الاقسام الیومیہ جلد ۳ ص ۱۳)

مصنف سیف حقانی اس حکیم الامت صاحب کے پیار میں ان کو ایسی ہی سوچے گی جو کسی کو نہ سوچے ہو اور پھر جہالت و عدم واقفیت کا یہ عالم ہے کہ گھر کی خبر نہیں۔ آستانہ عالیہ قادریہ مارہہ شریف وہ عظیم آستانہ ہے جس کے گزری نشین زبدۃ العارفین سیدی حضرت شاہ عزمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب یوں لکھتے ہیں اور حضرت علیہ رحمۃ اللہ انکی بزرگی و ولایت کا اقرار کرتے ہیں

حمید و صاحب (اعلم حضرت فاضل بریلوی اسکے دادا پیر حضرت شاہ ہجرہ صاحب مرحوم و مغفور مارہروی) (الشہاب الثاقب ص ۱۷)

جناب شاہ ہجرہ رحمۃ اللہ علیہ (الشہاب الثاقب ص ۱۷)

مولوی ہاشمی کتاب دھاکہ ص ۲۲ پر لکھا ہے:

مولانا احمد رضا خاں نے مارہہ کے نامور بزرگ شاہ آل رسول سے ۱۳۵۳ھ میں (دھاکہ ص ۲۲)

مولانا شاہ قادریہ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایوںی رحمۃ اللہ علیہ میں جن کے متعلق بانی مدر دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے تاثرات



سیدنا ابامہدیؑ کو تشریف فرما تھے کسی مجلس میں مولوی فضل رسول صاحب دہلوی کا ذکر ہو گیا..... میری زبان دینی امیر شاہ خاں کی زبان سے بجائے فضل رسول دہلوی صاحب فضل رسول دہلوی (نکل گیا) گویا ایک نقطہ کو فضل کے نقطہ سے ساقط کر کے امیر شاہ خاں صاحب مولوی صاحب کو ایک ایسی جہتی قرار دے رہے تھے جو رسول کی امت کو رسول کی راہ اور سنت سے جدا کرنے میں معاون ثابت ہو رہی ہے ظاہر ہے کہ تقریباً یہ وہی خیال تھا جو دیوبندی جماعت مولوی فضل رسول صاحب کے متعلق رکھتی ہے ان پر الزام ہی یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی سبک دہشت کی ترویج سے دلچسپی رکھتے ہیں شاید خاں صاحب سمجھے ہوئے تھے کہ ایک نقطہ کے رتبہ بدل سے جو نہایت میں نے پیدا کیا ہے وہ سیدنا امام اکبر دہلوی صاحب کی خوشنودی کا باعث ہو گا لیکن بالکل غلط توقع وہ سن رہے تھے کہ حضرت والا ان سے پوچھ رہے ہیں کہ لوگ ان کو مولوی فضل رسول کہہ رہے ہیں۔ خاں صاحب نے عرض کیا کہ فضل رسول کہتے ہیں۔ تب آپ (مولانا دہلوی) نے فرمایا..... تم فضل رسول کہیں کہتے ہو؟ (ارداد غلط حکایت ۲۲۵ دوسرا نسخہ تاسی جلد اول ص ۱۷۷)

آج صدر مدرس دیوبند حسین احمد صاحب اور باقی مدرس دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب ہوتے تو اپنے اس نالائق فرزند کی مینا بختہ باتوں پر نوحہ کیں ہوتے کہ اس نے شرافت اور آداب انسانیت کو بالاطاق رکھ کر مارہرہ مظہرہ کے گدی نشینوں اور پیکر عشق رسول مولانا شاہ فضل رسول علیہ الرحمۃ کو کس بے دردی سے (معاذ اللہ) انگریز کا ولینڈ خوار وغیرہ قرار دیا۔ اور حیا کی آنکھ پر پٹی باندھ کر قلعہ کوئی حوالہ ثبوت میں پیش نہ کیا۔ مصنف نے یہی الزام "لارڈ میکالے کے یقینی اصول" کے زیر عنوان ملاحظہ پر دہرایا ہے اور اپنے اس ناپاک الزام کے ثبوت میں دیوبندی مآخذ کے ماورن محفاظ آغا عبدالحکیم شورش کشمیری کو پیش کیا ہے۔ مگر یا الزام بھی اپنا اور ثبوت بھی اپنے گھر سے لکھتا ہے۔

مولانا آغا عبدالحکیم شورش صاحب ایڈیٹر چٹان کا وہ پرچہ ہمارے پاس ہے جس میں آپ نے برٹش لائبریری لندن کے حوالے سے گورنمنٹ کی اُن خفیہ رپورٹوں کی نشاندہی فرمائی ہے جس میں اس خاں کا وہ بڑا آدمی رضا فاں صاحب اور اُن کے پیشین رو فضل رسول دہلوی پھر اُن کے معاصرین ہم مشرب مذہب فروشوں کے اسمار گرامی گورنمنٹ کے آڈ کار کی حیثیت سے درج ہیں۔ (سیف قتالی ص ۱۷۷)

حوالہ بہت زور دار ہے مگر ثبوت موجود ہی نہیں

۱۔ "چٹان" کا وہ کوٹنا پرچہ ہے شمارہ نمبر ۲۱۳۱ اور بیعینہ الفاظ کیا ہیں یہ کچھ موجود نہیں جس اتنا ہے ایڈیٹر چٹان کا وہ پرچہ ہمارے پاس ہے۔ مصنف نے ایڈیٹر چٹان کا پرچہ لکھا ہے چٹان کا پرچہ نہیں لکھا۔ ممکن ہے کہ شورش صاحب نے کوئی پرچہ ان کو لکھ دیا ہو تاکہ سندر رہے اور بوقت ضرورت کام آوے۔ اگر پرچہ سے مراد ہفت روزہ "چٹان" ہی مراد ہے تو یہ چٹان کو نسا پارہ ہے؛ کیونکہ مصنف خود عارف باللہ سیدی حضرت فتح محمد صاحب علیہ الرحمۃ کی تالیف "بیع سابل شریف" پر اعتراض کرتا ہوا منہ پر خزانہ امان میں لکھتا ہے کہ بیع سابل کن سا پارہ ہے۔ اب مصنف خود بتائے کہ یہ "چٹان" کو نسا پارہ ہے۔؟

۲۔ پھر شورش کشمیری جو اپنی مغربی و فرنگی شکل و صورت اور کردار کے اعتبار سے اور دنیا و فرنگی اعتبار سے خود انگریز مردود کی غلامی میں جکڑا ہوا ہے وہ سیدنا اعلیٰ حضرت یا شاہ فضل رسول دہلوی جیسے عشاق رسول پر کس طرح انگریز کی آڈ کار کیا ولینڈ خورمی کا مال الزام لگا سکتا ہے جس دیوبندی مجاہد کا سارا جہاد عظیم سنت رسول و اہل بیت کے لئے اور مفایا کرنے کے لئے وقت تھا وہ اعلیٰ حضرت اور مولانا شاہ فضل رسول جیسے علمداران سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کس طرح منہ آ سکتا ہے؟

۳۔ باقی رہی خفیہ رپورٹوں کی نشاندہی وہی کر سکتا ہے جو خود انگریز کا خصوصی معتمد اور جرمی ہشتی ایجنٹ ہو۔ جب وہ رپورٹیں تھیں ہی خفیہ (اور دیوبندی) بظاہر (انگریز و دشمنی کا دھڑکی کرتے ہیں) تو پھر انگریزوں نے اپنی خفیہ رپورٹیں اپنے دشمنوں کو



کس طرح دکھادیں؟ خفیہ رپورٹیں وہی دیکھ سکتا ہے جو مقرب خاص ہو اور منظورِ اعلیٰ ہو۔ بات  
در الاصل یہ ہے کہ انگریز بڑا عیار ہے اور یہ لوگ ان کے ایجنٹ و معتقد خصوصی ہیں ممکن ہے  
اس نے اپنے ایجنٹ شورش کے ذریعہ دیوبندیوں کی مردہ نعش میں جان ڈالنے اور اپنے  
قدیم دشمنوں رشتی بریلوی علماء کے خلاف آغوشی وار کے طور پر وہاں کسی جعلی رپورٹ کی نقل  
شورش کو دیکر اپنے دشمنوں کو اپنا ایجنٹ کہہ کر بدنام کرنے کی ناپاک سعی کی ہو۔ مگر فی الواقع  
علماء اہل سنت انگریز کے ایجنٹ ہوتے تو خفیہ رپورٹوں کی نقل شورش کو نہ ملتی۔ دشمنوں  
کو کوئی خفیہ رپورٹوں کی نقل دے۔ یہ کوئی عقل میں آنے والی بات نہیں جس طرح یہ عقل  
میں آنے والی بات نہیں کہ انگریز ڈسٹرکٹ ملازمین کے ذریعہ رسولِ عربی کی محبت کی آڑ میں  
عیسائیت پھیلا نا چاہتا تھا کوئی بھی شخص ایسا ہی شورش و دغاویہ ایسی باتیں نہیں کرتا۔  
۴۔ اور پھر سوچنے کی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ کی "خفیہ رپورٹیں"  
بلور ٹائٹل یا عام مطاوع کے لئے لائبریریوں میں رکھی جاتی ہیں۔ مصنف سیفِ حقانی  
نے یہ بھی لکھا ہے — کو آغا عبد الباقی شورش نے یہ خفیہ رپورٹیں برٹش لائبریری لندن  
سے حاصل کی ہیں — جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی  
اور پھر اس کو کیا کہیے کہ مصنف سیفِ حقانی اپنے منہ پر خود طمانچہ مارتے ہوئے  
کہتا ہے :

"مسلمانانِ ہند جو انگریزوں کی آمد سے قبل بھی مختلف مذہبی و سیاسی گروپوں میں بٹے  
ہوئے تھے اور کسی حد تک گرو گاہے ہندو گروہیں بیکار ہوتے رہتے تھے۔"  
(سیفِ حقانی ص ۹۵)

جب اختلاف پہلے بھی تھا تو پھر یہ الزام کیسا کہ علماء اہل سنت کو انگریزوں نے آکر کار  
بیکار تفریق بین المسلمین کا کام کرایا وغیرہ۔ کچھ تو شرم چاہیے۔

مصنف سیفِ حقانی کے پاس اگر انگریز دوستی کا یہی ثبوت ہے کہ

"دیکھو لو عقائد ارشادِ اقدس کا مرکزی دفتر لندن میں ہے" (سیفِ حقانی ص ۱۰۰)

ہم کہیں گے کہ جناب انگریز کے آکر کاروں جانثاروں اور قدیم و خلیفہ خواروں دیوبندی

لندن کا مرکز بھی لندن ہے اور دیوبندیوں کی مرکزی تنظیم انجمنِ خدام التوحید والسنۃ برٹش  
ملائیشیا میں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو "دھماکہ" ص ۱۰۰

اور میکائیل کی تعیناتی پالیسی بیان کرتے ہوئے مصنف سیفِ حقانی نے یہ منطقی بھی  
اسی سہ کہ اس کا یہ مقصد بھی تھا۔

علامہ عروام سے کٹ باتیں گے تو عروام عیسائیت کے جال سے ناکوس ہوں گے۔  
(سیفِ حقانی ص ۱۰۰)

یہ بھی خوب! مصنف ص ۱۰۰ پر تو انگریز کی پالیسی یہ بتاتا ہے کہ اس نے رسولِ عربی کی  
محبت کی آڑ میں عیسائیت کے مشترکات و عقائد پھیلانے اور یہاں لارڈ میکائیل کی یہ پالیسی  
بیاں ہو رہی ہے کہ علامہ عروام سے کٹ باتیں گے تو عروام عیسائیت کے جال میں پھنس  
جائیں گے کیونکہ رسولِ عربی سرکارِ مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تو عیسائیت کے مشترکات  
عقائد اپنانے کا سبب بنتی ہے اور دیوبندی علماء کا تعلق اور ان کی محبت عیسائیت کے  
جال سے ناکوس نہیں ہونے دیتا۔ گویا محبت و عقیدت رسولِ عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی  
جائے دیوبندی علماء سے ہونی چاہیے

۱۔ الٹی سمجھ سی کہ بھی ایسی خدا نہ دے  
دے آدمی کو موت پر یہ بد اواز دے

باقی رہا دارالسلام کا مسئلہ کہ امام اہل سنت سیدنی اعظمی حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ  
نے یہ فرمایا کہ ہاں ہندوستان بفضلہ تعالیٰ دارالسلام ہے تو یہ بھی مصنف کی بے خبری ہے  
ہاں نہ اپنے اکابر میں سے متانوی صاحب اور گنگوہی صاحب کی کتب کا بغور مطالعہ کرتا  
اور چہ دارالسلام کہنے کے بزم میں اعظمی حضرت قدس سرہ العزیز پر انگریز کا حق ادا کرنے کا  
ایک الزام عائد کرتا — ہم ابھی اس مسئلہ پر مفصل گفتگو کریں گے کہ مصنف کے دانت  
کھٹے ہو جائیں گے۔

مصنف نے ایمانِ شلیٹ کی ترجمانی کرتے  
ہوئے ص ۹۰ پر لکھا ہے :

داعیانِ شلیٹ کی ترجمانی







مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی:

تو دہابیت پر اس قدر فریفتہ تھے کہ دہابیت کے لفظ سے انہیں جنون کی حد تک عشق تھا فرماتے ہیں:

”محمد بن عبدالوہاب کے معتقدین کو دہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے۔“  
(فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ ص ۱۱۱)

مولوی منظور سبکی:

مشہور دیوبندی مناظر مولوی منظور سبکی مدبر الفرقان کہتے ہیں:

”ہم خود اپنے بارہ ہیں جی پڑی صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سنت دہابی ہیں“  
(سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی ص ۱۱۱)

مولوی محمد زکریا صاحب:

”مولوی صاحب! میں خود تم سے بڑا دہابی ہوں۔“ (سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی ص ۱۱۱)

اب مصنف سیف حقائق بتاتے کہ اس کے اکابر جو خود کو برادر دہابی و دہابی کہہ رہے ہیں انہوں نے انگریزوں سے کتنے پیسے لئے تھے؟ اگر نہیں تو کم از کم اتنا تو ارشاد فرمائیں کہ جب اکابر دیوبند خود کو دہابی کہنے میں ایک فخر محسوس کرتے ہیں اگر علماء اہل سنت نے انہیں دہابی کہہ دیا تو کن سا جرم کیا؟ جب وہ ہیں ہی دہابی تو دہابی کہا جانے کا بجا و جویا انگریز کے اشارہ پر ہم نے تمہیں مرزائی قرار دیا تو نہیں کہہ دیا۔

دہابیت سازی کیسے تھانوی کی بیقراری

اصول سنت پر یہ ناپاک الزام عائد کرتا ہے کہ انہوں نے انگریزوں سے پیسے لیکر اکابر دیوبند پر دہابیت کے فتوے لگائے حالانکہ دیوبندی حکیم الامتہ جناب اشرف علی صاحب تھانوی کا ذوق دہابیت سازی اور اشاعت دہابیت کے لئے بیقراری یہاں تک تھی۔ فرماتے ہیں:

”انگریزوں سے پاس وں ہزار روپیہ ہو تو سب کی تنخواہ کروں پھر لوگ خود ہی دہابی بن جائیں۔“ (الامانات الیوم جلد ۵ ص ۱۱۱)

انگریز تھانوی صاحب کو دس ہزار روپیہ عنایت فرمادیتے تو وہ سب کی تنخواہ کر دیتے۔ لوگ خود ہی دہابی ہو جاتے مگر افسوس کہ تھانوی صاحب کو انگریزوں نے صرف چھ سو روپیہ ماہوار دیا لہذا وہ محمد و قعد اوین لوگوں کو دہابی بنانے اور یہ چھ سو روپیہ ماہوار والی ہفتہ بھی صرف شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی نے اپنے دوستان و انگریز علیہ السلام مولوی حسین احمد صاحب ”مدنی“ اور اراکین جمعیت العلماء ہند کو جواب دیتے ہوئے خود ہی کھول دی۔ فرماتے ہیں:

”وہ مجھے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ حسین احمد وغیرہ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپیہ حکومت دے رہا تھا کہ ان کو جواب دے دیتے جاتے تھے۔“  
(امکانات الصمدین ص ۱۱۱)

بتائے جناب! انگریزوں سے پیسے لیکر تو جناب تھانوی صاحب لوگوں کو دہابی بنا رہے تھے لیکن الزام ہمارے اکابر کو دیا جا رہا ہے کہ ہم انگریزوں سے پیسہ لیکر ان پر دہابیت کے فتوے لگاتے تھے (الذاتہ اللہ عنہ عن اصحابہ)

مصنف سیف حقائق نے تحفظ انگریز کے ذیل میں اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں کہ مولانا فضل رسول صاحب مدنی اور گدی نشینان مارہرہ و بدایوں انگریزوں سے پیسے لیکر اکابر دیوبند پر دہابیت کے فتوے لگاتے تھے۔ مولانا شاہ ضیاء القادری بدایونی مرحوم کی سوانح مولانا فضل رسول اکل التاریخ ص ۳۳ و ص ۵۱ کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ

”مذکور معاشی نے عرصہ تک کسی ہندو راجہ کی درباری کاتی پھر حکام وقت (انگریز) اور دہلیان ملک دراجے نواب جو انگریز کے (جینٹ تھے) آپ کی خدمات کو نہ کاری کاموں کی انجام دہی کے لئے مانگنا چاہا پہلے مفتی پھر سررشتہ واری کے عہدے پر فائز رہے۔“

تاریخ کرام کے لئے لکھ لکھ کر یہ کہ مصنف کی نقل کروہ معدہ و بریکٹ کے اضافہ شدہ الفاظ کے یہ تین سطری عبارت سوانح فضل رسول اکل التاریخ ص ۳۳ و ص ۵۱ کا خلاصہ ہے جو اس نے جوڑ توڑ کے ذریعہ تیار کیا اور عبارت کے درمیان بصورت بریکٹ



انگریز اور راجے نواب جو انگریز کے ایجنٹ تھے کا اضافہ کر کے عبارت کا حلیہ تبدیل کیا اور غلط معنی پر بنا کر علماء دیوبند کی انگریز پرستی پر پردہ ڈالا۔ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ عبارت بعینہ اکل التاریخ میں ہے ہی نہیں۔ مصنف نے کمال جہل سازی سے جوڑ کر کے تالیف یہ چوں چوں کا مرتبہ تیار کیا ہے کیوں نہ ہو جبکہ خود بانی مدرسہ دیوبند جناب مولوی محمد قاسم صاحب نافورتی جوڑ کر کمال کسلیں کھینچتے تھے۔ ملاحظہ ہو سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۱۹۔ مصنف نے کمال بے حیائی سے حکام وقت سے مراد انگریز لیا ہے اور والیان ملک (ریاست) سے مراد راجے اور نواب جو انگریز کے ایجنٹ تھے مراد لئے ہیں اور اس جملہ کو بھی بریکٹ میں بند کر کے عبارت کا مفہوم تبدیل کیا ہے۔ حالانکہ حکام وقت اس وقت مغلیہ خاندان کے افراد تھے اور والیان ملک (ریاست) مسلمان نواب صاحبان تھے نہ کہ انگریز مروجہ یا اس کے ایجنٹ وغیرہ۔ اور پھر خیانت شدہ اس عبارت میں یہ کہیں موجود نہیں کہ مولانا شاہ فضل رسول قدس سرہ یا مشائخ کرام مارہرو شریف و بڈایوں نے انگریزی حکومت کو اپنی رحمدل و بے ریا گورنمنٹ قرار دیا یا انگریزوں کے خلاف جہاد نہ کرنے کا فتویٰ دیا ہو۔ جیسا کہ ہم اسی باب میں اکابر دیوبند سے بحوالہ کتب ثابت کریں گے۔ اس کے بعد ”دشمن مستقبل“ مثلاً و مثلاً کا حوالہ اگرچہ خیانت شدہ ہے لیکن ہمارے خلاف نہیں اس کا اطلاق خود علماء دیوبند پر ہوتا ہے کیونکہ وہی سرکار برٹش سے وکیلے اور تنخواہیں وصول کرتے تھے۔ اس کے بعد مصنف نے پھر دوبارہ صلاً ہی پرستہ روپیہ یومیہ کی بات کی جو بعد میں گھٹ کر گیارہ روپیہ ہو گیا اور بعد میں یہ گیارہ روپیہ آپس کے بیٹے مولانا عبد القادر بڈایوں اور پھر ان کے بعد عبدالمتین پھر فرزند ثانی عبدالقدیر کو ملتا رہا اس کے حوالہ کے طور پر مصنف نے صرف یہ لکھا ہے دیکھئے اکل التاریخ۔ حالانکہ مصنف سیف حقانی نے حوالہ کے بعینہ الفاظ نقل نہیں کئے کیونکہ ایسا ہوتا تو اس کی بے ایمانی کا راز منکشف ہو جاتا مگر اس حوالہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ یہ ریاست حیدر آباد دکن سے مقرر ہوئے تھے نہ انگریز مروجہ سے اور حیدر آباد دکن کے حکمران مسلمان تھے۔ مذکورہ بالا الزام کے اختتام پر مصنف نے یہ کہا دیکھئے اکل التاریخ مگر دوسرے ہی سانس میں یہ

الزام بھی دھر مارا کہ

”مارہرو کے گدی نشینوں کے لئے بھی وظائف مقرر رہے“

اس کا قطعاً کوئی حوالہ بیان نہیں کیا گیا۔ اگر مارہرو شریف کے مشائخ کرام ایسے ہی تھے تو صدر دیوبند حسین احمد صاحب انہیں ”حضرت“ اور رحمتہ اللہ علیہ اور دیوبندی دھماکے کے مصنف نے نامور بزرگ کہہ کر کیوں ذکر کیا جیسا کہ ہم پہلے ”الاشہاب الشاقب“ لہذا دھماکے کے حوالہ سے نقل کر چکے ہیں۔ گویا دیوبندیوں کے مسئلہ ولی اور نامور بزرگ جن کو وہ دھماکے علیہ بھی کہتے ہیں وہ انگریز کے وکیلے بنوا رہے تھے۔ علاوہ انہیں مصنف نے صلاً پر بھی لکھا ہے کہ

”بڈایوں۔ بریلی۔ مارہرو و علی پور انگریز کے پشتیبان تھے“

مگر اس کا حوالہ برائے نام اور جوڑ کر شدہ بھی موجود نہیں۔ مثلاً کے بعد دوبارہ صلاً پر مسئلہ دارالسلام پر کلام کیا ہے اور احکام شریعت حصہ دوم صلاً کا حوالہ دیا ہے اس پر ہم اسی باب میں منصل معروضات پیش کرتے دے ہیں۔ دارالسلام کے متعلق تقاضوی صاحب، گنگوہی صاحب، نافورتی صاحب، محمود الحسن صاحب، حسین احمد صاحب اس کی خرافات کی زد میں آتے ہیں اور ہم اس مسئلہ کو عنقریب مدلل بیان کر رہے ہیں جیسا کہ ہم نے ابھی پیچھے وعدہ کیا ہے۔

”حسام الحرمین“ کی ضربات قاہرہ  
اہل علم سے حقیقت مخفی نہیں کہ امام اہلسنت سیدنا علامہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم تصنیف کی ضربات قاہرہ سے مرتدین زمانہ تڑپ رہے ہیں جسک رہے ہیں۔ حسام الحرمین کا کس کے پاس کیا جواب ہے۔ بے چارے خلیل احمد انیسویں سے لیکر حسین احمد تک شوکرین کھائے حسام الحرمین کا جواب نہ بن پڑا تو ”علامہ“ صاحب کس کی بیخ میں جو حسام الحرمین پر جہم کر کلام کر سکے۔ اور کچھ نہیں تو اپنے ناولانہ انداز میں اس پر بھی عادت سے مجبوری کے باعث صلاً و مثلاً پر یہ ذلیل تبصرہ کر ڈالا

”مشرک و عتقاد اعمال پر اصرار ہونے لگا اس لئے علوم نبوت کے فیض یافتہ یقیناً



اگر ان کے اس اندرونی بخار مبتلا نبیہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات اولیاء کرام قدس سرہم سے بغض عناد کے پیر یا کامیو لگایا جائے تو چلتے ہیں تکفیر ہو گئی تکفیر ہو گئی تکفیر تو جیسی ہوتی ہے جب مجبورانِ خدا انبیاء و رسل علیہم السلام کے بغض و عناد تو جہنم و تنقیض کی تکفیر ہو۔ بغض و عناد تو جہنم و تنقیض کی تکفیر ہو تو تکفیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور پھر ————— خدا جادو وہ جو سہرہ کر بولے

مصنف اپنے مش۹ کے مضمون میں نہیں اپنے زعم باطل میں انگریز سر و دو کا وظیفہ خوار وغیرہ بھی ثابت کرنا چاہتا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھتا ہے کہ ”دیر یومی کہتے ہیں بھادو کرنا بھی ہے تو ان دیوبندیوں و دہلیوں کے خلاف کرو انگریز تو صرف کافر ہے اور یہ کافر کے ساتھ دہلی بھی ہیں۔“ ————— یہاں مصنف اعتراف کرتا ہے کہ ہم اہل سنت انگریزوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس کے اپنے قلم سے یہ ثابت ہو گیا۔ اب جو چاہے بکتا پھرے دہانی تو ان درستی نہ ہو تو ایسا ہی ہوتا ہے اور پھر جس حسام الحرمین کی بنیاد پر یہ گفتگو شروع کی وہ بات حسام الحرمین شریف میں ہے ہی نہیں۔ الفاظ کو کیا اس قسم کے معانی و مفہوم کی بھی کوئی بات حسام الحرمین میں نہیں ہے۔

کذب گوئی کو سمجھ رکھا ہے معیار کمال

ہر بتاؤ بے کمال کیا یہی تہذیب ہے

لارڈ میکالے کے اصول | سیف عقانی کا مصنف بے ربط لکھتا چلا گیا ہے کسی عنوان و موضوع کو مد نظر رکھ کر ترتیب وار نہیں لکھا مثلاً لارڈ میکالے کے بقیہ اصول کے موضوع پر لکھا ہے لیکن بغیر عنوان قائم کئے اس موضوع پر علما پر بھی لکھ چکا ہے۔ الغرض موضوع خواہ کچھ ہی ہو جب بھی کچھ اس کو یاد آیا ہے موقع ہی سہی نقل کر دیا۔ اس لئے ہمیں اس کے مختلف النوع الزامات کے باب باندھنے میں دشواری ہو رہی ہے متعدد مقام ایسے ہیں ایک ہی بات کا بار بار اعادہ کیا گیا اور اس کے اپنے بقول اس التزام اور تنکرات سے اس کا جی متلائے نہیں لگا مش۹ پر رضا خانی عقائد و اعمال کے زیر عنوان لکھا ہے لیکن یہی بات

مشرکانہ اعمال و عقائد سے انہماک بیزاری کریں گے تو جاہل قوم کو یہ کہہ کر ان سے بظن کیا جائے گا کہ میاں انگریز سے جہاد وغیرہ کا نعرہ اسلام سے جنت اور اس کے عقبہ کے لئے نہیں ہے اس لئے کہ یہ تو خلاصہ کائنات سرور دو جہاں کے دشمن ہیں، اولیاء کے مخالف ہیں، اس لئے جہاد کرنا ہے بھی تو ان کے خلاف کرو۔ انگریز تو صرف کافر ہے اور یہ کافر کے ساتھ دہلی بھی ہیں ان کے ایک کا قتل ہزار کافر انگریز کے قتل سے بہتر ہے۔ انڈیا کیجئے مسلمانوں کی یہ ایسی شیطانی بربادی اسلام کے لئے کتنی تباہ کن ہے۔“ (روایت مش۹)

جانیئے یہ ہندوستانی بکواس خالص سرانجام انداز حسام الحرمین شریف کی کس بات کا جواب ہے۔ جاہل عقائد کی جرات دیکھو قوم کو جاہل بتا رہا ہے اور خود جہالت کے اندسے کنویں میں پڑا ہے۔ اپنے کو خلاصہ کائنات سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن اور اولیاء کا مخالف نہ ہونے کا پرچار بھی کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اندرونی بخار کی یہ حالت ہے کہ سرور دو جہاں خلاصہ کائنات پر صلی اللہ علیہ وسلم کا درود شریف اور حضرات اولیاء کرام کو فقط ہزاری انداز میں اولیاء لکھتا ہے اور قدس سرہ یا رحمۃ اللہ علیہ قسم کا لفظ لکھنے کا بھی روادار نہیں اور کانگریس کے ایجنٹ اور مدرسہ دیوبند کے صدر کی باری آتی ہے تو مش۹ پر حضرت شیخ العرب والہیم شیخ الاسلام حضرت مفتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف اور اولیاء کرام کے نام گرائی کے ساتھ حضرت یا رحمۃ اللہ علیہ لکھنے کی بھی توفیق نہیں جتنی کہ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم محی الدین شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی ذات گرامی کو صلاً پر غامیہ انداز میں ہے چارے عبد القادر لکھتا ہے نہ پہلے کلمہ تعظیم نہ آخر میں کلمہ دعا اور گاندھی و نہرو کے چھوکانگریس کے ایجنٹ دیوبند کے صدر کو ایک سانس میں دو دو بار حضرت حضرت اور شیخ العرب والہیم و شیخ الاسلام لکھتا ہے ملاحظہ ہو مش۹۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں کہ ان کے ناپاک دل اور پلید ذہن میں حقارت انبیاء کرام و اولیاء عظام علیہم السلام و قدس سرہم سے زیادہ کانگریسی کلمہ پتلی علما کا زیادہ اور بہت زیادہ احترام ہے۔



دوسرے باب میں کرچکا ہے۔ بہر حال اس نے لارڈ میکالے کے اصولوں کے ٹکڑے کر کے دو جگہ نقل کئے ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ہم ص ۱۱۱ و ص ۱۱۲ پر مذکور لارڈ میکالے کے اصولوں کا ایک ہی جگہ جواب عرض کرتے ہیں۔ مصنف کے لارڈ میکالے کے اصول یہ ہیں

۱۔ ہندوستان میں عیسائیت کی اعتقادی و فکری ترقی کا خواہ عیسائیت کے نام سے یا کسی اور نام سے۔

۲۔ ہندوستان میں مذہبیت کا فروغ خصوصاً مسلمانوں میں کہ اگر عیسائی مذہب نہیں تو مسلمان بھی ذہنی۔

۳۔ مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت تیار کرنا جو بظاہر مسلمان اور باطن گورنمنٹ انگلیش کی وفادار ہو جو حاکم اور رعایا میں ترجمان کا کام دے۔

(ص ۱۱۱ و ص ۱۱۲ مصنف حنفی برادر روشن شنبلی)

ہنری ہرنگٹن طامس اپنے رسالے ہندوستان میں گزشتہ بناوٹ اور ہماری آئندہ پالیسی میں انہی تین اصولوں کو بنیادی پالیسی قرار دیتے ہیں۔ مقام ٹیکرے کے موصوفہ الذکر اصول کے متعلق تو اس نے نو فیصلہ کر دیا کہ

”جیسے اصول کے لئے سرسید آگے آئے اور آج پوری ایک صدی گزرنے کے بعد تو یہ بات عیاں ہو گئی ہے کہ انگریزی حکومت کی آپہ و سرسید نے عظیم خدمات انجام دی ہیں۔“ (ص ۱۱۱ مصنف حنفی)

اس موقع پر ہم مصنف مزاج قارئین کو یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ

”سرسید احمد خاں صاحب بقرول“ مولانا، عبید اللہ صدیقی مولانا مملوک العلی نالوتوی کے سلازہ میں سے تھے۔ (کتاب مولانا محمد حسن نالوتوی ص ۱۸)

”مولانا“ عبید اللہ کی اس روایت کے مطابق سرسید صاحب اور باقی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نالوتوی آپس میں استاذ و تلامذہ تھے کیونکہ مولوی محمد قاسم صاحب نالوتوی نے بھی ان ہی ”مولانا“ مملوک العلی سے تعلیم حاصل کی تھی۔

(سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۱۱ و ص ۱۱۲)

جب یہ ثابت ہو گیا کہ سرسید احمد خاں اور محمد قاسم نالوتوی صاحب آپس میں استاذ و تلامذہ تھے تو اب مصنف سیف حنفی کی زبانی سرسید کی لائبریری اور انگریزی پستی کا ایک زبانی وار خوالہ بھی سن لیجئے لکھتا ہے

”سروہیم میور نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح انگریزی میں تحریر کی جس میں اسلام، قرآن، حدیث، تفسیر اور علماء اُمت متبکینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر بے پناہ اور بھونڈے اعتراض کئے اور دل کھولی کہ مسلمانوں کی دل آزاری کی، اب لطف دیکھئے سرسید نے دفاع اسلام کے نام سے اردو میں اس کے جوابات خطبات احمدیہ میں دیئے۔ اس آڑ میں انگریزی سے لابلہ چند و ستا نہیں تنگ میور کا نکتہ نگاہ (سرسید پر) پتہ چلا۔ دوسری طرف جوابات بھی ایسے کہ اصل اعتراضات کے سمیت سے بڑھ کر خطرناک ہیں (سرسید نے) لائبریری کو مذہب کے نام پر اور طرف داری کے رنگ میں پیش کر کے انگریز کی پالیسی کا باجن و جرح حق ادا کیا۔“ (سیف حنفی ص ۱۱۱ و ص ۱۱۲)

مصنف سیف حنفی کے اس قول سے سرسید کی بدعتیہ کی واضح ہے کہ

۱۔ سرسید نے سروہیم میور کا نکتہ نگاہ ہندوستان میں تنگ پہنچایا۔

۲۔ اسلام، قرآن و حدیث و تفسیر اور علماء اُمت حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر میور کے بے پناہ اور بھونڈے اعتراضات کا ایسا جواب دیا جو اصل (اعتراضات) سے بھی بڑھ کر خطرناک تھا۔

۳۔ سرسید نے یوں انگریز کی پالیسی کا حق ادا کیا۔

نظا ہر شخص ایسا ہے یقیناً اس کا اسلام اور پیغمبر اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بات مصنف کہنے کو کہہ گیا کیونکہ اپنی بلا سرسید کے سر ڈالنی اور اپنے اکابر کو بچا نا تھا مگر اس کو کیا کہنے۔ اسی سرسید کو جو اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر خطرناک اور بھونڈے اعتراضات کرنے والا اور انگریزی پالیسی کا ناشر و مبلغ تھا علماء دیوبند مسلمان سمجھتے ہیں اور اس کو فخر ہے سرسید احمد خاں مرحوم کہتے ہیں مرحوم یعنی



بناسب الہی سے رحم کئے گئے۔ ملاحظہ ہو سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۰ مصنف مناظر احسن گیلانی و مصنف مولوی حسین احمد صاحب "مدنی" و مصنف دیوبند۔

باقی مدرسہ دیوبند اور سرسید | بقول مولانا عبید اللہ سندھی مولوی محمد قاسم نانوتوی اور سرسید احمد خاں آپس میں استاد بھائی تھے اور دونوں ہی "مولانا" ملوک العلی نانوتوی کے شاگرد تھے۔ (مروءۃ احمد حسن نانوتوی صفحہ ۱۱۱) انگریزی پالیسی کے مبلغ و ناشر کو فخریہ و غائیہ کلمات کے ساتھ مرحوم لکھنا کیا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ اندرون خانہ آپس میں ایک ہی کچھ ہیں۔ اور سرسید علی گڑھی صاحب اور ان میں ذہنی و فکری ہم آہنگی موجود ہے مگر مصنف سیف متانی بڑی صفائی سے خود کو بچا کر ساری بلا سرسید کے سر ڈال رہا ہے۔

علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گورنمنٹ کی رپورٹ | سرسید احمد خاں اور مولوی محمد قاسم نانوتوی میں کتنی گہری موافقت و ہم آہنگی تھی اس کا پتہ سرسید احمد خاں کے رسالہ "علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گورنمنٹ" کے اس مضمون سے لگتا ہے جو انہوں نے ۲۴ اپریل ۱۸۸۷ء کی اشاعت میں لکھا جس میں سرسید احمد خاں نے مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی قصیدہ خوانی کی اور پھر نانوتوی صاحب باقی مدرسہ دیوبند نے سرسید احمد خاں کو لکھا "ہاں اس میں کچھ شک نہیں کہ سنی سنائی سید صاحب (سید علی گڑھ العزیزی اور دہلوی) اہل اسلام کا معتقد ہوں اور اس وجہ سے ان کی نسبت اظہار محبت کروں تو بیکار ہے۔" اس کا انکار اور کوفی تاویل اس لئے ممکن نہیں کہ یہ مضمون سوانح قاسمی جلد سوم صفحہ ۱۷۱ پر نقل کیا گیا جس کی سرخی یہ ہے "حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سرسید مرحوم کی نظر میں" یہاں بھی سرسید کو مرحوم لکھا ہے۔ ہم مصنف سیف متانی کو یہ کہہ کر بھاگنے نہیں دیں گے کہ جی یہ مضمون سرسید نے خود اپنے رسالہ میں لکھا ہے۔ بلکہ یہ مضمون سوانح قاسمی جلد ۳ کے علاوہ رسالہ "دارالعلوم" دیوبند کی بکادی الادبی صفحہ ۶۷ کی اشاعت میں بھی موجود ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں "سرسید نے کہا" دیوبند کا مدرسہ ان (مولوی نانوتوی) کی ایک نہایت عمدہ یادگار

ہے سب لوگوں کا فرض ہے کہ ایسی کوششیں کریں کہ وہ مدرسہ ہمیشہ قائم اور مستحکم رہے۔ ثابیت ہوا دونوں ایک ہی کچھ تھے اور لارڈ میکالے کے اصولوں کے علمبردار تھے۔

پڑا اسرار راڈ | مصنف سیف متانی نے لارڈ میکالے کے جو اصول بیان کئے اس میں ایک پڑا اسرار راڈ اور اہم معنی خیز بات ہے۔ مصنف نے سرسید صاحب کا نام لیکر جان بچانے کی کوشش کی ہے۔ لارڈ میکالے کے تیسرے اصول میں یہ مذکور ہے۔

"مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت تیار کرنا جو بقا پر مسلمان اور بیاطن گورنمنٹ انگلشیہ کی دغاوار ہو جو حاکم (انگریز) اور رعایا میں ترجمان کا کام دے" (سیف متانی صفحہ ۱۷۱)

دغاوار و ترجمان کون؟ | اب لارڈ میکالے کے تیسرے اصول کی روشنی میں دیکھنا یہ ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کا دغاوار اور ترجمان کون ہے تو آئیے ہم اس کا ثبوت فتاویٰ افریقہ یا اسامہ الحرمین سے نہیں بلکہ ہندو کرنا الرشید اور سوانح "مولانا محمد احسن نانوتوی" سے پیش کرتے ہیں:

گادفری بیگنس کی کتاب کا ترجمہ:

"مولانا محمد احسن (نانوتوی) نے وہی کالج میں انگریزی بھی پڑھی تھی۔ ان کی تعلیمی بیاض میں خود مولانا محمد احسن کے ہاتھ کی بعض انگریزی تحریریں ہیں۔ مولانا محمد احسن نے سرسید احمد خاں کی فرمائش پر گادفری بیگنس کی کتاب کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا۔۔۔۔۔ مولانا محمد احسن نے نہ نچرل فاضلی پر ایک مضمون لکھا تھا جو مسٹر ٹیڈر پرنسپل ولی کالج کی لکھنؤ میں دوسرے شائع ہوا۔" (سوانح "مولانا محمد احسن نانوتوی" صفحہ ۱۷۱)

تجارت بناب گورنمنٹ انگلشیہ کی ترجمانی کے فرائض کس نے انجام دیئے انگریزی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کس نے کیا۔ سرسید اور نانوتوی علماء میں ذہنی و فکری ہم آہنگی تھی یا نہیں؟

"مولانا محمد علی نانوتوی اور مولانا محمد احسن (نانوتوی) دونوں حقیقی بھائی اور دینی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے استاد (مولانا ملوک العلی) کے قریبی شاگرد تھے۔" (سوانح "مولانا محمد احسن نانوتوی" صفحہ ۱۱۱)



”جب سرسید احمد خاں ۱۸۹۹ء میں لندن گئے تھے تو ان کے پیش نظر مشہور مصنف ولیم میون کی کتاب ”آف آف محمد و صلی اللہ علیہ وسلم“ کا جواب لکھنا بھی مقصود تھا چنانچہ انہوں نے لندن میں کافی مواد جمع کیا۔ انگلستان کے ایک معروف مصنف کاؤفری بیکنس GIFFREY BECKINS کی کتاب اپالوجی APOLOGY جو اس نے تائید و حمایت اسلام اور عیسائیوں کے اعتراضات کی تردید میں لکھی تھی سرسید احمد خاں نے بہت تلاش و جستجو کے بعد کسی جرمن کتب فروش سے دس گنی قیمت دے کر حاصل کی۔ اور خطبات احمدیہ کی تالیف میں اس سے مدد لی۔ سرسید احمد خاں کو خیال ہوا اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی ہونا چاہیے چنانچہ انہوں نے سرسید احمد خاں نے مولانا محمد احسن (ناولٹوری) کو یہ کام سپرد کیا۔ مولانا نے اس کتاب کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا۔“

(تبلیغ الہدایہ ص ۱۱۷) (سوانح ”مولانا محمد احسن ناولٹوری ص ۱۱۷)

کتاب کے ترجمہ پر تیس ہزار روپیہ علماء دیوبند انگریزی حکومت کے زیر اہتمام انگریزی کتابوں کے ترجمہ کی جواہر خدمات انجام دے رہے تھے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ اہم فریضہ فی سبیل البرطانیہ انجام دیتے تھے یا سوائف ہوتا ہے۔

جناب مناظر احسن گیلانی صاحب مصنف سوانح قاسمی نے یہ بات خود ہی کھول دی۔

فرماتے ہیں:

”شروع میں چاہا گیا تھا کہ عربی ہی زبان میں ان کتابوں کو مغربی زبانوں سے ترجمہ کر کے پڑھایا جائے۔۔۔۔۔ مولوی عبدالحی صاحب (اباے اردو) نے اپنی کتاب مرحوم مفتی کالج میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک کتاب کے عربی ترجمہ کے لئے تیس ہزار روپے کی منظوری دی گئی۔ مولوی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ بہت سارے پیرانہ ان کتابوں کے چھاپنے پر صرف ہوتا تھا۔“ (سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۱۷)

پھر لکھتے ہیں:

”اگر ترجمہ ایسا ہوتا جو سمجھ میں نہ آتا تو اس کی تشریح کے لئے مترجم کو معقول تنخواہ پر فائز رکھ لیا جاتا تھا۔“ (مرحوم مفتی کالج ص ۱۱۷) (سوانح قاسمی ص ۱۱۷)

یہ سب اکابر دیوبند کی کارکردگی اور انگریز پرستی جس پر آج مصنف سیف حقانی پردہ ڈالنے کے لئے انھیں باقی رہی وفاداری کی بات تو گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار بھی علماء دیوبند ہی تھے۔ یہ ہمارا الزام نہیں بلکہ دیوبندی قطب عالم و امام ربانی جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا اعتراف ہے۔ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:

”جب میں حقیقت میں سرکار برطانیہ کا فرمانبردار رہا ہوں تو مجھے الزام سے میرا بال بھی بیکار ہوگا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار برطانیہ مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔“ (دعوت الرشید پہلو ص ۱۱۷)

اب لارڈ میکالے کے اصول نمبر ۳ کی طرف پھر بیٹھے اور سیف حقانی ص ۱۱۷ ملاحظہ کیجئے۔

دیکھئے لارڈ میکالے کے خواب کی تعبیر کون ہے علماء اہل سنت یا علماء دیوبند؟

ہاں ہاں دیکھئے۔ گورنمنٹ انگلشیہ کا وفادار کون (انگریز) حاکم و رعایا میں ترجمان کا کام کس نے انجام دیا؟ بفضلہ تعالیٰ ہم نے روشن حقائق اور واضح شواہد سے ثابت کیا ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار و ترجمان علماء دیوبند تھے۔ ہم نے ان کے گھر کے حوالہ جات سے سب کچھ ثابت کیا ہے۔ لیکن مصنف سیف حقانی کی حیا کا یہ عالم ہے کہ جوڑ توڑ کی دیوار کھڑی کر کے لکھتا ہے:

”دیکھئے اور غور فرمائیے۔ ہمارے اخذ کردہ نتائج ٹھیک ہیں یا غلط؟“ (سیف حقانی ص ۱۱۷)

اب دینا اس کے اخذ کردہ نتائج کو دیکھئے یا تاہم نئی حقائق کو دیکھئے۔

باقی رہے لارڈ میکالے کے اول الذکر دو قوں اصول یعنی

(۱) ہندوستان میں عیسائیت کی اعتقادی و فکری ترویج خواہ عیسائیت کے نام یا کسی اور نام سے

(۲) ہندوستان میں عیسائیت کی اعتقادی و فکری ترویج کو اگر عیسائی نہیں سکیں تو مسلمان بھی نہ رہیں۔ تو یہ ہر دو اصول اپنے معانی و مفہوم کے اعتبار سے ایک



ہی ہیں اس کے لئے مصنف نے بڑی ہوشیاری و مگر کمال بے حیائی سے مشہورہ رضا خانی  
دین کا ماخذ مسیحیت قرار دیکر ان کا اطلاق اہل سنت پر کیا ہے اور وجہ یہ بتائی ہے :

”مشق و نیات کے عیسائیت کا یہ عقیدہ کہ واجب الوجود خدا کی ذات کے ساتھ حضرت مسیح اور حضرت مریم بھی خدا ہیں“ (مشق و نیات)

اس کے مقابلہ میں اہل سنت اور عیسائی عقیدہ دو ہیں ہم آہنگی ثابت کرنے کے لئے  
بلا دلیل و ثبوت و محض سیف حقانی لکھتا ہے (۱) بشریت کا انکار (۲)

۱۔ انکارِ بشریت و نبوت کی بنیاد اثباتِ الہیت ہے کا نتیجہ ہے اور دنیا نے عیسائیت کے علم و کلام کی دینی پوش گاہوں کی بدولت وجود میں آیا اور دنیا جس سے روشناس ہوئی اور اسی عقیدہ الہیت سے مسیح کے عقیدہ میں یہ عقیدہ وجود میں آیا کہ آپ دینی پاک صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں نیز آپ مخالفِ مطلق و مخالفِ مطلق ہیں۔ آپ نافع اور ضار بھی ہیں۔ آپ تو ہر اس عیسائی کے پاس حاضر و ناظر ہیں کہ مجاہدِ پادری نے ہتھیار دیا اور غرضِ رضا خانی دین کے سارے کافر از مشرک از عقائدِ کاذب اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں صرف علاقہ کی بات نہیں بلکہ اسلام کی ضد ہیں۔ یہ عقیدے عیسائیت کے ہیں اسلام کے نہیں۔

دلیلِ حقانی ص ۱۸

مصطفیٰ سیف عثمانی میسائیت کے مذکورہ بالا عقائد گنہگار کے بعد لکھتا ہے :

”لیکن اپنے رفقاء تراور تعلیم و محبت میں سب کچھ روا جلتے ہیں۔“  
 رفیق حقایق ص ۱۸

اور اس کا ثبوت پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے :

”جو عیسائیت کی خدمت کے لئے جتنے اور مر گئے تو بھی عقائد مثلیٹ و مسیحیت کے لئے زمین کس قدر ہموار کر گئے کہ قیامت تک میکائیل کی روح خوش ہوگی خداوی افریقہ کے چند اوراق کی سیر ہم کرا دیتے ..... انحضرت اور آپ کی امت کے عقائد کا ماخذ ہم بتلا چکے ہیں کہ عیسائیت ہے ان عقائد کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں“  
(سیف عقانی ص ۱۰۶)

اہل سنت و جماعت کے عقائد کا ماخذ مسیحیت ہونے کا ثبوت کیا ہے ؟  
سیف حقانی کی زبان سے سنئے ۔ لکھتا ہے :

”فتاویٰ افریقہ میں اعلیٰ تعلیم و محبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لئے راہِ احداث کشادہ رہی ہیں جس طرح چاروں مہربان خدا کی تعلیم بجا لائیں۔“ (فتاویٰ افریقہ ص ۱۱۱)

سیفِ حقانی کے عنید مصنف نے اپنے زعمِ باطل میں محبوبانِ خدا کے ساتھ اہل سنت کی تعلیمِ محبت کو معیارِ عیسائیت و مسیحیت قرار دیا ہے۔

ہم کہتے ہیں مصنف نے اپنی باطل مراد ثابت کرنے کے لئے جو یہ چار سو بیسی کا جال پھیلا یا تھا اس کا فائدہ تو مصنف کو جب پہنچتا جب مصنف اپنے دعویٰ کے مطابق یہ ثابت کر سکا کہ جس طرح عیسائی میلاد مسیح علیہ السلام اور حضرت مریم کو خدا سمجھتے ہیں اسی طرح مسلمانان اہل سنت یا امام اہل سنت اعظم حضرت فاضل بریلوی بھی حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا سمجھتے ہیں مگر وہ نہ یہ ثابت کر سکا اور نہ قیامت تک کر سکتا ہے۔ اعظم حضرت قدس سرہ العزیز کے فتاویٰ افریقہ کی عبارت میں خدا نہیں مجبوران خدا مذکور ہے۔ پرستش و عبادت نہیں تعظیم و محبت مذکور ہے مصنف یقیناً حقانی نے فتاویٰ افریقہ سے یہ عبارت بھی خیانت کر کے نقل کی ہے اور اس یاقین مصنف نے امام اہل سنت اعظم حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ مبارک الفاظ و النستہ چھوڑ دیئے جو اس کی باطل مراد اور عیسائی عقیدہ کا قلع قمع کرتے ہیں۔ پوری عبارت یہ ہے :

۱۰ اغفال تعلیم و محبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لئے راہ احداث کشادہ ہے جس طرح چاروں محبوبانِ خدا کی تعلیم و بحال میں جیتنگ کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو جیسے حجبہ۔ وہاں خاص کا ثبوت مانگنے والا اللہ عزوجل سے مقابلہ کرتا ہے کہ وہاں عزوجل نے مطلقاً بلا تعلیم و تہذیب انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کا حکم فرمایا۔ قال تعالیٰ ولعزودہ وتوقدہ رسول کی تعلیم و توقیر کرو وقال تعالیٰ خالذین اصحابہ وعزودہ ولعزودہ واجتہدوا النور الذی انزل معہ



اولیٰک هم الفصحون بعد اس نبی امی پر ایمان لائیں اور اس کی تعلیم دہرہ اور اس  
نور کی برائے کے ساتھ اتر پیر وی کریں وہی نجات پائیں گے۔ وقال تعالیٰ لیس فیہ  
المصنوعۃ والذین تم السکوۃ والصلوۃ سیرسل وعز وکرمهم واکسرتهم اللہ عرفنا  
حسنہ لا کنون عنکم میں انکم ولا دخلکم جلت تجبر من تحتہا الانہر  
اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعلیم کرو اور  
اللہ کے لئے اچھا قرض دو تو ضرور تمہارے گناہ مٹا دیں گا اور ضرور تمہیں جنتوں میں  
سے جائیں گا جن کے نیچے نہریں بہیں۔ وقال تعالیٰ ومن یعظم حرمات اللہ  
فحد خیرہ عند ربہ جو اپنی حرموں کی تعلیم کرے تو وہ اس کے لئے اس  
کے رب کے ہاں بہتر ہے۔ وقال تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانہ من  
تقویٰ القلوب جو اپنی نشانیوں کی تعلیم کرے وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔  
(نقارۃ الفریۃ)

کیا ہی ایمان افروز بیان ہے امام اہل سنت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجبوراً خدا  
کی تعلیم و محبت کے اثبات میں پانچ آیات قرآنیہ سے استدلال فرمایا ہے اور واضح الفاظ  
میں پرستش کی نفی فرماتے ہوئے سجدہ کی ممانعت فرماتی۔ لیکن مصنف سیف حقانی سجدہ  
کی ممانعت اور پانچ آیات کریمہ کو اپنی باطل مراد کے خلاف سمجھتے ہوئے چھوڑ گیا۔ کتنی  
صاف اور واضح بات تھی۔ عیسائیت و مسیحیت سے اہل سنت کے عقائد کی کوئی مطابقت  
ہی نہ بنتی تھی وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہیں اعلیٰ حضرت مجبوراً خدا  
تحریر فرما رہے ہیں اور مجبوراً خدا کی عبودیت و پرستش سجدہ کا انکار فرما کر بڑا ان کے  
موجود والد ہونے کی نفی فرما رہے ہیں تو پھر عیسائی اور سنی بریلوی عقائد میں مطابقت  
ویکیسائیت کا الزام کیسا۔؟

اور پھر مصنف سیف حقانی کا اندھا پن ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتا ہے :

”آگے (اعلیٰ حضرت) لکھتے ہیں ہمیشہ علماء کرام و ائمہ اعلام امور تعلیم و محبت میں  
ایکجاوں کو پسند فرماتے اور ایکجاؤ کشدہ کی منقبت میں لگتے آئے ہیں کسی نابلسی کی

حدیقہ ندیہ کا سوال ہے جس نے نبی کو بھی ساتھ گسیٹا ہے۔ اللہ بچائے کیسے ضرور  
استدلال ہیں اپنے فتویٰ کی مزید تشریح فرماتے ہوئے اعلیٰ حضرت نے معاملہ صاف کر  
دیا ہے لیکن کمال ہوشیاری سے ہندوق پھاٹی ہے دوسروں کے کندھے پر رکھ کر کیا  
کرتے۔ پچارے قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے تو عیسائیت کا پینپنا میل تھا۔  
(سیف حقانی ص ۱۸)

یہ لایعنی گفتگو اور بے ڈھنگا طرز تحریر بھی کسی دلیل کا حصہ ہے بھلا جس جاہل مطلق کو  
یہ بھی پتہ نہ ہو کہ امام عارف بابائے سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ کون ہیں حدیقہ ندیہ کیلئے  
وہ اپنی جہالت کا ماتم تو کرتا نہیں اور علم و فضل کے بادشاہ علماء عرب و عجم کے ممدوح  
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی جیسے بے مثال فاضل و محقق پر اعتراض کا شوق لئے پھر تا ہے  
اور تو اور امام نبی قدس سرہ کی شان میں گھسیٹنے کا ناپاک الفاظ استعمال کر رہا ہے۔  
گستاخ ذہن میں گستاخی ہی آتی ہے اور ائمہ سے پن کی انتہا ملاحظہ ہو لکھتا ہے کیا کرتے  
پچارے قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے۔ حالانکہ امام اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فتاویٰ الفریۃ  
میں تعلیم و محبت کے اثبات میں پانچ آیات قرآنیہ نقل فرمائی ہیں مگر یہ اندھے  
رشید گنگوہی کا اندھا فیض ہے جو ان کو اندھا کئے ہوئے ہے۔ کہ آیات قرآنیہ بھی  
نظر نہیں آتیں۔ حالانکہ پانچ آیات قرآنیہ مذکور ہیں۔ شائد وہ ان کو قرآنی آیات نہ مانتے ہو  
ہم مصنف سیف حقانی سے تعلیم و محبت کے اثبات میں مذکور بالا پانچ آیات  
قرآنیہ کی روشنی میں دریافت کرتے ہیں کہ وہ یہ بتائیں کیا قرآن عظیم نے مجبوراً خدا کی  
تعلیم کا حکم دیکر عیسائیت و مسیحیت کی تعلیم دی ہے؟ کیا قرآن عظیم علیہ وارن شلیت  
کی ترجمانی کر رہا ہے؟ اور پھر یہ بات ہر ذی فہم شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ مسلمانان  
اہل سنت تعلیم تو سبھالائیں سید الانبیاء حبیب خدا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
اور قرآن پالتے یہ عیسائیت و مسیحیت جو یہ حضرت مسیح و حضرت مریم کے خدا ہونے پر

الہی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ جہاد نہ دے



اعلیٰ حضرت کی کتب میں مسیحیت کی تردید امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصاریٰ کے ہاتھ کا زیور و قرار

دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

”نصارئ و عیسائوں کے یہاں ذبح نہیں وہ گنا گھونٹتے ہیں یا سر پر ڈنڈا مارتے یا گالے میں ایک طرف سے پھری جو تک دیتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے قرآن کا مارا ہوا جانور مطلقاً مردار ہے ..... نصاریٰ مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں یہ اگر باقاعده ذبح بھی کریں تو ایک جماعت کے نزدیک جب بھی ان کا ذبیحہ مطلقاً حرام ہے“ (فتاویٰ افریقہ ص ۵۹)

دیکھئے جن اعلیٰ حضرت پر مصنف سیف حقانی آنکھیں بند کر کے مسیحیت و عیسائیت کا ناپاک الزام لگا رہا ہے وہ کتنی مراحت سے غیر خدا کو خدا یا خدا کا بیٹا کہنے کا رو کر رہا ہے یہاں تک کہ ان کے ہاتھ کا مارا ہوا جانور مطلقاً مردار و حرام قرار دے رہے ہیں۔ اور اس کے حاشیہ میں اسی صنوبر پر جمیع الانہر کے حوالے فرماتے ہیں :

”فی المستصفیٰ قالوا الحمد اعلم لیعتقد المسیح انہما اما اذا اعتقدہ فلا، نتیجہ۔ ترجمہ : مستصفیٰ میں ہے مشائخ نے فرمایا کہ نصاریٰ کا ذبح کیا ہوا اور (نفرانہ دعوت) سے نکاح اس وقت حلال ہیں جبکہ وہ مسیح کو خدا ماننے ورنہ نکاح اور زینہ و فحش حرام ہیں“ (فتاویٰ افریقہ ص ۵۹)

اب جرات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے نہیں فرمائی وہ ان کے ذمہ لگا کر اس کو مسیحیت قرار دینا اور پھر وحشیانہ سے اس کا رد کرنا بے شرمی ہے یا نہیں ؟ متذکرہ بالا حوالہ خدا یا خدا کا بیٹا قرار دینے کے رد میں تھا۔ رہا غیر خدا کو سجدہ تو وہ بھی ابھی فتاویٰ افریقہ کے حوالے سے گورا جس میں اعلیٰ حضرت نے غیر خدا کے لئے عراحت کے ساتھ سجدہ کی کمانت فرمائی اور پھر اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت قدس سرہ کا ایک مستقل رسالہ الذیۃ الذکیہ کے نام سے موجود ہے جس میں غیر خدا کو سجدہ عبادت شرک خالص اور سجدہ تعلیم کو حرام قرار فرمایا۔ نہ معلوم مصنف کون سی دنیا میں رہتا ہے کہ بے سرو پا باتوں کے سہارے

اپنے مذہب کی کشتی چلا چاہتا ہے۔ باقی رہا بقول اس کے کہ مسیحی مذہب کے حامل مسیح کو بشر نہیں مانتے اور یہ کہ اہل سنت کا بھی یہ عقیدہ ہے تو یہ بھی سراسر الزام اور کذب صریح ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ کے مجموعہ کتب میں مصنف سیف حقانی کو اور بہت کچھ نظر آگیا لیکن یہ نظر نہ آیا :

”لیکن رفا نے ختم نسخی اس پر کر دیا  
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے  
(مدائن بخشش اول)

اور سجدہ کے متعلق ہے :

ہیش نظر وہ نہ بہار سجدہ کو دل ہے بے قرار  
روکنے سر کو روکنے پاں۔ یہی امتحان ہے  
(مدائن بخشش اول)

اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں :

ظہ نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو  
(مدائن بخشش اول)

الحمد للہ ہماری اس مختصر تحقیق سے سیف حقانی کی ساری خرافات غبار راہ بن کر اڑ گئیں اور لارڈ میکالے کے سارے اصول اہل دیوبند کے گلے کا بار بن گئے۔

مسئلہ دارالسلام | جاں و محبوب مصنف سیف حقانی نے مختلف صفحات پر دارالسلام کے مسئلہ پر بھی ہوائیاں اڑائی ہیں۔ ہم نے پچھلے اوراق میں اس مسئلہ پر مفصل گفتگو کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ہمیں اپنا وعدہ یاد ہے ہم ایسا نہیں کریں گے جیسا کہ عقائد حقانی نے کیا۔ الزام قائم کر دیا ہے وریخ ثبوت کے لئے کہہ دیا آگے چل کر دیں گے۔ آگے پہنچ کر فرمایا ثبوت پیچھے دے آئے ہیں۔ مصنف کو اس بات پر بڑا زعم ہے کہ اس نے احکام شریعت میں ہندوستان کے دارالسلام ہونے کا فتویٰ تلاش کر لیا۔ اور اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالسلام کا پتہ چلا دیا۔ چلو







## فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ دیوبند

مذکورہ بالا حوالہ تو کراچی سے چھپنے والے ایک قدیم نسخے سے تھا جس میں مذکور ہے اکثر دارالاسلام کہتے ہیں، اب دیوبند سے چھپنے والے ایک فتاویٰ رشیدیہ مکمل کمال حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

سوال: چند بقول امام یا صاحبین کیا دارالغرب ہے.....  
جواب: ہند کے دارالغرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے بلکہ ہر تحقیق ہند کی خوب نہیں ہوتی حسب اپنی تحقیق کے سب نے فرمایا ہے اور اصل مسئلہ میں کسی کو خلاف نہیں اور ہند کو بھی خوب تحقیق نہیں کہ کیا کیفیت ہند کی ہے " (فتاویٰ رشیدیہ مکمل ص ۲۳)

اس جگہ بھی گنگوہی صاحب اعتراف کر رہے ہیں کہ ہند کے دارالغرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے یعنی علماء دارالغرب ہونے کے خلاف ہیں اور دارالاسلام کہتے ہیں گنگوہی صاحب نے یہ نہیں کہا دارالغرب، اور دارالاسلام ہونے میں اختلاف علماء کا ہے بلکہ صرف یہ کہا دارالغرب، ہونے میں اختلاف علماء کا ہے۔ یہی فتویٰ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی سے چھپنے والے فتاویٰ رشیدیہ مکمل میں ص ۱۸۷ پر بعینہ و بلفظ موجود ہے اور اس میں بھی "ہند کے دارالغرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے" موجود ہے، یہ نہیں ہے "ہند کے دارالاسلام ہونے میں اختلاف علماء کا ہے"۔

## خیانت اور تحریف

ان دو پرانے چھاپوں کے برعکس کراچی سے حال ہی میں ایچ ایم سعید کمپنی کے زیرِ اہتمام چھپنے والے فتاویٰ رشیدیہ میں ص ۲۳ پر یوں کر دیا گیا ہے:

"سب ہندوستان ہند کے نزدیک دارالغرب ہے"

اقبال سے معذرت کے ساتھ یوں کہا پڑتا ہے،

خود دہشتہ نہیں فتوؤں کو بدل دیتے ہیں

کس قدر ہوتے ہیں نقیبانِ محمد بنے توفیق

اس کو کہتے ہیں باغی کی صفائی اور کارگیری کی انتہا۔ اپنے ہی طلب عالم کے فتاویٰ

میں اس لئے تحریف کر ڈالی کہ ہند خدا احمد رضا سے اختلاف کی گنجائش پیدا ہو سکے۔ اب تو تو بہ تشدید ایمان و تشدید نکاح کی بھانے توحید الناس۔ حفظ ایمان۔ برائین قاطعہ میں کلمہ کلام تحریف ہو رہی ہیں جس پر مغفل تبصرہ ہم نے اپنے رسالہ "دیوبندی شاطر اپنے منہ کا فر" میں کیا ہے، اسی فتاویٰ رشیدیہ کراچی کے مطبوعہ میں ایک اور جگہ تحریف کی ہے اور ہاتھ کی صفائی دکھائی ہے اور وہ یہ کہ فتاویٰ رشیدیہ کے "مردار چھپنے والے قدیم نسخوں میں ایک سوال یوں ہے۔ گائے کی ادھڑی اور بکڑے کے پورے کھانے درست ہیں یا نہیں؟ جواب: حلال و درست ہیں۔"

لیکن اب کراچی کے جدید ایڈیشن میں سوال یوں کر دیا گیا ہے

"گائے کی ادھڑی اور بکڑی کی کھیری کھانی درست ہے یا نہیں؟"

جواب: "درست ہیں" فقط فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳

ناشر نے دیوبندی مورخوں کے مشورہ سے کمال خیانت کے ساتھ تحریف کے سوال کو بدل دیا کہ گائے کی ادھڑی اور بکڑی کی کھیری کھانی درست ہے یا نہیں؟ مگر جواب وہی رہا جو کپوروں سے متعلق تھا یعنی درست ہیں۔ یہ ہیں بتا رہا ہے کہ سوال میں پہلے کھیری کی جگہ پورے تھے جو کوئی "مقام قریشی" جیسے معصنف اپنے دماغ کی قوت کے لئے ہضم فرمائے ہیں۔ زبان و کلام کے اعتبار سے دیکھا جائے تو گائے کی ادھڑی اور بکڑی کی کھیری کھانا درست ہے یا نہیں کا جواب درست ہے آنا چاہئے تھا یہاں وہی کپوروں والا پڑا جواب موجود ہے درست ہیں۔ کھیری یا ادھڑی کو تو درست ہیں نہیں بدل سکتے۔ یہ کہا جائے گا کھیری کھانا درست ہے ادھڑی کھانا دیوبندیوں کے نزدیک درست ہے یوں نہیں کہا جائے گا کھیری کھانا درست ہیں۔

بہر حال خیانت و تحریف ثابت ہے اور نہ صرف یہ بلکہ ص ۲۹ پر زاغ معروف کی پرانی سرخی "کو اکھانا" کو بدل کر "حلال کھا کھانا" کر دیا۔ الغرض یہی حال دارالاسلام کے متعلق مولوی رشید احمد صاحب کے پرانے فتاویٰ کا ہوا۔ اپنی باطل مراد کے لئے اپنے ہی عالم کے فتاویٰ میں من مانی تحریف کر ڈالی۔ اب دارالاسلام کے متعلق بقیہ حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔



## مولوی محمد والحسن و مولوی حسین احمد

مولوی حسین احمد صاحب لائبریری کانگریسی صدر مدرس دیوبند سفر نامہ "شیخ الہند" میں  
۱۳۱۷ھ پر لکھتے ہیں:

"ایک شخص نے مولانا محمد والحسن دیوبندی سے پوچھا کہ مجدد شاہ دارالحرب ہے یا دارالسلام؟ مولانا محمد والحسن نے فرمایا: علماء نے اس میں آپس میں اختلاف کیا ہے اس نے کہا آپ کی رائے کیا ہے۔ مولانا نے کہا میرے نزدیک دونوں صحیح کہتے ہیں" (سفرنامہ شیخ الہند ص ۱۶۹)

مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

"محضی نامہ کر جادہ بندہ کہ در قبضۂ نصاری اند و اسلام ہستند چہ اگر چہ در اٹھا حکام کمرہ جاری اند مع حقا احکام اسلام ہم خصوصاً اصول دارکان اسلام جاری اند" (مجموعہ فتاویٰ جلد اول)

سوانح قاسمی

سوانح قاسمی بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی سوانحیاست ہے جو مولوی مناظر احسن گیلانی کی مؤلفہ ہے اور بایا قاسمی محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند "دارالعلوم" دیوبند کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ صدر دیوبند مولوی حسین احمد کانگریسی کی تصدیق ہے۔ اس میں لکھا ہے:

"ہمارے دارالاسلام کے اب اس ملک میں غیر اسلامی حکمرانوں کا سیاسی اقتدار قائم ہو چکا تھا۔" (سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۱۱)

کیوں جناب "علامہ" احمد قاسمی صاحب تسلی جوتی یا نہیں؟ صرف اتنا بتادیں کہ مذکورہ بالا حضرات بھی انگریزوں کے آکر کار سے یا نہیں؟ کیونکہ یہ سب بھی دارالاسلام کو ترجیح دے رہے ہیں۔ امید ہے اب آپ کے دماغ سے وہ دیونگیل جائے گا

جو ایک عرصہ سے بند تھا۔

## انگریز پرستی اور علماء دیوبند

اٹاچور کرڈال کو ڈانٹنے کے زیرِ صداق مصنف سیف حقانی نے حقائق پر پردہ ڈال کر اپنے اکابر کی انگریز پرستی اور انگریز پر جاننااری کے سیاہ ماضی کو چھپانے کے لئے اپنی ناپاک کتاب کے مختلف صفحات پر علماء اہل سنت و مشائخ طریقت کو مورد الزام ٹھہرایا ہے اور انہیں انگریز پرستی والا انگریز دوستی کا لٹہ دیا ہے اور موقع بے موقعہ زبردست بدزبانی اور بے ہودہ گوئی کی ہے اور ثبوت کے طور پر لکھا ہے کہ

علامہ ارشد القادری کامرکزی دفتر لندن میں ہے اور امریکہ سے راستہ ملتا ہے۔ دیکھو  
مراسد حکومت امریکہ بابت کتاب زلزلہ جو کتاب مذکورہ کا محضر نامہ ہے: (سیف حقانی ص ۱۱۱)

دوسرا بڑا ثبوت یہ بیان کیا ہے کہ

"محترم آغا شورش صاحب ایڈیٹر چٹان کا وہ پرچہ ہمارے پاس ہے جس میں آپ نے برٹش لائبریری لندن کے خزانے گورنمنٹ کی ان خفیہ رپورٹوں کی نشان دہی فرمائی ہے" (سیف حقانی ص ۱۱۱)

خدا جانے یہ حوالے نقل کرتے وقت مصنف کی شرم و حیا عقل و دیانت کہاں رخصت ہو گئی تھی۔ خدا جانے مصنف کی اس نابینائی سے معنی گفتگو کا مقصد کیا ہے۔ علامہ ارشد القادری کامرکزی دفتر لندن میں ہے اور امریکہ سے راستہ ملتا ہے۔ بے وقوف کو اتنا پتہ نہیں کہ علامہ ارشد القادری مدظلہ لندن مسلمانان پاک و ہند کی دعوت پر تبلیغ اسلام و سنیت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ ابھی گزشتہ دنوں منشی محمد جو مصنف کے استاد ہیں وہ بھی لندن ہوئے ہیں شاید وہ بھی مصنف کے نزدیک لندن میں اپنا مرکز و دفتر بنانے اور امریکہ سے راستہ لینے گئے ہوں۔ اور پھر یہ بات ہر فنی فہم و شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ علامہ ارشد القادری اپنا مرکز و دفتر تو بنائیں لندن میں اور راستہ لیں امریکہ سے (سوانح قاسمی ص ۱۱۱)

خدا واجب دین دیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے

اور کوئی دیوبندی طفل مکتب یہ تو بتائے۔ یہ راستہ کیا ہوتا ہے؟ یہ کوئی گنگا جمنی زبان



ہے؟ ایسے ہی ہو وہ اور جاننا پرلے درجہ کے بے وقوفانہ الفاظ سیٹ حقانی میں ملیں گے۔ جن کا دنیا کی کسی زبان کی کسی لغت میں وجود نہ ہو۔ باقی رہا محض نامہ وہ ہے کیا؟ کوئی بین دین کی دستاویز ہے۔ حکومت امریکہ کی طرف علامہ ارشد القادری کے وظیفہ مقرر کئے جانے کا ریکارڈ ہے۔ ان کے نام امریکی حکومت کے کسی چیک ڈرافٹ کی وٹو سیٹ ہے؟ آخر ہے کیا؟

”یونائیٹڈ اسٹیٹس لائبریری آف کانگریس“ آپ کے کتاب وہیں کہیں سے حاصل کی۔ یقیناً یہ کتاب امریکہ میں گئے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے مطالعہ پر اس لائبریری والوں نے لائبریری کے لئے حاصل کی ہوگی اور اب وہ ایک خط کے ذریعہ ”فہرست ترتیب دینے کے لئے معلومات حاصل کر رہے ہیں“ اور اس مراسلت میں یہ بھی ذکر ہے:

”ہم اگرچہ انٹارنیشنل کے لئے ہندوستانی کتابیں منظر عام پر لائیں گے“

اقبال سے معذرت کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔

ذرا سی بات تھی اندیشہ خمد نے ہے

بڑھا دیا ہے فقط زیب داستان کے لئے

باقی رہا ایڈیٹر چٹان کا پرچہ تو وہ کونسا پارہ ہے؟ جیسا کہ آپ نے حضرت شیخ فخر محمد قدس سرہ کی کتاب ”سبع سنابل“ کے بارے میں ہم سے پوچھا ہے یہ کونسا پارہ ہے؟ ذرا آپ بھی تو بتائیں یہ ایڈیٹر چٹان کا پرچہ جو آپ کے پاس ہے وہ کونسا پارہ ہے؟ ہم ابھی گزشتہ اوراق میں کہہ چکے ہیں شورش کو ان خفیہ رپورٹوں تک رسائی کس طرح حاصل ہوئی؟ کیا گورنمنٹ کی خفیہ رپورٹیں لائبریریوں میں مطالعہ کے لئے رکھی جاتی ہیں؟ اگر کاہرہ بریلی انگریز کے ایجنٹ تھے تو ان کے خلاف خفیہ دستاویز انگریز نے ان کے دشمن شورش کو کیسے دکھادیں؟ یہ خرد ماغنی نہیں تو اور کیا ہے۔ چٹان سے ماغذ ہی ہی ذرا ان خفیہ رپورٹوں کی تفصیلات تو شائع کریں۔ محض شورش اور چٹان کے نام سے تو کوئی مرعوب نہیں ہو جاتا۔

انگریز پرست کون تھے۔ انگریزی ایجنٹ کون تھے۔ آئیے ہم بتاتے ہیں اور

آپ کے گھر سے ثابت کرتے ہیں جسے دیکھ کر آپ بھی پکار اٹھیں گے

۵۔ دیکھو اس طرح سے کہتے ہیں مخمور سہرا

انگریزی امیر المومنین | دیر بندھی دہلی مکتب فکر میں سید احمد ساکن راستے بیلی کو امیر المومنین قازی مجاہد شہید پر مصلح مجدد وغیرہ القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ کیا تھے؟ یہ کون تھے؟ ذرا اس انگریزی امیر المومنین کا فتویٰ پڑھتے

”ہم سید احمد ایڈ اسامیل قلیل دہلی کپٹی لیٹس سرکار انگریزی پریس سب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گرا دیں۔ کسی کا ملک چھین کر ہمارا شہادت کرنا نہیں چاہتے نہ انگریزوں کا نہ سکھوں کا“ (تاریخ مجید ص ۱۱۱)

لارڈ بیٹسنگ سے معاہدہ

”لارڈ بیٹسنگ سید احمد صاحب کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا وہ ان لشکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا اس میں بین آدمیوں کا باہم معاہدہ ہوا۔ امیر خاں، لارڈ بیٹسنگ اور سید احمد صاحب۔ سید احمد صاحب نے امیر خاں کو اپنی مشکل سے شہر میں لٹا دیا تھا“ (حیات طیبہ ص ۱۱۱)

انگریزی عملداری اپنی عملداری

”..... اس سوانح اور نیز مکتوبات ہنسکے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید احمد صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت سید احمد صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید احمد صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریزی اُس وقت دل سے چاہتی تھی کہ (مخواب میں) سکھوں کا زور کم ہو“

(تاریخ مجید ص ۱۱۱)



”اتنے میں دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار چند پانچویں میں کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری (سید احمد) صاحب کہاں ہیں۔ حضرت (سید احمد) نے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں۔ انگریز گھوڑے پر سے اتر آیا اور قہریلے لہجے میں کشتی پر پہنچا اور مزاج پرسی کے بعد کہا کہ تین روز سے میں نے اپنے ملازم یہاں کھانے کو دیتے تھے کہ آپ کو اطلاع کریں۔ آج انہوں نے اطلاع کی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت سید احمد قافلہ کے ساتھ آج تمہارے مکان کے سامنے پہنچیں یہ اطلاع پا کر غروب آفتاب تک میں کھانے کی تیاری میں مشغول رہا۔ تیار کرانے کے بعد لایا ہوں۔ سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے برتنوں میں منتقل کر لیا جائے (انگریزی) کھانا لیکر قافلہ میں تقسیم کر دیا گیا اور انگریز دو تین گھنٹہ ٹھہر کر چلا گیا۔ (سیرت سید احمد مصنف ابوالحسن ندوی ص ۱۱۱)

بتائیے جناب انگریزوں سے ”راستہ“ کس کو ملتا تھا؟ یہ حال ہے آپ کے انگریزی امیر المؤمنین کا۔

انگریزی مجاہد | بابائے دہلی مولوی اسماعیل قتیل مصنف تقویت الایمان ایک وفادار سپاہی اور جانثار انگریزی مجاہد تھے۔ آپ کے ساری کارناموں میں حسب ذیل باتیں یادگار رہیں گی۔

انگریزوں سے جہاد درست نہیں

”اثنائے قیام کلکتہ میں ایک روز مولانا اسماعیل شہید وعظ فرما رہے تھے مسلمانوں کو غلوک کے حساب سے مشرک بتا رہے ہوں گے کہ ایک شخص نے مولانا سے فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اسکے جواب میں مولانا اسماعیل نے فرمایا کہ ایسی بے دوررا اور غیر متعصب سرکار (انگریزی) پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے۔ (تواریخ عجیبہ ص ۱۱۱)

”اگر کوئی ان انگریزوں پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ (برطانیہ) پر آہٹ نہ آنے دیں۔“ (حیات طیبہ ص ۱۹۳)

پہلا جہاد مسلمانوں سے

”مولوی عبدالحمید صاحب کھڑی (نہیں دہلی) مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلی مصنف تقویت الایمان اور مولوی محمد حسن صاحب رامپوری بھی ہمراہ تھے یہ سب حضرات سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے سید صاحب نے پہلا جہاد سی پور محمد خاں حاکم پاکستان سے کیا تھا۔ (ذکر الرشید حصہ دوم صفحہ بیان مولوی شجاع محمد علی دہلوی)

بتائیے صاحب! یہ یار محمد خاں حاکم پاکستان انگریز تھے۔؟ انگریزوں سے جہاد کا ڈھنڈورہ پیشا جا رہا ہے لیکن ان لوگوں نے انگریزوں کے اشارہ پر جہاد کیا مسلمانوں سے۔ ان کو اکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

مصنف سیف حقانی نے سید احمد صاحب اور اسماعیل قتیل کو شہید بالاکوٹ وغیرہ بھی قرار دیا ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کا قتل کسی جہاد فی سبیل اللہ کے نتیجے میں نہیں ہوا۔ اور کچھ نہیں تو تائید ہزارہی کو اٹھا کر دیکھ لیں جس میں ان کے قتل کی تفصیل یوں ہے۔

وجہ قتل شہید سیالپور

”جرگہ یوسف زئی کے پٹھان جو کہ سکھوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھے احمد علی اسماعیل کے حامی ہو چکے تھے ان کے خاندانوں میں رواج تھا کہ یہ لوگ اپنی لوکیوں کی شاہی دیر سے کرتے تھے۔ مولوی اسماعیل نے غلیظ سید احمد کو اس امر کی اطلاع دی تو غلیظ صاحب نے ان پٹھانوں پر شرعی حکومت کا زور دیکر ان کی لوکیوں میں سے بیس لوکیاں اپنے پنجابی ہمراہیوں سے بیاہ لیں اور کچھ پٹھانوں کو راضی کر کے دو لوکیوں سے خود نکاح کر لیا۔ اس معاملہ سے تمام یوسف زئی جوگہ میں مولوی اسماعیل



اور سید احمد کے متعلق فہرست پھیل گئی اور ان لوگوں نے سید احمد کی ہیبت توڑ دی اور اپنی لوکیں واپس لینے کا مطالبہ کیا۔ مولوی اسماعیل وغیرہ نے انکار کیا پھر سید احمد صاحب اور مولوی اسماعیل نے ان پٹھانوں پر کفر کا فتویٰ صادر کر کے ان سے جہاد کا فرض قرار دے دیا۔ ادھر پٹھانوں نے تنظیم کر لی۔ ادھر مولوی اسماعیل کے ساتھی پنجابیوں نے مقابلہ کیا۔ بالآخر جب پٹھان غالب ہوئے نظر آئے تو ایک روز خود مولوی اسماعیل دہلوی پٹھانوں سے مقابلہ کے لئے نکلے ایک یوسف زئی پٹھان نے ایسی گولی چسپہ کی کہ سب سے اول مولوی اسماعیل کا ہی خاتمہ کر دیا اس کے بعد پنجابی بھاگ گئے اور پٹھان کامیاب ہو گئے۔ (تاریخ ہزارہ)

### نوائے وقت کی شہادت

”مولانا عبید اللہ سندھی کے مطابق سید احمد صاحب کی انتظامیہ کے کارکنوں کا مختلف دیہات میں ایک ہی رات میں موت کے گھاٹ اتارے جانے کا سبب اس علاقے (بالاکوٹ) کے لوگوں کی جوں سال بیوہ لوکیوں کا ”مجاہدین“ سے زبردستی نکاح کرنا تھا۔ غلام رسول مہر نے جو سید احمد صاحب کے بہت مددگار ہیں ان کی حکومت کی تنگ نظری اور تشدد کے کئی واقعات بیان کئے ہیں۔“  
(روزنامہ نوائے وقت ملتان ۲۔ نومبر ۱۹۷۹ء صفحہ اولیہ)

اور صاحب جی شیطانی سے باہر آگئی اسماعیلی تحریک جہاد کا پس منظر واضح ہو گیا گو کتاب فریاد المسلمین ص ۱۱۱ اور اقرار آفتاب صداقت ص ۱۱۱ اور متعدد کتابوں میں بھی ایسا ہی لکھا ہے مگر نوائے وقت کے نوالہ کے بعد مزید کسی حوالہ کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔  
انگریز لینٹینٹ گورنر سے مشورہ

”سید احمد صاحب کے پاس مجاہدین جمع ہونے لگے تو سید صاحب نے مولانا اسماعیل کے مشورے سے شیخ غلام علی رئیس آباد کی معرفت لینٹینٹ گورنر ہالک

مغربی شمالی کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں پر جہاد کرنے کی تیاری کرتے ہیں سرکار کو اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ لینٹینٹ گورنر نے صاف لکھ دیا کہ ہماری عطا دی ہیں اور اس میں غلط نہ پڑے تو ہمیں کچھ سرکار نہیں نہ ہم ایسی تیاری کے مانع ہیں۔ یہ تمام بین ثبوت صاف صاف اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ (اسماعیلی) جہاد صرف سکھوں کے لئے مخصوص تھا۔ سرکار انگریزی سے (دہلی) مسلمانوں (کے پیشوا) سید احمد و اسماعیل دہلوی) کو ہرگز ہرگز مخالفت نہ تھی۔ (حیات طیبہ ص ۱۱۱)

لیجٹ جناب سیف حقانی کے گوارہ مصنف صاحب آپ تو ص ۱۱۱ پر جوڑ توڑ میں پھری کر کے لکھتے ہیں۔ ”دیکھتے اور غور فرمائیے کہ ہمارے (خود ساختہ) انڈیکرہ نتائج شکیک ہیں یا غلط“ مگر ہم نے تو خود کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا۔ شکیک شکیک نشانے لگاتے ہیں۔ آپ کا گھر پورا ہو گیا ہے یا نہیں؟

اور تو اور مصنف سیف حقانی نے ص ۱۱۱ پر یہ ڈانٹ بھی دی ہے۔ ”اس آزادی کے دور میں کیا خبر کوئی سر پچرا حکومت انگلشیہ کی وہ خفیہ رپورٹیں لا کر چھاپ دے۔“ اگر چھاپ دے تو پھر کیا ہوگا۔ آپ خود ہی وہ خفیہ رپورٹیں لے آئیں اور چھاپ دی کسی سر پچرے کا انتظار نہ کریں خود بدولت سر پچرے جو نقد موجود ہیں پھر لکھی کس بات کی؟  
ارداح شلشہ کی شہادت  
”مکمل ہے۔ میں نہ نالوں“ کے زیر مصداق علامہ احمد حقانی یہ کہہ کر بھاگنے کی کوشش کریں۔ ”تاریخ ہزارہ“ اور

نوائے وقت، کوئی ہمارے گھر کے ہیں گھر کے حوالے دو حال لکھ خیر جانیدار حوالہ تو سب سے معتبر ہوتا ہے لیکن ہم بھاگنے دینے والے نہیں ہم گھر تک پہنچا کر دم لیں گے۔ آئیے گھر کے حوالے ملاحظہ کیجئے۔ ارداح شلشہ نامی ایک کتاب جس کو عرف میں ”حکایات اویار“ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اولیاء سے مراد حقیقی اولیاء اللہ نہیں بلکہ مراد مولویان دیوبند و نجد ہیں۔ یہ کتاب امیر اردایات از مولوی امیر شاہ خان صاحب دیوبندی، روایات طیب از قاری محمد طیب دیوبندی، اور اشرف التنبیہ و عاشیہ مولوی اشرف علی بخٹاوی کا مجموعہ ہے اس کا دیوبند اور کراچی کا چھاپہ ہمارے پاس موجود ہے۔ سنئے کیا کہتے ہیں۔



چہل چہاؤ مسلمانوں سے

۹۔ سید صاحب نے پہلا جہاد یا محمدیوں کے حاکم یا غزنیوں کے کیا تھا۔ سید صاحب نے پہلے اپنا قاصد یا محمدیوں کے پاس پہنچایا اور پیغام بھجوایا۔ اس نے جواب دیا، سید سے کہہ دے وہ کبھی عیث بنی کعبہ پر آمادہ ہے؟ اس کے لئے بہترین موقع اس کے جہاز ہی ایک ایک کر کے مارے جا دیں گے۔۔۔۔۔ المختصر روانی ہوئی اور یا محمدیوں کی فوج نے ہزیمت پائی؟ (ارواح غلط ص ۱۸)

شادی اور نکاح کی روایات

”ایک دفعہ کاؤکر ہے سید صاحب نے شادی کی نفی نماز میں کچھ دیر سے آئے۔ مولوی صاحب سکوت کیا شادی شادی کی وجہ سے اتفاقاً کچھ دیر ہو گئی؟ (ارواحِ ثلاثہ ص ۱۱۱)

تفاخلہ والوں سے نکاح کر دیا

۱۰ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ سید صاحب کسی شہر میں گزرے۔ ایک کسی خوبصورت اپنے دروازے پر کھڑی تھی سید صاحب گھوڑے پر سوار ہوا رہے تھے۔ آپ نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا دھڑ تیری پہلی نظر کا وار تو ہے اور پھر چل دیئے تو وہ زخمی بے ہوش ہو گئی اور گھوڑے کے قدموں میں گر پڑی..... حضرت نے تو بہ کرائی اور اس سے دریافت کیا کس سے نکاح کرنا چاہتی ہے؟ راجہ بسمہ مطلب، اس کا کوئی آشنا تھا اس نے اس کی نسبت کہا۔ اس شخص نے انکار کر دیا۔ جب اسی وقت قافلہ والوں (سید صاحب کے ہمراہیوں) میں سے کسی شخص کے ساتھ حضرت (سید صاحب) نے اس کا نکاح کر دیا؟ (ادراج غلطہ مثلاً)

ان گھر کی شہادتوں سے واضح ہوا پہلا جہاں مسلمان حکم یاغستان یا محمد خان سے ہوا۔ اور سید احمد اور اسماعیل دہلوی کا حامی رحمان نکاح کی طرف حد سے زیادہ مائل تھا دوران جہاد

بھی خوبصورت رنگیوں، نوجوان لڑکیوں اور بیوہ عورتوں کو زبردستی نکاح و چاکر اپنی خواہشات کا نشانہ بناتے رہتے تھے۔ یہ ہے اسکا اصلی تحریک جہاد کا پس منظر۔ اس روایت سے تاریخ ہزارہ کی روایت اور نوائے وقت کی شہادت کو تقویت ملتی ہے کہ یوسف زئی قبیلہ کی نوجوان اور بیوہ لڑکیوں سے اپنے قافلہ کے پچھلے ہوئے مجاہدین کا زبردستی نکاح ضرور کیا جاتا تھا۔

**ناقابل تردید تاریخی حقائق** | ہرگز جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ سید احمد اور مولوی اسماعیل اور دیگر داعیہ دیوبندیہ نے کبھی بھی انگریز سے جہاد نہیں کیا بلکہ انگریزی حکومت کو اپنی حکومت اور دھندل گورنمنٹ سے تعبیر کرتے رہے ان البتہ سکھوں سے جہاد کا ڈھونگ ضرور دیا جیسا کہ ہم اوپر مفصل بیان کر آئے ہیں اور آگے بیان کریں گے۔

اپنی گورنمنٹ

”کلکتہ میں جب مولانا اسماعیل دہلوی مصنف تقویت الایمان نے جہاد کا وصف فرمایا  
 مردوں کا اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ  
 انگریز پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے جواب دیا کہ ان (انگریزوں) پر  
 جہاد کا کسی طرح واجب نہیں، ایک تو ہم ان (انگریزوں) کی رعیت ہیں دوسرے  
 ہمارے (روایوں کے) مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں  
 کرتے۔ یہیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ اگر کوئی ان (انگریزوں) پر  
 حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی (روایوں کی) گرفت  
 (برطانیہ) پر آج نہ آئے دیں؟“ رعیت طبع ۱۹۷۷ء مصنف مزاحمت (دہلوی)

بیش مقامات

”آپ و سید احمدؒ کی سوانح عمری اور مکاتیب میں بیش سے زیادہ ایسے مقامات پائے گئے ہیں جہاں کلمے اور اعلانیہ طور پر سید صاحب نے بدلائل بشریٰ اپنے پیروگوں



کو سرکار انگریزی کی مخالفت سے منع کیا ہے۔ (قرآن مجید ص ۳۱۳)

## مولانا محمد اسماعیل پانی پتی کی شہادت

جناب خلیق احمد زلیخا نے ۱۸۵۷ء کا تاریخی روز ناچھ کے دیباچہ میں مدعا پر مہربان احمد خاں مرحوم کے یہ چند فقرے نقل کر کے اور ان کی تائید میں "مہذب" کے سید بنیاد ادا کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "ثابت کرنے کی سعی فرمائی ہے کہ ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف پیدا ہونے والی تحریکوں کے بانی دراصل حضرت سید احمد شہید اور حضرت شاہ اسماعیل شہید ہی تھے اور ۱۸۵۷ء میں جو کچھ ہوا وہ ان دونوں حضرات کی تبلیغ کا ہی نتیجہ تھا مگر اس بیان کو حقیقت سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ حضرت سید احمد بریلوی اور حضرت شاہ اسماعیل صاحب کی عملی زندگی سب پر روز روشن کی طرح عیاں ہے چنانچہ ان حضرات کے انگریزوں سے جیسے اپنے تعلقات تھے وہ کوئی دھکی چپی بات نہیں۔" (مقالات سرسید معد شہزادہ ص ۳۱۳)

○ سید صاحب اور شاہ اسماعیل صاحب نے جو کام نہیں کیا اور جس کے کرنے کا ذمہ کسی اہل پار کیا اس کو خواہ وہ ان کے ذمہ نگار تاریخی کے ساتھ ظلم کرے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ ملک کے آزاد ہونے کے بعد ہر مذہبی جماعت اپنے اپنے اکابر کو انگریز دشمن ثابت کرنے میں مصروف ہے یہی جذبہ شاہ اسماعیل صاحب اور سید صاحب کو انگریز دشمن ثابت کرنے کے لئے مجبور کر رہا ہے۔ (مقالات سرسید معد شہزادہ ص ۳۱۳)

## بانی جماعت اسلامی کی شہادت

بانی جماعت اسلامی جناب مودودی صاحب لکھتے ہیں

"جس وقت یہ حضرات (سید احمد اور اسماعیل دہلوی) جہاد کے لئے اُٹھے ہیں اس وقت یہ بات کسی سے چھپی ہوئی نہ تھی کہ ہندوستان میں اصلی طاقت سکھوں کی نہیں انگریزوں کی ہے اور اسلامی انقلاب کی راہ میں سب سے بڑی مخالفت اگر ہو

سکتی ہے تو انگریز کی ہو سکتی ہے۔ پھر مجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح ان بزرگوں نے سید احمد اور اسماعیل دہلوی کی نگاہ دور رس سے معاملہ کا یہ پہلو ہی اور عمل رہ گیا اور وہ انگریزوں کو چھڑ کر سکھوں سے لڑنے لگے۔" (تہذیب و احیاء دین، اشاعت تیرہویں صفحہ ۱۱)

یاد رہے کہ جناب مولوی اسماعیل صاحب پانی پتی اور مودودی صاحب دونوں سید احمد و اسماعیل پرست ہیں کوئی رضوی بریلوی نہیں ہیں، سید احمد و اسماعیل کو حضرت سید شاہ اسماعیل شہید اور رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہوتے ہیں۔ اور ان کے فضائل و کمالات اور بزرگی کے مزاج ہیں مگر اس امر پر دونوں ہی متفق ہیں کہ سید احمد اور اسماعیل دہلوی کا جہاد انگریز کے خلاف نہیں تھا۔

مصنف سیف عثمانی۔ مقالات سرسید کے نام سے مقرر نہ جائیں۔ مولوی اسماعیل پانی پتی صاحب سرسید کے موقف کی تائید نہیں کر رہے بلکہ حقیقت واقعی کا اعتراف کر رہے ہیں تاریخ بیان کر رہے ہیں اور پھر آپ سرسید سے کہاں بھاگ سکتے ہیں ابھی ہم سوانح کا سی جلد اول اور جلد دوم سے سرسید کا معتبر ہونا ثابت کر چکے ہیں۔ آپ کی اگلی پچھلی ہر گلی بند کر دی ہے کہیں راہ فرار نہیں چھوڑی۔

مولوی مملوک العلی صاحب نانوتوی | آپ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے استاد ہیں اور مولوی اشرف علی صاحب عثمانی کے استاد مولوی محمد یعقوب نانوتوی کے والد ہیں۔ آپ کے حالات زندگی یہ ہیں:

"مولانا مملوک العلی نے دہلی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا اور ۱۸۵۲ء میں دہلی کا مشہور مدرسہ علم مدرسہ غازی الدین دہلی لکچہ میں تہذیبی ہو گیا تو مولانا رشید الدین مودودی ماہوار مشاعرہ پر عربی کے صدر مدرس مقرر ہوئے اور نائب مدرس کی حیثیت سے مولانا مملوک العلی کا سپاس روپے ماہوار پر مقرر ہوا۔ مولانا مملوک العلی کے تقرر کی تاریخ یکم جون ۱۸۵۲ء ہے۔"

در پورہ جرنل کیٹی آف پبلک انٹرکشن برائے سائنس ب محمد امین نانوتوی ص ۱۱۱ (۱۱۱)



### آداب صدیقی حسن خاں سمجھتے ہیں :

” اہل ایمان دینی بود و تہذیب ایشان در علوم و رسید با مولوی رشید الدین خاں است و از طرف فرنگیان تدریس و درجہ اول مدرس دہلی بایشان تعلق است “

وہ مولانا ملک العلی نانوتوی / دہلی کے اکابرین سے تھے اور علوم و رسید میں مولوی رشید الدین خاں کے شاگرد تھے بدرستہ دہلی میں انگریزوں کی طرف سے جماعت اول (دہلی) کو پڑھانے کے لئے مقرر تھے۔ (تاریخ توحید از آداب صدیقی حسن خاں ص ۱۸)

○ ” سر ڈاکٹر دہلی کالج نے ۲ نومبر ۱۸۵۳ء کو ایک رپورٹ میں مولوی ملک العلی کے اضافہ تنخواہ کی سفارش کی تھی ان کو اسی روپیہ ماہوار تنخواہ ملی چاہیے بالآخر مولانا کو درجہ پاس کی بجائے) ساٹھ روپے تنخواہ ملے گی۔

(رپورٹ جنرل کمیشن آف پبلک انسٹرکشن ہندوستان کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۸)

○ ” سر ڈاکٹر دہلی کالج نے مولانا ملک العلی کے لئے لکھا تھا

HE IS VERY GOOD ARABIC SCHOLAR

AND VERY MUCH RESPECTED IN THE CITY.

یعنی وہ عربی کے بہت بڑے فاضل ہیں اور شہر دہلی میں ان کا بہت احترام ہے (رپورٹ جنرل کمیشن آف پبلک انسٹرکشن ہندوستان کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۸)

○ ” دہلی کالج کے تمام انگریز پرنسپلوں کے وہ معتمد رہے۔ کالج کی رپورٹوں سے واضح ہوتا ہے کہ انگریز پرنسپل مولانا ملک العلی پر بہت اعتماد کرتے تھے۔ ہر سال رپورٹ میں ان کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ ایک موقع پر (انگریز) گورنر جنرل بہادر نے مولانا ملک العلی کو انعام سے بھی نوازا ” (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۸)

○ ” مولانا ملک العلی کے صدر مدرس ہونے کی وجہ سے بھی دہلی کالج کی تعلیمی سرگرمیاں یقینی آگے بڑھیں اور مسلمانوں کی ایک ایسی کمیٹیپ آگے تیار ہوئی جس نے نئے (انگریزی) نظام تعلیم میں منسلک ہو کر خاطر خواہ خدمات انجام دیں، مولانا محمد ظہیر (نانوتوی دیوبندی) مدرس اگرہ کالج، مولانا محمد منیر (دیوبندی) مدرس بریلی کالج

مولانا محمد احسن نانوتوی مدرس بنارس و بریلی کالج، مولانا ذوالفقار علی دیوبندی مدرس بریلی کالج و ڈوچی انسپکٹر مدارس، مولانا فضل الرحمن دیوبندی ڈوچی انسپکٹر مدارس، وغیرہ بہت سے (دیوبندی) حضرات ایسے ہیں جو اسی دہلی کالج کے (انگریزی) فیض یافتہ اور تربیت یافتہ ہیں اور کم و بیش ان تمام حضرات نے نئے (انگریزی) تعلیمی نظام میں منسلک ہو کر نمایاں خدمات انجام دیں اور گورنمنٹ (برطانیہ) نے بھی ان (دیوبندیوں) کی خدمات کو سراہا اور حسن صلہ سے نوازا ” (مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۸)

یاد رہے کہ اس کتاب کا تعارف مفتی محمد شفیع دیوبندی نے لکھا ہے جو اس کے مستند ہونے کی دلیل ہے اور ”مولانا“ مناظر احسن گیلانی، دلت موانع قاسمی سمجھتے ہیں :

○ ” ہر حال میرا خیال یہی ہے کہ مولانا ملک العلی کو ایسا طلب علم میں بھی نئے (انگریزی) رنگ و رنگ اوستے (انگریزی) قواعد و قوانین والی اس (انگریزی) درس گاہ کے تجربہ کار موصوفی میسر آیا۔۔۔۔۔ شروع میں مولانا ملک العلی کا تقرر صدر مدرس پر نہیں ہوا بلکہ ہیڈ ماسٹر کی حیثیت میں مددگاروں کی حیثیت میں اس (انگریزی) کالج میں پناہ مولوی جرحام کرتے تھے ان ہی مددگاروں میں ایک مددگار مطہی مدرس کی حیثیت کالج میں آپ کی تھی “ (سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۸)

○ ” مولانا ملک العلی صاحب جو کہ مولانا محمد منیر صاحب کے والد اور مولانا رشید احمد مولانا محمد کاسم صاحب کے استاد ہیں دہلی میں دارالافتاء سرکاری مدرسہ تھا جس میں ملازم تھے “ (الہادی ماہ عثمان ص ۱۳۲)

○ ” تہذیبی بیان میں آپ سن چکے ہیں کہ حضرت مولانا ملک العلی دلی کے ملک کالج میں سرکاری ملازم تھے “

اس موقع پر ہم تاریخی کرام و انصاف پسند حضرات سے التماس کریں گے کہ وہ خود خود کریں کہ انگریز گورنر جنرل دہلی مدرس اور دہلی کالج بناتے اور علماء تیار کرانے کی کیا ضرورت تھی اور کیوں وہ اس کے لئے روپیہ پانی کی طرح بہا رہا تھا آخر اس کا کیا مقصد تھا؟ ظاہر ہے کہ وہ عیسائیت کی بجائے اسلام کی تبلیغ کے لئے تو یقیناً ایسا نہیں کر سکتا



آخر اس میں کیا راز ہے اور پھر وہ نافرستہ اور دیوبند کے علماء کے سوا کسی پر اعتماد ہی نہ کرتا تھا۔ مولوی مملوک العلوی نانوتوی کے تربیت یافتہ دیوبندی و نانوتوی علماء کو ملک کے کابجوں میں کیوں پیسے یا چار ہاتھ؟

اس کا جواب اس کے سوا کچھ بھی نہیں تھا کہ لارڈ میکالے کے ان اصولوں پر عمل کرنا مقصود تھا:

### لارڈ میکالے کے اصول

”ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیے جو ہم میں اور ہماری گردنوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہیے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے، الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔“  
(مسلمانوں کا روشن مستقبل ص ۱۵۰ بحوالہ میر با سو ۱۸۵۷ء)

بتائیے جناب یہ مترجم کون تھے؟ لارڈ میکالے نے لکھا تھا:

”عربی کالج کی مشین میں جو کل پڑے ڈھلے جاتے تھے ان کے متعلق طے کیا گیا تھا کہ سورت و شکل کے اور دیگر بیرونی لوازم کے حساب سے تو وہ مولوی ہوں اور مذاق و رائے اور سمجھ کے اعتبار سے آزادوی کے ساتھ حق کی تلاش کرنے والی جماعت ہو۔“ (سوانح قاسمی جلد اول ص ۹۹ و ص ۱۰۰)

لو صاحب! بڑی رازداری کے ساتھ اس بات کو سوانح قاسمی کے مصنف نے خود ہی کھول دیا کہ ”بیرونی لوازم کے حساب سے تو وہ مولوی ہیں“ آگے میکالے کے اصول کو لٹائی کے پردہ میں چھپا کر پیش کیا ”اور مذاق اور رائے، الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔“ کو اتھ کی صفائی سے یوں کر دیا ”مذاق و رائے اور سمجھ کے اعتبار سے آزادوی کے ساتھ حق کی تلاش کرنے والی جماعت ہو۔“

بہر حال اس تحریف سے اصل بات پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اب ہمیں مسٹر میکالے کے وضع کردہ اصولوں کی روشنی میں دیکھنا یہ ہے کہ (۱) انگریز کا مترجم کون تھا؟ (۲) انگریزوں کے عربی کالج دہلی میں کون سے کل پڑے ڈھلے گئے؟ دیوبندی

کتب و سوانح کی روشنی میں سب کچھ کھلم کھلا موجود ہے۔ لارڈ میکالے کے اصولوں کی تعبیر کا شکر ان کوئی ایسی راز نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو:

### گٹاؤ فری ہیگینس کی کتاب کا ترجمہ

”مولانا محمد احسن (نانوتوی دیوبندی) نے دہلی کالج میں انگریزی بھی پڑھی تھی ان کے تعلیمی بیاض میں خود مولانا محمد احسن کے ہاتھ کی بعض تحریریں ہیں، مولانا محمد احسن نے سر سید احمد خاں کی فرمائش پر گٹاؤ فری ہیگینس (انگریز) کی کتاب کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا..... مولانا محمد احسن (نانوتوی دیوبندی) نے نیچرل فلاسفی پر ایک مضمون لکھا تھا جو مسٹر ٹیڈ پرنسپل ولی کالج کی نگرانی میں دوسرے طبع ہوا۔“

(کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۲۵)

”مولوی عبدالحق صاحب (بابائے اردو) نے اپنی کتاب مرحوم دہلی کالج میں ایک بچہ لکھا ہے کہ ایک کتاب کے عربی کے لئے تیس ہزار روپے کی منظوری دی گئی۔“

پھر لکھتے ہیں:

”اگر ترجمہ ایسا ہوتا جو سمجھ میں نہ آتا تو اس کی تشریح کے لئے مترجم کو معقول تنخواہ پر مایوس رکھا جاتا۔“ (سوانح قاسمی جلد اول ص ۹۹ از مولوی شاد احمد گیلانی بحوالہ مرحوم دہلی کالج)

ثابت ہوا انگریز بہرہ کے مترجم اکابر علماء دیوبند تھے۔

باقی رہا یہ کہ انگریز نے اپنی پالیسی کے تحت اپنے کالج میں کون سے کل پڑے ڈھلے وہ ہم ابھی کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۵۰ سے ثابت کر چکے ہیں

”مولانا مملوک العلوی کے صدر مدرس ہونے کی وجہ سے بھی (انگریز کے) دہلی کالج کی تعلیمی سرگرمیاں یقینی آگے بڑھیں اور مسلمانوں (دیوبندی علماء) کی ایک ایسی کیپیڈ تیار ہوئی جس نے سنے (انگریزی) نظام تعلیم میں شک شک ہو کر خاطر خواہ خدمات انجام دیں۔ مولانا محمد ظفر (نانوتوی دیوبندی) مدرس آگرہ کالج، مولانا محمد نیر (دیوبندی) مدرس بریلی کالج، مولانا محمد احسن (نانوتوی مدرس بنارس و بریلی کالج، مولانا ذوالفقار علی



دیوبندی مدرس بریلی کالج و ڈپٹی انسپکٹر مدارس مولانا فضل الرحمن دیوبندی ڈپٹی انسپکٹر  
مدارس توغاس ان کے اعزہ واجاب ہیں

ہ میں جناب وہ کل پڑنے جو انگریز نے دہلی کالج میں ڈھالے اور استحصال کئے۔  
مولوی محمد یعقوب نانوتوی | آپ مولوی مملوک علی نانوتوی کے صاحبزادے اور مولوی  
اشرف علی نقوی دیوبندی کے اساتذتے۔ آپ بھی  
انگریزی "فیض فیضیاب" ہونے، ملاحظہ ہو

"اس کے بعد (مولانا) چالیس روپے ماہوار مشاہرہ پر لازم ہو کر انگریزی گورنمنٹ  
کالج اٹریہ چلے گئے اور پانچ سال تک وہاں رہے اس کے بعد سہارنپور میں ڈپٹی انسپکٹر  
مدارس کے عہدہ پر ان کا تقرر ہوا۔" کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی (مکمل)

"جب ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ کو مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند قائم ہوا تو مولانا  
محمد یعقوب صدر مدرس مقرر ہوئے۔ اس وقت مولانا محمد یعقوب سرکاری خدمت سے  
سبکدوش ہو چکے تھے۔" (۱۵۷۷ محمد احسن مکمل)

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی | آپ مدرسہ دیوبند کے بانی ہیں۔ آپ بھی  
انگریزوں کے دہلی کالج کے تربیت یافتہ ہیں۔  
آپ کے مختصر حالات یہ ہیں۔ مذکورہ علماء ہند کے مصنف مولوی رحمان علی صاحب لکھتے ہیں۔

"ہند از تراغ علوم چہلے مدرسہ انگریزی واقع دہلی تعلق گرفت۔"  
(مذکورہ علماء ہند مکمل) لکھنؤ پریس ۱۹۱۳ء

ارواحِ ثلاثہ کی شہادت

مولانا حبیب الرحمن صاحب (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) نے فرمایا کہ مولانا  
قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں مولانا مملوک علی صاحب سے جب تعلیم پاتے  
تھے تو دہلی کے (انگریزی) کالج میں مولانا کا نام داخل تھا۔

(ارواح ثلاثہ حکایت ۲۵۵ ص ۳۱)

انگریز کے چلے جانے کے بعد ۱۲۸۳ھ میں سرمنظر احسن گیلانی نے اپنی مولوی قاسمی  
میں مولوی محمد حبیب الرحمن صاحب سابق مہتمم مدرسہ دیوبند جیسے مولوی قاسم نانوتوی صاحب  
کے معاصر کی اس روایت کو محض لفظی کے زور سے جھٹلانے کی ناکام کوشش کی ہے  
لیکن سوانح "مولانا" محمد احسن نانوتوی میں انہیں اس بات پر نشانہ لگایا ہے ملاحظہ ہو

مولوی محمد یعقوب نانوتوی کا تائید ہی بیان  
اور کتاب مولانا احسن نانوتوی کی شہادت

"مولانا منظر احسن گیلانی نے مولانا حبیب الرحمن مرحوم سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند  
کے اس بیان پر "مولانا نانوتوی دہلی میں مولانا مملوک علی سے جب تعلیم پاتے تھے  
تو دہلی کے (انگریزی) کالج میں نام مولانا کا داخل تھا۔" کو بلاوجہ نشانہ کشید بنالیا ہے  
ورنہ مولانا حبیب الرحمن مرحوم نے بھی مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی بات کو دہرایا ہے  
مولانا محمد قاسم نانوتوی کے دہلی سے اس تعلق کے انکار کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی؟  
(کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی مکمل)

مدرسہ دیوبند لیٹیننٹ گورنر  
کے عینیہ معتمد مسٹر پامر کا معائنہ و تحقیق

"۳۱ جنوری ۱۸۷۷ء بروز یکشنبہ لیٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز  
مسٹر پامر نے اس مدرسہ دیوبند کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا  
اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں

جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ  
یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔ جو کام پچیس ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ میسر کرتا  
ہے وہ یہاں ایک سو سو چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے۔ یہ مدرسہ خلاف سرکار برطانیہ  
نہیں بلکہ موافق سرکار محمد معاون سرکار برطانیہ ہے۔" کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی مکمل



یاد رہے کہ اس کتاب کا تصانیف مفتی محمد شفیع دیوبندی نے لکھا ہے۔

**مدرسہ دیوبند کے مدرسین و ملازمین**  
**گورنمنٹ برطانیہ کے قدیم ملازم مال پذیر شہر تھے**

(مدرسہ دیوبند کے کارکنوں اور مدرسین کی اکثریت) "ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ  
وانگلشیڈ کے قدیم ملازم اور مال پذیر شہر تھے جن کے پاسے میں گورنمنٹ (دیوبند)  
کو شک و شبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ تھی" (سوانح قاسمی جلد دوم ماشیہ صفحہ ۱۸)

**مولوی رشید احمد گنگوہی** مولوی ملوک اعلیٰ صاحب نانوتوی کے شاگرد رشید  
مولوی محمد قاسم نانوتوی کے استاذ بھائی تھے قتادہ  
رشیدیہ اور اداد الملوک وغیرہ کتب کے مصنف اور مولوی محمود الحسن دیوبندی کے پیرو رشید  
ہیں۔ آپ کی سوانح عمری بنام تذکرۃ الرشیدیہ مشہور دیوبندی مولوی عاشق الہی میرٹھی نے  
مرتب کی ہے۔ آپ انگریز بہادر کے سچے ہائشاد و وفادار تھے۔ آئیے تذکرۃ الرشیدیہ  
کی روشنی میں بات کریں تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ بھوٹے الزام لگاتے ہیں۔

**سرکار انگریزی کا فرمانبردار ہوں** جب آپ پر غلط فہمی کے باعث بغاوت  
کا الزام لگا تو آپ نے صاف فرمایا:

"میں جب حقیقت میں سرکار انگریزی حکومت کا فرمانبردار رہا ہوں۔ تو  
بھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیگانہ ہوگا اگر مارا بھی گیا تو سرکار (انگریزی حکومت)  
مالک ہے اسے اختیار ہے جو پاسے کرے" (تذکرۃ الرشیدیہ جلد اول صفحہ ۱۸)

دیکھئے مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاف صاف اقرار کر رہے ہیں میں حقیقت  
میں سرکار انگلشیہ کا فرمانبردار رہا ہوں اور مجھ پر بغاوت کا الزام بھوٹا ہے۔ سرکار انگلشیہ  
کو اپنا مالک و مختار بھی تسلیم کر رہے ہیں۔

○ تذکرۃ الرشیدیہ حصہ اول صفحہ ۱۸ پر الزام بغاوت اور اس کی کیفیت کے زیر عنوان  
صاف لکھا ہے:

"جن جنگ آزادی کے مجاہدین کے سرور پر سوت کھیل رہی تھی انہوں نے گنجی  
کے امن و عاقبت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا اور اپنی رحمدل گورنمنٹ (انگلشیہ)  
کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا" (تذکرۃ الرشیدیہ حصہ اول صفحہ ۱۸)

**سرکار انگلشیہ کے باغیوں سے**  
**رشیدیہ و قاسمی جنگ**

ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے  
رفیق جانی مولانا قاسم العلوم نانوتوی، پلیسب مددعانی اعظم حضرت حاجی (امداد اللہ)  
صاحب ونیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے راستہ میں بندہ قیدیوں سے مقابلہ  
ہو گیا یہ خبر آدما ویر پتھا اپنی سرکار انگلشیہ کے مخالف باغیوں کے سامنے سے  
بھاگتے یا بھاگتے جانے والا تھا اس سے اہل پہاڑ کی طرح پناہ کر ڈٹ گیا اور سرکار  
انگلشیہ پر جانفاری کے لئے تیار ہو گیا اللہ رستہ شجاعت و جہاد مولوی کو جسور  
ہوں کہ منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا ذہرہ آپ جو بھٹے دار  
چند فیر باغیوں میں تھوڑی سی جہم غیر بند قیدیوں کے سامنے ایسے جسے گویا نہ ہیں  
سے پاؤں پڑنے میں تھیں" (تذکرۃ الرشیدیہ حصہ اول صفحہ ۱۸)

منابت ہوا مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم صاحب جانی مدرسہ دیوبند  
ان کے اپنے بقول اپنی سرکار انگلشیہ کی حمایت میں مسلمانوں سے جو فردی سے پاسے  
تھے۔ اور یہ بھی دیکھئے ان پر بغاوت کا بھوٹا الزام لگانے والے کون کون تھے۔ برقی  
راز داری کے ساتھ اس بات کو خود ہی کہوں دیا۔ فرماتے ہیں:

**بغاوت کا بھوٹا الزام**

"جب بغاوت و فساد کا قصہ فرو ہوا اور رحمدل گورنمنٹ (انگلشیہ) کی حکومت  
نے دوبارہ غلبہ پاکر باغیوں کی سرکوبی شروع کی تو جن بڑوں مسندوں کو سوت میں



کے چنی ہوئی کارکنی پارہ نہ ملتا نہ ہوئی تھی تہنوں اور بھری کے پیشے سے مرگئی  
چیراہ اپنے کارکنوں میں انہوں نے اپنا رنگ چھایا اور مولوی محمد قاسم مولوی رشید احمد  
جیسے ان گوشہ نشین حضرات پر بھی لٹاؤ کا دھمکا، الزام لگایا اور بھری کی

(مذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۱۱۷)

اس سے ثابت ہوا کہ آج مولوی بھری مولوی مسٹف مسٹف کی طرف دیوبندی دہلی  
جہانگیر آبادی کا ہیرو ثابت کرنے کے لئے تاریخ کو مسخ کرتے ہیں وہ ان حضرات پر  
جوئی تہمت لگاتے ہیں۔ مگر یہ عجیب بات کہ ہم ان حکومت انگلیش کے فرمانبرداروں  
ن فرمانبردار ہی ثابت کریں تو آجکل کے دیوبندی دہلی جان ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ  
ہم ان کے اکابر پر جوئی تہمت لگا رہے ہیں

انگریز کے مناجیات ولی خیر خواہ

ہمیں کہ آپ حضرات مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہی  
اپنی مہربان سرکار (انگلیش) کے ولی خیر خواہ تھے تا زیست ولی خیر خواہ ہی ثابت  
رہے (مذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۱۱۷)

حوالہ جات تو مذکرۃ الرشید سے مزید نقل کئے جا سکتے ہیں مگر اختصار مانع ہے کیونکہ  
ان اور بھی بہت سے فرمانبرداروں اور ولی خیر خواہوں کا تذکرہ کرنا ہے۔ لہذا آئیے  
دیوبندی قوم کے انگریزی حکیم الامت کا تھوڑا سا ذکر ہو جائے۔ کیونکہ آپ تھوڑی  
ہی بات پسند کرتے تھے

دیوبندی شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد  
دی اشرفی تھانوی دیوبندی

صاحب عثمانی جمعیت العلماء ہند کے  
اند لو جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں:

”دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور  
آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے

لگایا کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت (بھاری) کی جانب سے دیئے جاتے تھے  
اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم نہ تھا کہ  
روپیہ حکومت دیتی ہے مگر حکومت ایسے عنوان سے دیتی تھی کہ اس کا شعبہ  
بھی نہ گورنر تھا (مکالمۃ الصدیقین ص ۱۱۷)

بتایا جائے کہ تھانوی صاحب کیا انگریزوں کے ہر دہائیہ دہائی پیشوا تھے یا استاد  
تھے آخر چھ سو روپیہ ماہوار جو آج کے چھ ہزار سے بھی زیادہ ہے آخر کس خدمت  
کے صلہ میں دیتی تھی اور تھانوی صاحب کے حواس کہاں گم ہو گئے تھے انہیں چھ سو  
روپیہ ماہوار جتنی بڑی رقم کے ماہوار ہاتھ آنے کا پتہ بھی نہ پڑتا تھا کہ کون دیتا ہے  
کیوں دیتا ہے اور کس لئے دیتا ہے۔؟

انگریزوں نے ہمیں آرام پہنچایا

”ایک شخص نے مجھ (مولوی اشرف علی تھانوی) سے دریافت کیا تھا کہ گوتھاری  
حکومت ہو جائے تو انگریزوں کے ساتھ کیا برتاؤ کر دے گی میں نے کہا حکومت بنا کر  
رکھیں گے کیونکہ جب خدا نے حکومت دی ہے تو حکومت بنا کر ہی رکھیں گے مگر  
ساتھ ہی اسکے نہایت راحت و آرام سے رکھا جائے گا اس لئے کہ انہوں نے  
(یعنی انگریزوں نے) ہمیں (دیوبندیوں کو) بہت آرام پہنچایا ہے۔“  
(الاقاضات الیومیہ حصہ چہارم ص ۲۹۷ زیر طعوظ ص ۱۳۳)

تبلیغی جماعت اور انگریزی و طبیعت

”مولانا حفیظ الرحمن صاحب (سیو بار دی ناعم اعلیٰ جمعیت العلماء ہند) نے کہا کہ  
مولانا ایسا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداء حکومت کی طرف  
سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا۔“  
(مکالمۃ الصدیقین ص ۱۱۷) مرتبہ مولوی طاہر احمد قاسمی دیوبند







میں علماء حق اپنے عمل سے بتاتے رہے۔ یہ دور وہ پینے والے جنوں نہ تھے۔  
(سیف حقانی ص ۱۳)

مصنف نے ص ۱۳ پر باب نہم مولانا فضل حق خیر آبادی اور رضا خانیوں کا وجہل کے نام سے قائم کیا ہے اور رنگ برنگی بن کر انیوں اور بدتر بانیوں کے بعد ایک ایک بات کو دس دس بار لکھنے کے بعد احساس کمتری میں مبتلا ہو کر بکتا ہے۔

(۱۰) "پوری اور سینہ زوری کی مشہور عالم کدورت سنتے تو ہمیشہ سے آئے تھے یہ رنگ و لہجہ رضا خانیوں کے دیکھے کو کس غیرہ پیشی اور ڈھٹائی سے مجاہدین آزادی کی قربانیوں کو اپنے کھاتے میں دکھانا چاہتے ہیں۔" (سیف حقانی ص ۱۳)

پھر لکھتا ہے اور شک بار کر جھکا مارتا ہے،

"یہ (حق بریلوی) دعویدار ہیں زور سے جبر سے دھمکانی سے جیسے بن پڑے دعوئی ہے کہ ہم شہداء ہیں دہلی کے معرکے کے ہیرو تھے۔ کیسے بھائی وہی بات علامہ فضل حق، خیر آبادی اور خدا کے بند اس بے چارے و علامہ فضل حق خیر آبادی سے تمہارا دبیریوں کا) کیا واسطہ وہ کیا لگتے تھے تمہارے۔؟" (سیف حقانی ص ۱۳)

علامہ حقانی کا کتنا بازاری و ناو لانا اور سحرانہ انداز تحریر ہے۔ مداروں کے انداز میں بکتا ہے اور بے زورہ شیخی بگھارتا ہے۔ یہ ہیں وہ چار چوٹی کے دوسرے اور ناپاک دعوے جن کو کتاب میں متعدد جگہ بے ڈھنگے انداز میں دہرایا گیا ہے۔ اگرچہ ہم نے اسی باب میں اکابر دیوبند کی انگریز پرستی کے عنوان سے ان اور اس قسم کے جھوٹے اور بے بنیاد دعوؤں کی اچھی طرح چھڑی اڑی ہے۔ لیکن مختصر جواب یہاں بھی ضرور عرض کریں گے۔

بے دلیل دعوؤں کا جواب | مصنف کی یہ ڈھٹائی اور سینہ زوری ہے کہ وہ جھوٹ اور غلط باتوں کو پورے وثوق و اعتماد کے انداز میں پیش کرتا ہے۔ دیوبندی ملاؤں میں یہ کمال شائد گنتی کے چند ہی افراد کو

حاصل ہو۔ دن کو راستہ اور راست کو دن کہنا اور اس پر ہم جانا علامہ حقانی ہی کا کمال ہے مصنف نے جو بے دلیل دعوے کئے ہیں، ان کے جوابات یہ ہیں:

۱۔ مصنف کو اس قدر سفید جھوٹ بولنے سے قبل مشہور دیوبندی مولوی عاشق ابینی میرٹھی کی کتاب تذکرۃ الرشید دیکھ لینی چاہیے تھی مگر دیکھے تو وہ جس نے چرچا برپا ہو اور یہی بات کہی ہو۔ ان کے مذہب نامہ مذہب ہیں (معاذ اللہ) خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے تو پھر یہ خود جھوٹ کیوں نہ لیں۔ ہر حال تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۳۷ و ص ۱۳۸ پر اس معرکہ اور حافظ خاسن کے ہلاک ہونے کے متعلق یوں لکھا ہے:

"حضرت امام ربانی دیوبندی رشید گنگوہی، اپنے رفیق جانی مولا قاسم العلوم (دلاؤ قوی) اور بللیب روحانی المعروف حاجی صاحب دین حافظ خاسن صاحب جہاد تھے کہ ہندو قہوں سے مقابلہ ہو گیا۔ یہ خبر آنا دلیہر جتھا اپنی سرکار انگلش کے مخالف بانیوں کے سامنے سے بھاگے اور ہٹ جائے والا نہ تھا اس لئے اہل چھائی کی طرح پراچا کر ڈٹ گیا اور سرکار انگلش پر جانفاری کئے لے لیا ہوا گیا۔۔۔ چنانچہ آپ پر فیریں ہوئیں اور حضرت حافظ خاسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیر ناف گولی لگا کر شہید بھی ہوئے۔" (تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۳۷ و ص ۱۳۸)

۲۔ صاحب بقی قیامت سے باہر آگئی۔ چلا پتہ تقاضا ہون کے میدان اور حافظ خاسن کی شہادت کا۔؟ یہ سرکار برطانیہ پر علامہ دیوبند کی جانفاری تھی۔ یہ لوگ انگریز دشمنوں اور ایسٹ انڈیا کمپنی سے برسر پیکار مجاہدین آزادی سے اپنی سرکار کی حمایت میں لڑ رہے تھے نہ کہ گورنمنٹ و سرکار برطانیہ سے لڑ رہے تھے۔

خود کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خود

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

آپ اپنے گھر کے جواب اور اپنے اکابر کے بیان و کلام سے بھی مطمئن نہ ہوں اور دوسرے حضاروں کی طرح دیکھا پڑا ہے کہ حضرت گنگوہی کی چھ ماہ قید کس غرض کے لئے آئیے یہ بھی اپنے گھر والوں ہی سے پوچھتے۔



”جب بغاوت و فساد کا قصد فرمایا اور محمد علی کو مفت لے کر مست سنے دو بارہ غلبہ پاکر باغیوں کی سرکوبی شروع کی تو جن بزدل مفسدوں کو سوائے اس کے پتی رہائی کا کوئی چارہ نہ تھا کہ جھوٹی پکھی تہمتوں اور بختری کے پیشے سے سرکاری خیر خواہ اپنے کوئی سر کریں انہوں نے اپنا رنگ جمایا اور ان گوشہ نشین مغزات (مولوی رشید گنگوہی) مولوی تھانوی وغیرہ، یہ بھی بنا دیتے کہ الزام لگایا اور یہ بختری کی کوٹا شاد (دہون) کے فساد میں اصل الاصول یہی (دیوبندی) لوگ شامل تھے اور شامی کی تحصیل پر حملہ کرنے والی جی (گنگوہی) کا گروہ مقابلی کی رد کانوں کے چھپر انہوں نے تحصیل کے دروازہ پر جمع کئے اور اس میں آگ لگا دی یہاں تک کہ جس وقت آدھے کوڑیل گئے ابھی آگ بجھنے بھی نہ پانی تھی کہ ان بڈرطانوں نے جلیبی آگ میں قدم بڑھانے اور جھڑکتے ہوئے شعلوں میں گھس کر خزانہ سرکار و بھٹانیہ کو لوٹا تھا۔ حالانکہ یہ مکمل پریش فاذکش نفس کش (دیوبندی گنگوہی) انو تو ہی (حضرات فسادوں سے کوسوں دور تھے) (مذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۱۱۷)

گنگوہی کے چچ مہینہ حوالات میں رہنے کی یہ وجہ تھی جو گنگوہی صاحب کے موافق نگار نے بتائی ان گوشہ نشینوں پر بغاوت کا جھوٹا الزام لگایا گیا وہ تو اس فساد (جنگ آزادی) سے کوسوں دور تھے۔ اور پھر یہ سوچنے کی بات ہے جیسا کہ مصنف سیف قتانی نے خود بھی لکھا ہے کہ حضرت گنگوہی چچ مہینہ حوالات میں رہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بغاوت کی سزا چھ ماہ قید ہوتی ہے۔ بغاوت کے الزام میں عباد میں اہل سنت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ کو تو پھانسی کی اور کالے پانی کی سزا دی جا رہی ہے لیکن گنگوہی جی کو صرف چھ ماہ حوالات کی سزا دی جا رہی ہے یہ کیا ہے؟ وجہ صرف یہ تھی کہ گنگوہی صاحب کی گرفتاری بغاوت کے الزام میں ہوتی تھی ورنہ وہ حقیقی طور پر سرکار انگلشیہ کے باغی نہ تھے اور جب تفتیش میں ثابت ہو گیا کہ گنگوہی سرکار بھٹانیہ کا باغی نہیں ہے تو چھ ماہ کے بعد چھوڑ دیا۔ یہ بات بھی مولوی رشید احمد گنگوہی کے تذکرہ نگار نے بڑی صاف گوئی سے بیان کر دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

”حضرت امام ربانی قطب الارشاد مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کو اس سلسلہ میں امتحان کا دوسرا مرحلہ کرنا تھا اس لئے گرفتار ہوئے اور چچ مہینہ حوالات میں بھی رہے آخر جب تحقیقات اور پوری تفتیش و چھان بین سے کالشنین فی نصف النہار ثابت ہو گیا کہ آپ پر جماعت مفسدین کی شرکت کا محض الزام ہی الزام اور ہتھان ہی ہتھان ہے اس وقت (گنگوہی صاحب غیر مشروط) رہا کئے گئے۔“  
(تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۱۱۷)

**گنگوہی کا اپنا اعتراف** | مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اپنے خلاف سن کر کہہ رہے تھے :

”میں جب حقیقت میں سرکار ڈگریمنٹ انگلشیہ کا فرمانبردار رہا ہوں تو (بغاوت کے) جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکانہ ہو گیا۔“  
(تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۱۱۷)

**مولوی رشید گنگوہی کا عدالتی بیان اور ربانی حکم**

”جس وقت (مولوی رشید احمد گنگوہی) حاکم کے حکم سے عدالت میں بلائے جاتے تو ظاہر ہو کر بے تکلف گنگوہی کہتے جبر و (حاکم) دریافت کرتا ہے تکلف اس کا جواب دیتے تھے آپ نے کسی کوئی کلمہ و یا کہ یا زبان کو مؤثر نہیں کہا۔ کسی وقت جان پہچانے کے لئے تعقیب نہیں کیا جو بات کہی اس کی اور جس بات کا جواب دیا خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر بالکل واقع کے مطابق اور حقیقت حال کے موافق کبھی آپ سے سوال ہوا کہ رشید احمد تم نے مفسدوں و مجاہدین آزادی کا ساتھ دیا اور فساد کیا؟ آپ جواب دیتے ہمارا کام فساد کا نہیں نہ ہم مفسد و مجاہدین تحریک آزادی کے ساتھی۔ کبھی دریافت ہوتا کہ تم نے سرکار ڈگریمنٹ برطانیہ کے مقابلہ میں ہتھیار اٹھائے؟ آپ اپنی تسبیح کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہمارا ہتھیار تو یہ ہے۔ کبھی حاکم دھمکانا کہ ہم تم کو پوری سزا دیں گے۔ آپ



فرمانے کیا مضائقہ ہے مگر تحقیق کر کے۔ ایک مرتبہ حاکم نے پوچھا کہ تمہارا پیشہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کچھ بھی نہیں مگر زمیندار ہی غرض حاکم نے ہر چند تحقیق کیا اور تجسس و تفتیش میں پوری کوشش صرف کر دی مگر کچھ ثابت نہ ہوا۔۔۔۔۔ آخر بری کے گئے اور فیصلہ سنایا گیا کہ رشید احمد رہائے گئے۔  
(ذکرہ الرشید پیر احمد ص ۱۵۷ صفحہ ۱۵۷)

گنگوہی صاحب خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر عقیدہ بیان دے رہے ہیں۔ نہ میں تمہا بہرین آزادی کا ساتھی نہ میں نے ہتھیار اٹھائے۔ نہ میں نے سرکار انگلشیہ کے خلاف بغاوت میں حصہ لیا مگر مصنف سیف حقانی لوگوں کی آنکھوں میں دھول چھونکنے کے لئے اس کے برعکس کہہ کر گنگوہی کو تحریک آزادی کا علی بابا بنا رہا ہے  
۳۔ شرم اس کو سبک نہ ہو آتی

۴۔ رہا بالاکوٹ کا معاملہ اس پر ہم گزشتہ اوراق میں مفصل روشنی ڈال چکے ہیں اور تاریخ ہزارہ۔ روزنامہ نوائے وقت جتان ۲ نومبر ۱۹۷۷ء۔ مقالات سرسید ص ۳۸ حصہ شانزدہم، تجدید و احیاء دین، حیات طیبہ، تواریک عجیبہ، سیرت سید احمد، اوراق شمشاد کے حوالوں سے بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور مفصل عرض کر چکے ہیں۔ اس کا جواب و انشاء اللہ مصنف اور اس کے اکابر سے ماقیام قیامت میں ملے گا۔  
وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں خار ہے

کے چارہ جوتی کا وار ہے یہ وار وار سے یاد ہے

۵۔ اب سینے مجاہد اہل سنت فاتح افرنگ علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی بات جن کے متعلق ہے بصیرت و اندر سے مصنف نے آنکھیں بند کر کے یہ سوال کیا۔ وہ کیا جگہ تھے تمہارے؟

بتاؤں وہ تمہارے کیا جگہ تھے سنو وہ وہی علامہ فضل حق خیر آبادی ہیں جنہوں نے عقائد و اہل کی دہلیاں اڑائیں۔ مسئلہ شفاعت و دیگر مسائل میں اسماعیل قبیل سے مناظرہ کر کے اس کو عاجز و ساکت کیا اور اسماعیل شہید بیٹی نجد کے رو میں تحقیق الفتی

نامی مدلل کتاب تحریر فرمائی اور انکار شفاعت وغیرہ سے متعلق تئوتیرہ الایمان کی عبارت کفر پر دہریہ الفاظ شرعی صریح فرمایا۔

” قائل اس کلام لاطال ازروسے شرعاً سبیل کافر و بیدین است ہرگز مومن و مسلمان نیست؟“ دلیف الجہار صفحہ ۱۵۷ تحقیق الفتی از علامہ خیر آبادی قدس سرہ

یہ وہی مولانا فضل حق خیر آبادی ہیں جن کے والد کا نام گرامی مولانا فضل امام کوہا بیت کے لئے موت کا پیغام ہے۔ یہ وہی مولانا فضل حق خیر آبادی ہیں جن کے متعلق سوانح قاسمی میں مذکور ہے۔

” مولانا اسماعیل شہید اور مولانا فضل حق خیر آبادی دو مولانا عبدالحق خیر آبادی کے والد ماجد تھے، ان دونوں بزرگوں میں باوجود ہمدردی ہونے کے مسئلہ استقلال نظیر پر علمی زور آزمائیوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ آخر میں بات بہت دور تک پہنچ گئی اسی کے بعد ولی العہدی غلامان کے ویشی علماء اور خیر آبادی کے معقولاتی مولویوں کے درمیان اختلاف کی فلیج بہت زیادہ وسیع ہو گئی تقریر و تحریر میں علمی حدود سے تجاوز کر کے سب و مستقیم پر لوگ اتر آئے۔“  
(سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۱۵۷ و ۱۵۸)

پھر حاشیہ میں لکھا ہے:

” مولانا اسماعیل، شہید کی اس سدھی سادھی بات کو مولانا فضل حق صاحب نے منطقی زور آزمائیوں کی جولا نگاہ بنالیا دونوں طرف سے موٹی موٹی سٹیں شائع ہوئیں؟“  
(حاشیہ صفحہ ۱۵۸)

بتائے جناب! علامہ فضل حق خیر آبادی قدس سرہ ہمارے نگہ تھے یا تمہارے گتے تھے۔ آخر تم نے تاریخ اور حقائق کو منہ کرنے کا شیکہ کیوں اٹھالیا ہے؟  
اور پھر اسکاں کذب کے مسئلہ کا تو آپ کو بھی اعتراف ہے کہ علامہ فضل حق خیر آبادی قبیل و اہلومی کے سخت خلاف تھے۔ یہ کوئی معمولی بات ہے ہنسی مذاق کی چیز ہے۔



علامہ خیر آبادی بھی

انگریز کے ایجنٹ تھے

علامہ اعتقانی سیف اعتقانی میں ہم سے پوچھتا ہے کہ وہ کیا گتے تھے تمہارے! ہم بھی پر پختے ہیں کہ وہ کیا گتے تھے تمہارے۔ جبکہ دیوبندی کلمہ پستلی ضیاء القاسمی غلام آبادی اسسٹنٹ سیکرٹری جملی سواد اعظم غلام غانی اہل سنت صاف صاف کہتے ہیں:

”اس گروہ و اہل سنت بریلوی کتب فکر کی ابتداء خیر آباد کے ایک مولوی (فضل حق) سے ہوئی وہ علامہ فضل حق، انگریز کا معروف ایجنٹ تھا۔ (دہشت روزہ افریضیا لاہور ۳۰۔ اپریل ۱۳۴۵ھ ص ۱۰۰)

اب خود ہی بتاؤ علامہ فضل حق ہمارے تھے یا تمہارے تھے۔ اگر تمہارے تھے تو قتیل دہلوی کے متعلق ان کے شرعی فتویٰ پر ایمان لاؤ۔ تقویت الایمان کو پھر نکال دو اور بقول ضیاء القاسمی انگریز کے اس معروف ایجنٹ کو اپنا کہہ کر خود بھی انگریز کے دلال بنو۔ اگر علامہ فضل حق اپنے جملہ عقائد سمیت تمہارے نہیں اور بفضلہ تعالیٰ یقیناً نہیں تو پھر اس حقیقت کا اعتراف کرو کہ دیوبندی علما اپنی انگریز پرستی پر پردہ ڈالنے اور عوام کو مغالطہ و فریب دینے کے لئے دوسروں کو بلاوجہ اور بلا ثبوت انگریز کا ایجنٹ قرار دیتے ہیں اور یہ مرض دیوبندی قوم میں عام پایا جاتا ہے اور اس مرض کے جراثیم ہر دیوبندی کے خون میں شامل ہیں

الزامات کی گردان

خدا جانے مصنف سیف اعتقانی نے کسی ضبط اور جنون کی کیفیت میں مبتلا ہو کر یہ ناپاک کتاب لکھی تھی اس سے بحث نہیں کہ اس میں زلزلہ اور تبلیغی جماعت کے کسی ایک حوالہ کو بھی نہیں جھٹلایا گیا یا جواب دیا گیا۔ ہمیں تراشوس اور تعجب اس بات پر ہے اس نے اگرچہ کتاب کے دس باب نامتے ہیں مختلف عنوان قائم کئے ہیں مگر انگریز پرستی کا ہر بیان ہر جگہ نظر آتا ہے۔ عنوان خواہ کچھ ہی ہو انگریز انگریز کا دورہ پڑے کہ اور الزامات و خرافات کے اعادہ و گردان میں کچھ حیا و محسوس نہیں کرتا۔ ملاحظہ ہو ایک ہی بات

بار بار بار بار بار

مسئلہ دار السلام و دار الحرب ص ۱۰ و ص ۱۱ و ص ۱۲ وغیرہ پر موجود ہے۔ رشید گنگوہی کی قید اور حافظ ضامن کے قتل کے قصے ص ۱۰ و ص ۱۱ و ص ۱۲ پر موجود ہیں مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف الزام تراشی ص ۱۰ و ص ۱۱ و ص ۱۲ پر موجود ہے۔ گدی نشین مارہرہ کے خلاف بازاری بکواس ص ۱۰ و ص ۱۱ و ص ۱۲ پر موجود ہے۔

الغرض پوری کتاب الزام تراشی کی گردان پر مشتمل ہے۔ یہ کیا زلزلہ کا جواب ہے یہ کیا تبلیغی جماعت کا زوسہ۔ دھماکہ۔ سوانح اعظمت۔ سیف اعتقانی۔ بریلوی فتنہ کا نیاروپ۔ آخر آپ زلزلہ کے کتنے جواب دیں گے۔ کتنے جوابات سے آپ مطمئن ہوں گے۔ آخر کیوں آپ پر دن کا چین اور رات کی نیند حرام ہو گئی ہے۔ کہیں یہ سارے جواب آپ کی سن گھڑت تاویلات کا بھانڈا تو نہ پھوڑ دیں گے۔ آپ کو کسی طرح سکون نہیں آ رہا۔ آپ احساس کمتری میں مبتلا ہیں اور زلزلہ موت کا پیغام بن کر گردن پر کھڑا ہے اور نقد جواب کا مطالبہ کر رہا ہے اور کرتار سے گا۔ مصنف کو معلوم ہونا چاہیے الزام لگانا آسان اور جرم ثابت کرنا مشکل ہوتا ہے۔ جوڑ توڑ اور گھینچا تانی کر کے کسی کو مجرم قرار نہیں دیا جاسکتا حوالہ جات ایسے واضح اور قطعی غیر مبہم ہونے چاہئیں جیسے ہم نے نقل کیے ہیں۔

دیوبندی دفاع کا

ایک نیا حربہ

موجودہ دور کے دیوبندیوں و بابیوں نے علامہ اہل سنت کے دلائل و براین سے عاجز آ کر اپنی کتابوں کے مختلف ریڈیشنوں میں ترمیم و تحریف شروع کر دی ہے کیونکہ وہ نہ تو اپنی غلطی کا اعتراف ہا نہ سمجھتے ہیں نہ تو وہ رجوع کرتے ہیں نہ اپنے اکابر سے اظہار بیزاری و لاتعلقی کرتے ہیں۔ مگر چونکہ علامہ اہل سنت کا دباؤ بڑھ رہا ہے اور عوام میں ان کی کوئی رکیک و ذلیل تاویل نہیں سنی جاتی، ہر میدان میں ان کو پسپائی ہو رہی ہے لہذا اب انہوں نے اسی میں بہتری سمجھی ہے کہ اپنی کتابوں میں



تربیم و تحریک کی جانے اور آئندہ چھپنے والی کتابوں میں قابل اعتراض عبارات کو شامل نہ کیا جائے۔ اب تک ہمارے مطالعہ میں جو واقعات آئے ہیں ان میں فتاویٰ رشیدیہ، تحذیر الناس، حفظ الزمان کے نئے اور پرانے ایڈیشن میں نئے ایڈیشنوں میں پڑانے ایڈیشنوں کے برعکس کافی تحریف کی گئی ہے۔ اس کا اگر ضرورت پیش آتی تو ہم مفصل ذکر کریں گے۔

تاریخ کرام کی ضیافت طبع کے لئے ہم اس وقت صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ شاملی اور تھانہ بھون کے واقعات کے متعلق جو کچھ مولوی عاشق الہی صاحب میرٹھی نے مذکورہ الرشید حصہ اول میں تحریر کیا تھا سوانح قاسمی جلد ۲ میں شاملی اور تھانہ بھون کے ان تمام واقعات کو مولوی مناظر احسن گیلانی نے تلف کر دیا ہے جس سے دیوبندی اکابرین کا انگریزوں کو رحمدل گورنمنٹ کہنا اور خود کو گورنمنٹ انگلشیہ کا فرمانبردار کہنا ثابت تھا۔ ایسا کیوں؟

سبہ خودی سبہ سبب نہیں غالب

کچھ تو ہے جس کا پردہ داری ہے

اس میں محض صرف یہ ہے کہ مذکورہ الرشید جس وقت چھپا تھا اس وقت ان کا آقا انگریز یہاں موجود تھا حکومت کا کنٹرول اس کے ہاتھ میں تھا لہذا اس وقت انگریزی حکومت کو رحمدل گورنمنٹ اور بنا دست کرنے اور ہنگ آزاوی لانے والے مجاہدین کو باغی بکھا اور خود کو سرکار انگلشیہ کا فرمانبردار ثابت کیا اور سرکار انگلشیہ کو اپنا مالک و مختار سمجھا۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید ص ۳۰۰ منہ پہلا حصہ۔

یاد رہے کہ مذکورہ الرشید ۱۸۵۷ء کی طبع شدہ ہے۔ جب انگریز ہندوستان پر قابض تھا اس وقت انگریز کی قصیدہ خوانی میں ان کا مقام تھا۔ اب جبکہ انگریز سرحد و دفع ہوا ملک آزاد ہو گیا تو ان کا فائدہ اس میں ہے کہ انگریز کی تعریف نہ کی جائے اور دوسروں پر انگریز پرستی کے الزامات لگائے جائیں۔ لہذا انگریز کے جانے کے بعد رشیدیہ میں چھپنے والی سوانح قاسمی میں شاملی اور تھانہ بھون کے وہ واقعات تلف کر دیئے جس سے انگریز کی دغا داری اور انگریز پر ہانٹاری

کا ثبوت ملتا تھا ملاحظہ ہو سوانح قاسمی جلد ۲۔

لہذا مصنف سیف حقانی نے کال سکرمی سے وہی واقعات لکھے ہیں جو سوانح قاسمی میں مذکور ہیں۔ انگریزی عہد میں چھپنے والے مذکورہ الرشید کے حقیقی واقعات کو دیدہ و نستہ پوشیدہ رکھا گیا۔

یہ سب ان کا دین و ایمان ہوا کا رخ دیکھ کر ہوا کے ساتھ چلتے ہیں۔ آج انگریز یہاں ہوتا تو سوانح قاسمی میں وہی ہوتا جو مذکورہ الرشید میں ہے نئے اور جوئے واقعات گھڑنے اور حقائق پر پردہ ڈالنے کی نوبت نہ آتی۔





صحیح عقائد پیش کریں گے۔ جو عقائد تقویٰ کے ہیں ان کا راز عشق ازہام کریں گے۔  
 خدا کی توہین کا الزام  
 مصنف نے بڑے لطافت سے ص ۲۵ پر مداح المحضت کے حوالہ سے چند اشعار نقل کئے ہیں اور ان کو بڑے عمدہ معاذ اللہ خدا کی توہین قرار دیا ہے وہ اشعار یہ ہیں :

کس کے آگے اچھے چیلانیں گدا	چھوڑ کر در آپ کا احمد رضا
گر مصیبت میں کوئی پاسہ آتا مدد	دفع فرما دیں بلا حضرت اعلیٰ رضا
ناگ سے اب جو مانگتا ہے محب	دیتے والا ہے اعلیٰ ہمارا رضا
دین دنیا میں میرے ہیں آپ میں	ہیں ہوں کس کا آپ کا احمد رضا
کون دیتا ہے مجھے کس نے دیا	ہو دیا تم نے دیا احمد رضا
دونوں عالم میں ہے تیرا آسرا	ہاں مدد فرما شہا احمد رضا

اس پر ہم مصنف اور اس کے بڑے بڑوں سے یہ کہنا چاہیں گے اگر وہ "مداح المحضت" مذکورہ بالا اشعار اس ترتیب سے دکھادیں تو ہم مصنف کی حیثیت کے مطابق اس کو مبلغ بیس روپیہ نقد انعام دیں گے۔

اور پھر اس کو معاذ اللہ قسم معاذ اللہ خدا تعالیٰ کی توہین کیونکر قرار دیا جاسکتا ہے جبکہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرات اولیاء اللہ قدس سرہ اصرار جم کی امداد و اعانت حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کی امداد ہے کیونکہ یہ اولیاء اللہ ہیں کہ اولیاء اللہ سے دعوت اللہ اور بفضلہ تعالیٰ دینا اور امداد و اعانت فرماتا یعنی مالدار کرنا مجربان خدا کے لئے ثابت ہے۔ قال ربنا تبارک و تعالیٰ وما نقول الا ان اعاننا اللہ ورسولہ من فضله اور انہیں کیا برا لگا یہی ذکر انہیں دولت مند کرویا اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے۔

اور پھر اس کو کیا کہیے مرثیہ گنگوہی معتمد مولوی محمود الحسن دیوبندی میں تو اس سے کہیں زیادہ ہے جبکہ دیا بندہ اچھا کرام و اولیاء عظام کی امداد و عطا کے قائل بھی نہیں۔ ملاحظہ ہو شیخ دیوبند مداح مولوی گنگوہی میں کہتے ہیں :

## باب دوم

○○○○○○○○○○

### عقائد اہل سنت

○○○○○○○○○○

مصنف سیف حقانی کا پائلین ملاحظہ ہو۔ اس نے بڑے عمدہ اہل سنت و جماعت بریلوی مکتب فکر کے جو عقائد خود گھڑ کر ان کے ذمہ لگائے ہیں وہ مختلف صفحات پر بکھرے پڑے ہیں اور باب کی بندش سے آزاد ہیں اور ایک دوسرے سے متضاد و مختلف ہیں۔ ملاحظہ ہو :

صفحہ ۳۸ پر خدا کی توہین۔ صفحہ ۳۶ پر قرآن کی توہین۔ صفحہ ۴۱ پر خدا کی توہین۔  
 صفحہ ۴۴ کوک شامسر۔ صفحہ ۵۰ توہین رسالت۔ صفحہ ۵۶ انکار شفاعت۔ صفحہ ۷۵ پر رضا خاں سب سے اونچا۔ صفحہ ۶۶ پر نصرانی و سنان و حرم۔ صفحہ ۷۷ رضا خانی توحید و رسالت۔ صفحہ ۶۹ پر رضا خانی قاضی الحاجات و رضا خانی مکہ مدینہ اور خدا۔ صفحہ ۷۰ رضا خانی جنت و قبر و شریعت کا کلمہ۔ صفحہ ۷۲ ورو میں رد انفس و خواص کی اتباع۔ صفحہ ۷۳ رضا خانی وصایا۔ صفحہ ۷۵ بریلوی دین کا قرطاس ابیض۔ صفحہ ۸۵ پر واحدانیت خدا کا مذاق۔ صفحہ ۸۷ خدا کی عدالتی اور رسول کی ختم نبوت کا انکار۔ صفحہ ۹۰ پر فرقہ رضا خانی کی رفض تواریاں۔ صفحہ ۹۴ داعیان تشلیث۔ صفحہ ۹۸ رضا خانی دین کا ماخذ مسیحیت۔ صفحہ ۱۲۰ پر دوسرے یہودی کا اسوۂ مسیہ۔ صفحہ ۱۷۱ رضا خانی شریعت کے ارکان عشرہ حبیبہ عزرائیل قائم کر کے من گھڑت الزامات کو اہل سنت و جماعت کے عقائد قرار دیکر بڑی ڈھٹائی اور بے شرمی سے ان کا جاہلانہ انداز میں رد کر کے شیخی گجھاری اور شونی دکھائی ہے۔ حوالہ حاجت و عبارات میں سخت خیانت اور تحریف سے کام لیا ہے ویدہ و افشرہ غلط معنی پہنائے گئے ہیں۔ ہم اس باب میں اہل سنت کے



۱۱۔ غریب دعا جو دیکھیں گی کیا اور کدھر جائیں  
۱۲۔ خواجہ دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب  
ہوئی ہے یہ زبان غفلت کی جنت میں بہانی  
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی  
(مرثیہ گنگوہی ص ۹)

۱۳۔ خدا ان کا رہی وہ مرلی تھے غفلت کے  
۱۴۔ بدھ کو آپ مال تھے ادھر ہی جی ہی دائر تھا  
۱۵۔ ہر ایک جس نے دھرم دی دوسری جا ہو گیا گمراہ  
وہ میرا بھائی تھے کہیں کیا نفس ترانی  
(مرثیہ گنگوہی ص ۱۰)

در حقیقت ان اشعار میں خدا تعالیٰ کی قرین ہے کیوں کہ ان میں دیر بندہ  
شیخ الہند خدا تعالیٰ سے پرچہ رہا ہے۔

خواجہ دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب  
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی  
کیا معاذ اللہ رب تعالیٰ خود مجبور و بیکس ہے جو اس سے پرچھا جا رہا ہے کہ دین و دنیا  
کے خواجہ کہاں لے جائیں قبلہ حاجات روحانی و جسمانی رشید گنگوہی تو مرگمشی ہیں مل  
گیا۔ آئیے اس شعر (۱۵) پر غماز دیوبند کا فتویٰ ملاحظہ ہو

۱۔ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی کے یہ معنی ہوں کہ وہ خود بخود بلا حق تعالیٰ کی منظوری  
و اجازت کے حاجات پوری کرنے والے ہیں تو یہ شرک ہے کفر ہے اس سے تو نفی  
ہے۔ اور اگر یہ معنی ہوں کہ وہ دعا کریں گے اور اللہ تعالیٰ سب خواجہ پوری کریں  
گے یہ درجہ حاصل ہے تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے یہاں ثابت اوروں کے  
یہاں ثابت نہیں۔ شعریوں پر چھوئے،

۲۔ خواجہ دین و دنیا کے فقط اللہ سے لیں گے  
وہی ہے قبلہ حاجات روحانی و جسمانی  
نعتا جلیل امجدہ قاضی مفتی حامد اشرفیہ مسلم آباد لاہور

«شوال ۱۳۹۳ھ»

۱۔ حاجت روا خواہ حاجات دنیوی ہوں یا اخروی ہوں صرف اللہ تعالیٰ سے اور  
کوئی نہیں ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو حقیقتاً حاجت روا سمجھے وہ بھگم  
قرآن مشرک ہے پینا نیچے ارشاد ہے وَمَنْ يَتَّخِذْ مِنْ  
دُونِ اللَّهِ إِلَهًا فَإِنَّ يَتَّخِذُ مِنْكُمْ كُفْرًا إِنَّ إِلَهًا لَّهُ يَوْمَ الْحِسَابِ  
وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ بِالْغُيُوبِ

عبد الرشید مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی  
۱۰ شعبان ۱۳۹۳ھ

(ماخوذ شیخ گنگوہی غماز دیوبند کی نظر میں ص ۳)

اسی طرح تیسرے شعر میں مولوی رشید احمد گنگوہی کو مرلی غفلت کہا گیا۔ غفلت جمع  
غفلت کی ہے تو پورے مدغم کا مطلب یہ ہوا۔ خدا ان (رشید احمد گنگوہی) کا مرلی پلٹے والا  
تھا اور مولوی رشید احمد گنگوہی مرلی غفلت پوری خلقت اور تمام جہان کے پلٹے والے  
تھے۔ اور پھر چوتھے شعر میں تو کمال ہی کر دیا۔ بدھ کو آپ (مولوی رشید احمد) مال  
تھے ادھر ہی جی ہی دائر تھا۔ میرے قبلہ میرے کعبہ تھے مقانی سے ختانی  
یہ ہے تنقید خداوندی — ذرا قبلہ و کعبہ کہنے کے متعلق خود گنگوہی صاحب  
کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے لکھتے ہیں :

سوال : قبلہ و کعبہ یا قبلہ دارین کعبہ کو دین یا قبلہ دینی و کعبہ دینی یا مثل ان  
الفاظ کے القاب و آداب ..... کسی کو تحریر کرنے جائز ہیں یا نہیں حرام ہے  
یا غیر حرام مکروہ تحریمی یا تنزیہی  
الجواب : ایسے کلمات مدح کے کسی کی نسبت کہنے اور لکھنے مکروہ تحریمی ہیں  
لقولہ علیہ السلام مالا فظرو فی الحدیث رواہ البخاری و  
المسلم جب زیادہ حدیث نبوی سے کلمات آپ کے واسطے مندرج  
ہوئے تو اور کسی دوسرے کے واسطے کس طرح درست ہو سکتے ہیں۔

(فقط واللہ اعلم رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰)



اور پھر چوتھے شعر میں تو مدعی کر دی۔ مدعو کو آپ رشید گنگوہی جی ملتے اور یہی حق بھی دائر تھا۔ گریا حق گنگوہی جی کے اشاروں پر چلتا ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔  
مصنف سیف حسانی کو مدح اعظم کے شعر تو نظر آگئے اور اس نے بڑے غم خود اس کو خدا تعالیٰ کی توہین جی قرار دے دیا۔ لیکن وہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی کوئی کہہ نہ سکا۔ وہ اپنے پیڑ پر ایتھہ حضرت نور محمد صاحب علیہ الرحمہ کی مدح میں ان کو مدح کہتے پکارتے ہوئے نکلتے ہیں!

مہم ہو اسے نور محمد خاص محبوب خدا بند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ  
تم مددگار مد امداد کو پھر خوف کیا عشق کی پڑ سکے ہیں کاپتے ہیں دست پیا  
لے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا آمر اوٹیا میں ہے از بس تہاری ذات کا  
امداد الشاق صلیا و مشاہد امدادین صلیا

بتائیے ان اشعار کے متعلق کیا فتویٰ ہے! یہ اشعار مولوی رشید احمد گنگوہی نے امداد السدک میں بھی لکھے ہیں۔

**حاضر و ناظر کا اطلاق**  
منہ پر بعد از ان خدا حاضر و ناظر نہیں کہتا ہے خدا کی تو زمین ملاحظہ ہو حنفی سلسلہ اسلام میں ملت فرماتے ہیں: "اللہ عز وجل کہنے لفظ حاضر و ناظر خاص نہیں" اس کے بعد طالع جی بے چین طبیعت کے ساتھ لکھتا ہے تو حضور والا پھر کس کے لئے خاص ہے اگر عام ہے تو کس کس کے لئے۔ اس کے ساتھ ہی طالع جی نے دو تین آیات بھی نقل کر دی ہیں جو اس مفہوم کی ہیں "خدا تمہارے ساتھ ہے" حالانکہ بات حاضر و ناظر کے اطلاق سے متعلق مورسی ہے مگر یہ جاہل حاضر و ناظر کے معنی و مفہوم کو کیا سمجھے اس نے اپنی جہالت و حماقت کا جھنڈا ضرور ڈالنا ہے کاش کہ یہ جاہل مطلق مفہوم و اصطلاح اور صحیح بخاری انوار المصباح الشیر دغیرہ میں حاضر و ناظر کے معانی تلاش کرتا تو اس قدر کھلی جہالت کا مظاہرہ نہ کرتا۔ عالم میں حاضر و ناظر کے شرعی معنی یہ ہیں کہ قسمت قدسیر والا ایک ہی جھگڑا کہ تمام عالم کو اپنے کف و دست کی طرح دیکھے اور

تریب و تعبیر کی آوازیں سننے یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کرے خواہ یہ روحانی طور پر ہو یا جسمانی طور پر ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام و بزرگان دین کو یہ طاقت حاصل ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ شخص اقدس علیہ من جن ابونید اور عسلی کی شہادت سے ہے اور علامہ الغیب ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ صفت اور شان قرآن عظیم سے ثابت ہے اور ہم انبیاء و رسل علیہم السلام کو علی الاشیء قدسیت سخن اقرب الیہ من جیل الوریثہ۔ عالم الغیب نہیں ہستے اور حاضر و ناظر ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے نہ کسی آیات و احادیث میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہا گیا نہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنہ میں حاضر و ناظر کا نام شامل ہے نہ صحابہ کرام یا تابعین یا ائمہ مجتہدین یا سلف صالحین میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کے لئے حاضر و ناظر کا نام استعمال کیا۔ اور نہ یہ نام اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔ یہ مصنف کی اپنی مرضی ہے کہ وہ بے نگام ہو کر جس چیز کو چاہے اللہ تعالیٰ کی توہین قرار دے۔ اور دل کی بجز اس نکالے متلاشیان حق و انصاف اگر پائیں تو اس سلسلہ میں ہمام اہل سنت مجتہدین و ملت اعظم حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ کی تصانیف مبیہ اور کتاب جہالت و رسالہ تسکین الخواطر و تفرغ الذمہ ہی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔  
مصنف نے اس سلسلہ میں جو چند آیات نقل کی ہیں وہ قطعی بے محل ہیں۔ اولاً اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے کے اثبات میں نہیں۔ دوم ان میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر نہ کہنے کو ان میں توہین قرار نہیں دیا۔ مصنف کو چاہیے کہ وہ بے موقع و بے محل آیات نقل کر کے اپنی قرآن دانی کا رعب جمانے کی بجائے اس مفہوم کو آیات نقل کر کے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر نہ ماننا اس پاک ذات کی توہین ہے۔

**اختیارات و تصرف**  
مصنف نے جنون و لہو بیت سے مغلوب ہو کر حنفی سلسلہ اسلام میں اس کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے

"حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں تمام جہان حضور







اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے۔

نیز لکھ دیا:

○ الذین آمنوا بالرسول المبین الاھی الذین یجدونہ مکلفاً  
عنکم فی الشرائع والاحکام یا مشرکین یا مشرکون یا یحییون  
عنکم انکم لا تعلمون العظیمات ولا تحرم علیہم الحلیات و لیخرج  
عنہم (مشرکین) والاعمال انکم کانتم علیہم وہ لو کہ کہ پیر و یو کریں گے  
اس بھیجے ہوئے غیب کی باتیں بتانے والے اسی کی جیسے لکھا پائیں گے اپنے  
پاس قریت و انجیل میں وہ انہیں حکم دے گا بھلائی کا اور روکے گا برائی سے  
اور وہ ل کرے گا ان کے لئے ستمی چیزیں اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں  
اور آمادے گا ان پر سے ان کا بھاری برجہ اور سخت تکلیفوں کے طوق جو  
ان پر ہوتے۔

معلوم نہیں وہابیوں کو اوصاف قرآن پڑھنے اور اوصاف کو نظر انداز کرنے اور غلط معنی  
پہنانے کا مرض کیوں ہے۔؟ یا ان کو مذکورہ بالا آیات نظر نہیں آتیں۔

مصنف سیف حقانی کو یہ بھی گوارا نہیں کہ کوئی مسلمان یہ کہے کہ حضور نبی اکرم  
رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ مصنف  
نے اپنے نقل کردہ اسی حوالہ میں بڑھم خود اس کا بھی مستحضرانے کی کوشش کی یہی کچھ  
بابائے وہابیت قتیل و بڑی کوتاہی ہے کہ

” رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا “ (تقریب الایمان ص ۶۵)

اب اس احمق اور اس کے گرد بابائے وہابیت کو کون سمجھائے کہ تمہیں قرآن کا  
نام لے کر قرآن عظیم کی تکذیب کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ کیا قرآن عظیم میں یہ  
نہیں ہے وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی اور کیا حدیث قدسی میں یہ نہیں  
ہے کُلُّهُمْ یُطِیْعُوْنَ رَضًا وَاَنَا اَطْلُبُ رَضًا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہ ہوتا تو  
کعبہ قبہ کیونکر قرار پاتا۔؟ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
کے چاہنے سے مسلمان نہیں ہوئے۔؟ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے  
سے ثوبا ہوا سورج واپس نہیں ہوا۔ چاند و منکھڑے نہیں ہوا۔؟

ایک طرف تو حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام حتیٰ کہ سید الانبیاء۔ صلیب خدا  
نائب خالق ارض و سما محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسے معجزات و عقائد ہیں۔  
دوسری طرف اپنے حلاقوں کے متعلق کھلم کھلا کہتے ہیں

” نہ رکا پردہ نہ رکا پردہ نہ رکا۔ اس کا جو حکم تھا سیف قضاۃ میرم  
(مرثیہ گنگوہی ص ۱۱۱)

مولوی رشید گنگوہی کا حکم قضاۃ میرم کو کاشنے والی تلوار تھا۔ اور اسی پر بس نہیں  
آگے لاحقہ ہوا۔

” مردوں کو زندہ کیا زندہ کو مرنے نہ دیا۔ اس میحانی کو دیکھیں ذریٰ ابی مریم  
(مرثیہ گنگوہی ص ۱۱۱)

اور پھر حق تو گنگوہی جی معاذ اللہ اشاروں پر چلتا ہے۔

” جدھر کو آپ مانتے تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا۔ میرے قبہ میرے کہتے تھے حقانی سے حقانی  
(مرثیہ گنگوہی ص ۱۱۱)

مولوی رشید احمد گنگوہی جی کو تو یہ شان ہے انہوں نے۔

حضرت قاسم دادا کو مرنے نہ دیا۔ بلکہ زندہ ہی رکھا علی وجہ اتم  
(مرثیہ گنگوہی ص ۱۱۱)

بتائیں دیوبندیت کی دیواریں منہدم کر دینے والی ان مبالغہ آرائیوں کا ان کے پاس  
کیا جواب ہے جو ان کے اپنے بقول شرک ٹاس غدا حقانی کی اور قرآن کی توہین اور نہ جانے  
کیا کیا ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آنکھوں پر پرچی باندھ اپنی سیف حقانیہ میں کھایا  
خوار ہے کہ:



”رضا خانی دین کے پرستاروں نے صاف صاف کہہ دیا۔  
خدا کے پنے ہیں، جو وحدت کے رکھالیکہ۔ جو یکتا ہے ہیں سے ہیں کے مصطفیٰ سے  
(سیف حقانی ص ۱۱۲)

ازام تو بڑی فراخ دلی سے لگا دیا لیکن یہ نہیں بتایا۔ رضا خانی دین کے پرستاروں  
نے یہ کہاں بکھلا ہے۔ اور کچھ نہیں تو چٹان کا ہی حوالہ دے کر خدا کا کم از کم پر فیصلہ  
رہی ہی کا نام لے دینا تھا۔ بلا دلیل و ثبوت ازام تراشی کرنا اور پھر زبان درازی کے  
بل بوتے پر یہ کہنا ”کیا یہ فقہ اور اس کی خطرناکی قادیانی دہال سے کم ہے؟ خود وہاں  
و کذاب ہونے کا کھلا اعتراف ہے یا نہیں؟ اگرچہ ہم نے جنفی مسئلہ اسلام نامی  
کوئی کتاب چھ نہیں دیکھا۔ مگر اپنے تجربہ بھر ہی بنا پر ان کی تراش تراش سے واقفیت  
کے باعث اس کے نقل کردہ حوالوں کی چوری صاف محسوس کر رہے ہیں اہل سنت  
کے ذمہ وہ عقائد تھوڑے جارہے ہیں جن کا ان سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ ہم بہتر جانتے  
ہیں کہ علماء اہل سنت کے عقائد و نظریات کیا ہیں۔ اور وہ ہر کس انداز میں کہتے ہیں  
اور پھر یہ بات ثابت نہیں کہ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری قدس سرہ کی کوئی  
کتاب جنفی مسئلہ اسلام کے نام سے موجود ہے۔ اگر بالفرض یہ کتاب ہو بھی سہی تو یہ  
یقین نہیں کہ علامہ مرحوم نے اس انداز میں یہ باتیں کہی ہوں جو مصنف کہہ رہے ہیں اور  
اگر بالفرض یہ بھی کچھ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب علیہ الرحمۃ کا عقیدہ تسلیم کر لیا جائے  
تو پھر اس کی زد دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری پر بھی پڑے گی۔  
کیونکہ دیوبندی شیخ التفسیر اور سابق امیر جمعیت العلماء اسلام آنجنابی احمد علی لاہوری  
ان ہی علامہ ابوالحسنات کی بہت عزت و تعظیم کرتے تھے جن کو دیوبندی مصنف  
معاذ اللہ منکر قرآن ٹھہرا رہا ہے۔ ملاحظہ ہو

”ایک دفعہ مولانا داؤد غزنوی کی دعوت پر ان کے مدرسہ شیش محل میں  
میں گت تھی حضرت (مولوی احمد علی) پہلے سے کسی پر تشریف فرما تھے مولوی  
صاحب اور مولانا ابوالحسنات (سید محمد احمد لاہوری) بعد میں تشریف لائے حضرت

شیخ (احمد علی) ہر روز اصحاب کے لئے کرسی سے اٹھ کھڑے ہوتے اور آگے بڑھ کر ان کو  
ٹکے لگایا۔ (دہشت روزہ خدام الدین ص ۱۰۸) (سیف حقانی ص ۱۱۳)

اور پھر شیخ کی تحریک تحت نام نہوت کی مرکزی مجلس عمل کا صدر مولانا ابوالحسنات صاحب  
کو تسلیم کرنے والے یہی دیوبندی اکابرین عطا اللہ بنہاری۔ احمد علی لاہوری۔ عبد اللہ غلامی  
وغیرہ تھے۔ لہذا وہ مصنف سیف حقانی کے بتول ایک منکر قرآن کو اپنا صدر بنا کر خود بھی  
منکر قرآن ہونے۔ مذکورہ بالا اور اس قسم کے بہت سے دیوبندی علماء مصنف کے اس  
فتویٰ سے نہیں بچ سکتے۔

مگر مصنف کا یہ سانا تانا بانا ہی غلط ہے اور اس کی چوری کاپی ہیں اس سے  
بھی ہوتا ہے کہ اس نے سیف حقانی کے ص ۱۱۳ پر قرآن کی توہین کے زیر عنوان شرح استدلال  
صاحب کے حوالہ نقل کیا ہے :

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری خدائی طاقت دی گئی ہے جب ہی تو  
خدا کی طرح متعارف ہیں اور خدا کے نائب کل“

اور کشف ضلال دیوبند ص ۱۱۳ کے حوالہ سے لکھا ہے :

”قرآن و حدیث کے خلاف پر بزرگوں کے قول سے سد پکڑنا جائز ہے“  
(سیف حقانی ص ۱۱۳)

ہم دیوبندیوں کے اس کذاب مصنف کو منہ لگانے کو تیار نہیں۔ جب آدمی جھوٹ  
برتنے پر کمر باندھ لے تو اس کو کیا کہا جائے۔ مگر ہم اس کذاب کے استاذ منشی محمود کو  
چیلنج کرتے ہیں کہ وہ میدان میں آئیں اپنے کذاب شاگرد کے مذکورہ بالا دونوں حوالہ جات  
ثابت کرنے کے ہم سے ایک ہزار روپیہ نقد انعام حاصل کریں۔ اور ہم مزید ایک ہزار روپیہ  
اس پر انعام دیں گے کہ کوئی یہ ثابت کر دے کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا  
فاضل بریلوی قدس سرہ یا کسی بھی عالم اہل سنت کی کوئی کتاب کشف ضلال دیوبند کے نام  
سے دنیا میں موجود ہے۔ ہم چیلنج کرتے ہیں کہ ان دونوں کتب تو کیا اگر سیدنا اعلیٰ  
قدس سرہ کی کسی کتاب سے یہ الفاظ ثابت کر دیں تو ہم اس کو ایک ہزار روپیہ



دیں گے۔ مصنف بے شرعی سے کہتا ہے "گل مک گنی" حالانکہ ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹ دی حد تک گنی۔ حقیقت یہ ہے کہ نام نہاد سیف حقانی جیسی سرفیصد خاص جھوٹی کتاب ہم نے نہیں دیکھی۔

### علم ماکان و مایکون

مصنف مستند علم غیب پر بھی مختلف گفتگو کی ہے مگر وہی چال ہے ڈھنگی جو پہلے تھی جواب بھی ہے اس مسئلہ کو بھی تھوڑا تھوڑا مختلف صفحات پر زیر بحث لایا ہے مگر وہی بنیادی غلطی جو ان کے بڑے کرتے آتے ہیں یہ لوگ ان عقائد و نظریات کا رد نہیں کرتے جو علماء اہل سنت کے ہیں بلکہ اپنی طرف سے ایک عقیدہ گھڑ کر سقیوں کے سر تقویٰ ہیں گے اور پھر محققین کو اس کا رد کریں گے۔ مستند علم غیب ہی کو لے لیجئے۔ اس میں پہلے تو اہل سنت پر یہ الزام لگائیں گے کہ یہ لوگ انبیاء و اولیاء کو عالم الغیب سمجھتے ہیں اور پھر ایسی آیات و احادیث نقل کریں گے جس سے اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کا اثبات ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کو ایسی آیات و احادیث پیش کرنی چاہیے کہ تھامی نزول قرآن عظیم کے بعد بھی فلاں پیغمبر کا علم اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں فرمایا، یہی پہلی بار بار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ نے ان کو دیا مگر لا جواب رہے بیٹھے۔

### سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا چیلنج

"ان ہاں تمام نجدیہ و دہلویہ گفتگو ہی جنگلی کو ہی سب کو دعوت عام ہے اجعوا لشہ کاہ کم چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدالالتہ یا ایک حدیث متواتر یقیناً الافادہ پچھانت لائیں جس سے صاف و صریح طور پر ثابت ہو کہ تھامی نزول قرآن عظیم کے بعد اشیاء مذکورہ ماکان و مایکون سے فلاں امر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا"

رد انہاء المصلطہ ص ۱۰۸ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز

سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے اس چیلنج کا جواب آج تک اکابر و زبید

دوسرے کو بے چارہ اپنے منہ علامہ قریشی لکھ کر دے جو جواب دے۔ اس کا انحصار تو ہوائی فائرنگ پر ہے۔ مصنف نے ص ۳۲ کے علاوہ ص ۱۲۱ اور چند دیگر مقامات پر بھی اس مسئلہ کو چھیڑا ہے مگر وہی چار سو بیسی اور پیرا پیرا لکھتا ہے۔

"چنانچہ دیکھتے دیکھتے کہتے ہیں اولیاء بھی عالم الغیب ہیں۔ اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے غیب وائق ان کے اختیار میں دے دی ہے۔ جب چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیتا ان کے اختیار و قابو میں ہے۔"  
(داعیہ و اعلیٰ ص ۲۵)

○ صفحہ ۲۴ پر لکھتا ہے "خدا کے ساتھ ہی بھی عالم الغیب؟....."

حالانکہ اہل سنت و جماعت حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام اور بزرگان دین اولیاء کاملین قدس سرہ رحمہم کو عالم الغیب نہیں مانتے۔ عالم الغیب کہنا اور بات ہے اور بظاہر الہی علم غیب ماننا اور بات ہے اور مصنف الامن والعلی ص ۲۵ تو کیلئے نقل کردہ الفاظ الامن والعلی کے کسی بھی صفحہ پر نہیں دکھا سکتا۔ ہم نے مصنف کے اس حوالہ کو بہتان سمجھنے کے باوجود اپنے مکمل اطمینان کے لئے الامن والعلی کو چھان مارا۔ لیکن مصنف کے نقل کردہ الفاظ کہیں نہیں ملے۔ ہم مصنف کے استاد مفتی محمود کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اپنے ہونہار شاگرد کے نقل کردہ الفاظ دکھا کر ایک ہزار روپیہ مزید انعام حاصل کریں ورنہ اس کذاب کے منہ میں گھاس دیں۔

### محمدؐ شہ انظم پاکستان کا

### مشظورہ شنبعلی کو چیلنج

"آپ (مولوی مشظورہ شنبعلی) نے اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز پر افسوس کیا ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب کہنا عرفاً جائز بتایا ہے اگر آپ میں وزرہ سی بھی سچائی ہو تو زیادہ نہیں ایک ہی کتاب پیش کر دیکھتے لفظ عالم الغیب کا اطلاق ہم بھی عرفاً غیر خدا عزوجل پر نہیں کرتے مگر



بعد اسے الہی سید الانبیاء بلکہ جمیع انبیاء بلکہ اولیاء کرام کے لئے بھی علم غیب  
دے دیتے ہیں؟ (نور اللغات و لغات از محدث اعظم الامم علامہ مولانا محمد رفیع الدین صاحب)

یہی کچھ فقیر نے اپنی کتاب انوار حق بجواب اظہار حق میں لکھا ہے۔ لیکن اس کے باوجود  
دیوبندی ملاں وہی سرخ کی ایک ٹانگ لے کر جا رہے ہیں اور حقائق یہ ہے کہ حضور اقدس  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خدا و علم غیب شریف کی نفی میں آیات نقل کریں گے تو وہ  
ایسی ہوں گی جیسوں یا تو اللہ عزوجل کے عالم الغیب ہونے کا بیان ہو گا یا ذاتی و  
غیر متناہی علم غیب کی نفی ہوگی۔ دیکھتے محض نے سیف حقانی ص ۳ پر چند ایک  
آیات نقل کی ہیں وہ آیات معہ ہر بات یہ ہیں۔

پہلی آیت انا الغیب واللہ اس آیت سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ  
نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا نہیں فرمایا۔

دوسری آیت قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ کا  
معنی یہ ہے کہ جو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ نہیں جانتا جو کوئی کہ آسمانوں اور زمین میں ہے  
غیب کی بات کہ مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اس آیت کے تحت تفسیر نمودار جلیل میں  
ہے معناه لا یعلم الغیب بل لا یعلم الا اللہ اذ لا یصلیہ او جمیع الغیب  
اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ بغیر دلیل یا بغیر بتائے (بلا تعلیم خداوندی) یا سارے غیب  
خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ رض النضر شرح جامع صغیر میں امام مناوی علیہ الرحمۃ  
لکھتے ہیں اما قولہ لا یعلم فمفسر بان لا یعلم احد بذاتہ ومن ذاتہ  
الا هو۔ اسی طرح امام زہدی کے فتاویٰ اور امام ابن حجر مکی کے فتاویٰ حدیثیہ اور شرح  
شفافہ جلی میں ہے اختصار مانع ہے ورنہ مفصل لکھا جاتا۔ الغرض اس میں نفی علم ذاتی  
ہی کی ہے اور یہی مطلب ہے کہ خود بخود نہیں جانتے مطلقاً نفی نہیں ہے

تیسری آیت قل لا تقول سمع عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب  
تم فرما دو کہ میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ  
(خود بخود) غیب جان لیتا ہوں۔ اس آیت کے تحت علامہ نیشاپوری اپنی تفسیر میں

لکھتے ہیں وقول لا تقول سمع عندی خزائن اللہ لیس عندی خزائن اللہ لیس علم ان یعلم ان  
خزائن اللہ وہی العلم بحقائق الاشیاء وما هی ایتھاعندہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
بامستجابۃ دعاء لا یصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی قولہ انا الاشیاء کما  
ولکنہ یمکلم الناس علی قدر عقولہم (ولا اعلم الغیب) ہی لا اقول لکم هذا  
مع انہ قال صلی اللہ علیہ وسلم حدث ما کان وما سیکون اہ مختصراً۔

یعنی ارشاد ہوا کہ اسے نبی فرما دو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں  
یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ  
میرے پاس ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس  
میں مگر حضور ان کی سمجھ کے قابل باتیں بیان فرماتے ہیں اور وہ خزانے کیا ہیں تمام  
اشیاء کی ماہیت و حقیقت کا علم حضور نے اس کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عزوجل نے قبول  
فرمائی پھر فرمایا اور میں غیب نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے  
ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں مجھے ماسکان و ماسیکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گا اور  
اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ انتہی اس آیت میں دعویٰ کی نفی ہے علم غیب  
کی نفی نہیں ہے اسی طرح تفسیر مدارک میں ہے یہی کچھ روح البیان میں ہے۔

چوتھی آیت وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا هو۔ اس آیت کے متعلق  
مفسرین نے فرمایا کہ مفاتیح الغیب (غیب کی کنجیوں) مراد غیب کے تمام خزانے ہیں  
یعنی جملہ معلومات الہیہ کا جاننا کیونکہ کبھی کا کام ہی یہ ہوتا ہے قفل کھولا جائے تو حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غیب کی کنجیاں نہیں وہ جملہ معلومات الہیہ کو محیط نہیں اور  
غیب کے نامتناہی خزانوں کا خود بخود بغیر عطا خداوندی علم نہیں رکھتے۔ اس کے تحت  
تفسیر کبیر میں فرمایا سارے ممکنات پر قادر ہوتا ہے۔

پانچویں آیت لا یعلم السموات والارض میں بھی علم عطا کی نفی نہیں  
ہے لا یعلم السموات والارض اور عندہ مفاتیح الغیب کے متعلق سیدنا  
اعظم حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ عجیب علمی نکتہ بیان فرمایا فرماتے ہیں







کہتے ہیں :

لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اویار کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیث و حضرت عائشہ (رکے معاملات) سے خبر ملتی اس کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے " (مشائخ اہل ادبہ ص ۱۸۵ عدد دوم)

مصنف سیف حقانی نے اپنے زعم جہالت میں اہل سنت عقیدہ علم غیب کا مذاق اڑاتے ہوئے صفحہ ۳۲ پر لکھا ہے :

" اللہ مجھے معاف کرے خیال گزرتا ہے کہ یہ فرقہ حضور پر کہیں سلسلہ وحی کا مشکوک نہیں اس لئے کہ جو عالم ماکان و مایکون ہے تو پھر وحی کی ضرورت ہی کی دہی " (سیف حقانی ص ۱۸۵)

دیکھنا دیوبندی جہالت و حماقت کا کرشمہ گویا اس کو ابھی تک وحی کی ضرورت ہے۔ اپنی جان میں بڑا تیر مارا تھا ہم کہتے ہیں کہ کیا ملاں جی مذکورہ بالا اکابر دیوبند اور حاجی امداد اللہ صاحب سے بھی یہی سوال کریں گے کہ آپ حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو علم غیب مان کر کہیں سلسلہ وحی کے مشکوک نہیں ۔

اٹنی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بد لانا دے

**بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے** سیف حقانی ص ۳۲ پر حسب عادت شرح استدلال کے حوالہ اس کا بھی مذاق اڑایا گیا ہے، مگر عقل سے پیدل مصنف کو یہ نظر نہیں آیا کہ صاحب شرح استدلال نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ تو اکابر دیوبند کے پیر و مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے لہذا اس مسئلہ میں اہل سنت پر اعتراض کرنا اکابر دیوبند کے مرشد کا مذاق اڑانا ہے۔ آئیے اس مسئلہ پر بھی تفصیلی گفتگو کرتے ہیں۔

قرآن عظیم میں ہے قَدْ يٰۤاٰجِبَادِیَ الْمَنِیْنِ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ فَتَنْقَلِبُوْا

وَلَوْ رَحِمْنٰہُمْ لَفَسَدُوْۤا ۔ اسے محبوب فرما دو کہ میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اس جگہ کیا عباد وحی میں ہم محتال پیدا ہوتے ہیں ایک یہ کہ رب تعالیٰ فرماتا اسے میرے بندو۔ دوسرا یہ کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ فرما دو اسے میرے بندو۔ اس دوسری صورت میں عباد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہوں گے۔

آئیے بندہ کا لغوی معنی معلوم کرتے ہیں اور پھر اس مقام پر قرآن عظیم میں جو کیا عباد وحی کہا گیا ہے اس سے کون مراد ہیں۔ اس کا فیصلہ مولانا روم علیہ الرحمۃ اور حاجی امداد اللہ صاحب و مولوی اشرف علی صاحب تھانوی وغیرہ سے کراتے ہیں۔

**بندہ کا لغوی معنی** عباد کے معنی محض عابد یا عبادت کرنے والا نہیں ہے بلکہ اس کا معنی غلام اور خادم اور نوکر چاکر بھی ہے لہذا جب عباد یا عبادی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگی تو اس کا معنی عبادت کرنے والے یا عابد کے ہوں گے اور جب اس کی نسبت غیر اللہ کی طرف ہوگی تو اس کا معنی غلام خادم نوکر کے ہوں گے لہذا فیروز اللغات ص ۱۹ پر بندہ کا معنی غلام نوکر چاکر خادم موجود ہے۔ باقی رہا یہ کہ مذکورہ بالا آیت میں یا عبادی کا مصداق کون ہے تو وہ مولانا روم علیہ الرحمۃ حاجی امداد اللہ صاحب اور تھانوی صاحب سے پوچھتے۔

**مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :**

بندہ خود خواہد احمد و رشاد جملہ عالم را بخوان قل یا عباد حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کہنے سے عالم کو اپنا بندہ فرمایا۔ قرآن عظیم میں پرشہلو قل یا عباد

**حاجی امداد اللہ صاحب**

اکابر دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی اپنے رسالہ فتح میکہ



ترجمہ شائستہ ادویہ صفحہ ۱۷ پر فرماتے ہیں :

عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ يَا عِبَادِیَ  
الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا أَمْرَ رَسُولِیْهِمْ ۚ اِنَّ فِیْ ذٰلِکُمْ لَعَلَمًا لِّمَنْ یَّهْدِیْهِ  
عَلِیْهِ وَسَلَّمَ ۚ

مولوی انشر فاضل تھانوی لکھتے ہیں کہ

”قرآن ہی انہی معنی کا ہے۔ آگے فرماتا ہے لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَتِ اللَّهِ اِنَّكُمْ  
مَرْجِعٌ اِلَيْهِ تَعَالٰی جو تافرماتا ہوں رحمت ہا کہ نہایت عبادی کی ہوتی و تافرماتا ہوں  
نیز یہی مولوی اشرف علی صاحب خان لکھنوی اپنے ترجمہ قرآن میں قُلْ يَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ  
اٰلٰیہِ کَاتِبِہِ ”آپ کہدو کہ میرے بندو“ کرتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

ازالۃ الخشنہ میں بحوالہ الریاض النضرۃ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہرگز نہ  
خطبہ میں فرمایا تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکنت عبداً  
و خادماً یعنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سائق تھا میں آپ کے بندہ اور خادم تھا  
مثنوی شریف میں وہ واقعہ نقل فرمایا جبکہ حضرت سیدنا عیسیٰ اکبر حضرت بلال  
رضی اللہ عنہ کو خرید کر لے کر کاہ روئے عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لئے تو عرض کیا  
کہ گفت ما دینہ گناہا کرتے تو کر دینش آزاد ہم ہر دوسے تو  
ہم دونوں آپ کی بارگاہ کے بندے ہیں میں ان کو آپ کے سامنے آزاد کرتا ہوں

صاحب در مختار

دیوبندی حنفی تو کہلاتے ہیں حقیقت پر عمل سے کتراتے ہیں۔ سہو! صاحب درمختار  
خطبہ درمختار میں اپنا شجرہ علمی یوں بیان کرتے ہیں :

فانی ادویہ عرف شیخنا الشیخ عبد الشہر المجدلی میں اس کو اپنے  
شیخ عبد الباقی خلیف سے روایت کرتا ہوں۔

کیوں جناب اب تو کبھی در مختار کا نام نہیں لیں گے۔ کہہ دو یہ تو مشرکوں کی کتاب ہے

مولوی محمود الحسن دیوبندی  
اپنے شیخ طریقت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے  
مرنے پر ان کی مدح میں لکھتے ہیں۔

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہو گئے ہیں  
علیحدہ سود کا ان کے لقب ہے یوسف خانی  
(میر تقی علی گلوچی)

یعنی مولوی رشید گنگوہی صاحب کے کالے بندے بھی یوسف ثاقبی ہیں (ص ۱۸۰ از مجموعہ معارف اللہ)  
مصنف بتلے کہ اس شعر میں عبید سود کس کا کہا عار ہا ہے۔ ؟

مصنف نے سیف حقانی حقانی ص ۲۴ پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول کا بندہ کہنے کو  
 بڑی جسارت، قرآن کا انکار، ایمان کی بربادی اور محمدی قرار دینا ہے لیکن اس کے نزدیک  
 مسلمانوں کو شیطان کا بندہ کہنا عین ایمان ہے، ملاحظہ ہو علما جی اپنی سیف حقیقہ کے  
 ص ۲ پر سنیوں بریلویوں کو مخاطب کر کے لکھتا ہے "ان بدگمان ابلیس" گویا دیوبندیوں  
 کے نزدیک بدگمان ابلیس کہنا تو جائز اور عین ایمان ہے، لیکن عبد الرسول عبد الشی کہنا معاذ اللہ  
 قرآن کا انکار ہے کیوں نہ ہو شیطان تو ان کا آقا اور حقیقی رب تھا ہے۔ مولوی غلیل انبیٹھوی  
 نے بھی اپنی بڑاچن قاطعہ میں ابلیس کا علم غیب رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ  
 بتایا ہے۔

ہم مصنف سے اتنا پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا حاجی اندو اللہ صاحب، اشرف علی تھانوی، محمود الحسن وغیرہ نہ صرف یہ بلکہ شاہ ولی اللہ صاحب ممدتہ دہلوی بلکہ صاحب درمختار ہاں ہاں بلکہ سیدنا صدیق اکبر عتیق اطہر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما معاذ اللہ ثم معاذ اللہ قرآن عظیم کا انکار کرتے رہے ہیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کیا انہوں نے ایمان کی بربادی کی؟



## اطاعت

مصنف سیف حقانی <sup>۲۵</sup> ہی پر لکھتا ہے :

”مسلمانو! کیسا اندھیر ہے اور ظلم عظیم ہے یہ کہ فرماتے ہیں اور بڑی خیرہ چشتی اور دھناتی سے فرماتے ہیں خدا ہی حضور علیہ السلام کی اطاعت کرتا ہے ؟ (شرح مستدرک) پھر لکھتا ہے :

”انبیاء باللہ یہ محبت نہیں بلکہ مروج خداوندیہ کی دشمنی ہے اور عظیم تو جین ہے اللہ بچائے۔“

آئیے دیکھیں استمداد میں لکھا گیا ہے جو نجدی حواس باختہ ہوا چار اسے لیجیے صاحب یہ استمداد ہے اس میں لکھا ہے :

”اب احادیث سینے صحیحین میں ہے اسم المؤمنین صلی اللہ علیہ وسلم حضور سے عرض کرتی ہیں مَا اَزَى رَبِّكَ الْاَكْبَرُ فِي هَذَاكَ میں حضور کے رب کو حضور کی خواہش میں جلدی ہی کرتا دیکھتی ہوں یعنی جو حضور چاہتے ہیں جلدی کر دیتا ہے قول ابن عدی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ابوطالب نے مکرار و بارگاہ رسالت میں عرض کی ان ربك ليطيعك بيشك حضور کا رب حضور کی اطاعت کرتا ہے فرمایا يا سماء لو اطعت ليطيعك اے چچا اگر تم اس کی اطاعت کرو تو وہ تمہارا چچا نہ ڈالے۔ حاکم مستدرک میں عباد بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی جب حضور روز قیامت (اپنے اللہ کو) سجدہ شفاعت کریں گے ارشاد ہوگا يا محمد ارفح راسك وقتل نطفك لئلا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہتا ہو کہو تمہاری اطاعت کی جائے گی ؟ (الاستمداد)

مصنف کے پاس ان احادیث کا کیا جواب ہے اس کے اکابر نے ان احادیث کا کیا جواب دیا ہے ؟ قارئین کو اس غور کریں کہ مصنف کی بکواس بازی اور زبان درازی کی زد کس کس پر پڑتی ہے۔ مذہب اور خدا کا دشمن معاذ اللہ کون قرار پایا عظیم تو جین کا مرکب کون بنایا گیا۔ بلاشبہ نجدیت اندھی جہالت کا نام ہے۔

## انبیاء سے اولیاء کو افضل ماننے کا اتہام

سیف حقانی <sup>۲۵</sup> پر رضا خانی دین کا کچھ چٹھایا اقرطاس ایض کے تحت

گستاخیاں اور شرارتیں کے زیر عنوان ”تو جین انبیاء“ کی ذیلی سرخی کے ساتھ ایک حوالہ حقانی سلسلہ اسلام <sup>۲۵</sup> سے نقل کیا ہے کہ

”پہلے چھ سب نبیوں سے افضل اُمّت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولی ہیں“

اس کے بعد طالع بھی لکھتے ہیں کہ کیا منصب انبیاء کی کھلی تو جین نہیں۔

آج وہابیہ و وابند اہل سنت پر انبیاء علیہم السلام کو حد سے بڑھانے خدا تعالیٰ سے ملانے کا الزام عائد کرتے تھے۔ آج دیر بندیت کا یہ نمونہ و فرزند انبیاء علیہم السلام کو اولیاء کرام سے گھسانے کا الزام لگا رہا ہے۔ مصنف نے یہاں بھی دھوکہ دیا اور بددیانتی کا مظاہرہ کیا۔ حالانکہ عبارت میں انبیاء علیہم السلام سے افضل اولیاء کو نہیں کہا جا رہا بلکہ پہلے پچھلے انبیاء کی اُمّت سے اُمّت محمدیہ کے اولیاء اللہ کو افضل کہا گیا ہے یعنی جس طرح حضور پر نور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جملہ انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اسی طرح اُمّت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اولیاء جملہ انبیاء علیہم السلام کے امتیوں سے افضل ہیں۔ جو عقیدہ وہ اہل سنت کے سرچھونپ رہا ہے وہ اس کے اپنے اکابر کا ہے ملاحظہ ہو بانی مدرسہ دلیہ بندہ مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں :

”انبیاء اپنی اُمّت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو عموم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔“

باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات استی بظاہر مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ برعکس جاتے ہیں ؟ (تخذیر الناس <sup>۲۵</sup>)

اپنی بلا و مصروں کے مرقا لائے کہاں کا انصاف ہے ؟ یہی نہیں کہ صرف انبیاء علیہم السلام سے امتیوں کو مدح دیا جائے بلکہ تقدیر الایمان <sup>۲۵</sup> پر تو صاف لکھا ہے :

”انبیاء اولیاء امام زادہ پیر شہید جتھے اللہ کے مقرب شخص ہیں وہ سب انسان

ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہائے بھائی ؟“

بلکہ اسی تقویت ایمان میں انبیاء کرام علیہم السلام کو گاؤں کے چڑھی کے ہم معنی قرار دیا گیا ہے



اور میری گنگوہی میں تو معاذ اللہ قسم معاذ اللہ سرکارِ دو عالم نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا  
ثنائی مولوی رشید گنگوہی قرار دیا گیا ہے۔ لکھا ہے

۵۔ اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثنائی (درشید گنگوہی ص ۱۷)

خود تو یہ اپنے ملاں کو بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم تک کا ثنائی قرار دیتے ہیں اور اس میں  
تو بہن نسبتاً نہیں بلکہ تو بہن سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر نہیں آتی لیکن الزام دیا  
جا رہا ہے اہل سنت کو کہ جی یہ تو پہلے پچھلے نبیوں سے امت محمدیہ کے اولیاء کو افضل  
کہہ رہے ہیں۔ یہ سب ان کا دین و ایمان۔ مصنف نے اپنی عقیدہ کے علاوہ پر موقوفات  
حصہ اول سے یہ عبارت نقل کی ہے :

”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند عرب کہہ سکتے ہیں“ (سیف حقانی ص ۱۷)

حالانکہ موقوفات میں اس طرح ہے :

عرض۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خداوند عرب کہہ کر ندا کر سکتے ہیں۔

ارشاد۔ کر سکتے ہیں خداوند عرب کے معنی مالک عرب

آئیے لغت سے خداوند کا معنی معلوم کرتے ہیں ملاحظہ ہو فیروز اللغات ص ۲۶ خداوند  
صاحب آنا۔ بتایا جائے کہ خداوند عرب کا معنی جبکہ صاحب آقا۔ مالک ہے تو کس  
دلیل شرعی سے اس کو کفر قرار دے سکتے ہیں البتہ اس ضمن میں اسی صفحہ پر مصنف کا یہ  
بیانا کہ ”چلو اللہ میاں کو تو چھپی کرادی“ ضرور قابل مواخذہ ہے اور تنقیص خدا تعالیٰ ہے۔

**مسئلہ حاضر و ناظر** | مصنف سیف حقانی نے مسئلہ حاضر و ناظر پر کئی جگہ اعتراض  
کئے ہیں مثلاً ص ۳۵ و ۳۶ وغیرہ وغیرہ۔ ہمیں اختصار مانع  
ہے لہذا ایک ہی جگہ اس مسئلہ پر گفتگو کریں گے لیکن جوابات جملہ اعتراضات کے دیں گے  
مصنف نے یہ تو مسئلہ حاضر و ناظر پر مخرجات انداز میں کئی جگہ ہا ملانہ اعتراضات کئے ہیں  
مگر یہ اعتراضات زیادہ تر سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے نقل فرمودہ بزرگان دین  
و اولیاء کا طبع کے ارشادات عالیہ و اقوال مبارکہ پر ہیں اور مسئلہ حاضر و ناظر سے متعلق جو  
آیات کریمہ و احادیث مبارکہ علماء اہل سنت پیش کرتے ہیں — مثلاً

یا ایہا النبی انا رسولک شاهد و مہشدا و مذہبرا و داعیاً  
الی اللہ یا ذلک و سر اجا منہ برا۔ اسے غیب کی خبریں بتانے والے پیشک  
ہم نے تم کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے  
حکم سے بلاتا اور چمکا دیتے والا آفتاب۔

النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم نبی مسلمانوں سے ان کی جانوں سے  
زیادہ قریب ہیں۔

فیقولان ما کنت اقول فی ہذا الرجل لیس لکون بیت سے  
پوچھتے ہیں کہ تم ان (محمد رسول اللہ) کے پاس میں کیا کہتے ہو

ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ لہذا جابل مصنف نے بزرگان دین کے جن اقوال مبارکہ  
کا مذاق اڑایا ہے ہم انہی پر گفتگو کرتے ہیں۔

اولیاء اللہ کا چند جگہ حاضر ہونا! مصنف لکھتا ہے :

سوال۔ حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟  
جواب۔ اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت  
قبول کر سکتے ہیں۔ (موقوفات اعلیٰ حضرت حصہ اول ص ۱۲)

مصنف نے اعلیٰ حضرت کا یہ ارشاد نقل کر کے مسئلہ حاضر و ناظر پر گفتگو سے زیادہ دعوت  
کے لفظ کا مذاق اڑایا ہے۔ اس کے نزدیک دعوت کا معنی صرف کھانا کھانا ہے۔ اور  
بس۔ بہر حال آئیے یہ دیکھتے ہیں کہ حضرات اولیاء اللہ متعدد جگہ حاضر ہو سکتے ہیں  
یا نہیں مگر لطف نہیں آئے گا اگر ہم نے یہ بات دیوبندیوں کے گھر سے ثابت نہ  
کی۔ تو آئیے ہم اس دیوبندی بیمار کو دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کا  
نسخہ پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو :

”محمد الحزنی مذہب..... آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ دیا اور نماز  
جمعہ (ہر جگہ) ایک وقت پڑھا ہے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں



شب ہش ہوتے تھے۔ (جمال الادبیار مشہور از مولوی اشرف علی خانوی)

دوسری جگہ لکھتے ہیں،

محمد الشریفین ..... ایک سیاح سے روایت ہے کہ ان کی اولاد کچھ تو ملک مغرب میں مرکش کے بادشاہ کی بیٹی سے تھی اور کچھ اولاد ولیم میں تھی اور کچھ بلاد ہند میں اور کچھ بلاد ترکہ میں تھی۔ آپ ایک ہی وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل و عیال کے پاس ہوا کرتے تھے اور ان کی ضرورتیں پوری فرما دیتے تھے اور ہر شہر والے یہ سمجھتے تھے کہ وہ انہی کے پاس قیام رکھتے ہیں؟ (جمال الادبیار مشہور)

بتائیے جناب اپنے حکیم الامت کو اپنے بقول ان دسی توڑ باتوں کا آپکے پاس کیا جواب ہے؟ باقی رہا غلط دعوت پر آپ کا مراد نشانہ تیسرہ کہ حضرت پیٹ کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں وہں ہزار کا کھانا دے دیے آپ نے غلط لکھا لفظ کھانا ہوتا ہے (ایک وقت میں چٹ کر جلتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ بتائیے یہ بازاری بکواس علم و تحقیق کا کونسا حصہ ہے۔ آپ نے اپنی اسی حقیقہ کے مشہور ۳ پر تسلیم کیا ہے کہ

مولانا احمد رضا خاں کے والد مولانا علی خاں صاحب امیر کبیر بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے ضلع بدایوں میں ان کی بہت بڑی جائداد تھی۔

لہذا ثابت ہو جو امیر کبیر ہو بہت بڑی جائداد کا مالک ہو وہ تو پیٹ کے بھنور میں نہیں پھنس سکتا۔ آئیے ہم بتاتے ہیں کہ پیٹ کے بھنور میں کون پھنسا ہوا تھا اور دعوتوں میں حرام مال تک کون چٹ کر جاتا تھا۔ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کے متعلق سوانح قاسمی میں لکھا ہے:

بعض اوقات ناجائز اور مشتبہ آمدنی رکھنے والوں کی دعوتوں میں شریک ہونے پر آپ کو مجبور ہونا پڑتا تھا شریک بھی ہوتے تھے اور دعوت کرنے والے کی تسلی کے لئے کچھ تبادل بھی فرما لیتے تھے؟ (سوانح قاسمی اہل مشہور ۳)

سوانح قاسمی کے بعد اراجح ثلثہ کو بھی ایک نظر دیکھ لیں، لکھا ہے:

ایک ریلوی دکنبری، اپنی چوکر کی دلجوئی رکھی، کہ جو سیاحی تھی اپنے ہمراہ لائی مولانا

محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے (چونکہ مولانا محمد قاسم بہت مشہور تھے) اور مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ اس قدر مشہور نہ تھے ان کے پاس توفیق لینے آئی مولوی قاسم صاحب نے کہا ادھر چیارہ پر ایک بزرگ مولوی محمد یعقوب نانوتوی ہیں ان کے پاس جاؤ انہوں نے مولوی یعقوب صاحب سے توفیق حاصل کیا۔ اراجح ثلثہ میں لکھا ہے: "خدا کے فضل سے اس چوکر کی کو آرام ہو گیا تو وہ مٹھائی لائی اور سیدھی اوپر مولانا کے پاس پہنچی اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضرت آپ کی دعلت میری لڑکی صلیب ہو گئی ہے یہ مٹھائی شکر یہ میں لاتی ہوں، مولانا نے فرمایا رکھ دو۔ (اراجح ثلثہ ص ۳۶۶)

بتائیے جناب: حرام کافی کی دعوتوں میں شرکت کرنے اور حرام کافی کی مٹھائی رکھوانے والے کون تھے، پیٹ کے بھنور میں کون پھنسے ہوئے تھے، ظل الزام ہمیں دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اس کے بعد مشہور بقول خود وہاں بڑی نے مسئلہ حاضر و ناظر سے متعلق سیدی حضرت فتح محمد صاحب قدس سرہ اور بیع سنابل شریف کا بھی مذاق اڑایا ہے اس کے سوا کہیں کیا لکھتا ہے لکھتا ہے: "بیع سنابل شریف کون سا پارہ ہے؟" بقول خود سٹرل دیوٹی کو اتنا معلوم نہیں کہ سیدی حضرت فتح محمد صاحب علیہ الرحمۃ کون بزرگ ہیں کیونکہ نانوتوی نقانوی گنگوہی انبیہ حوی کے چکروں تک محدود ہے بیع سنابل کو یہ احمق کیا جانے دماغ میں جو تقویت الایمان، حفظ الایمان، تحذیر الناس، برائین قاطعہ کی نخواست پھنسی پڑی ہے، کیا مصنف سیف حقانی خود بتا سکتا ہے کہ یہ "پشان" بریلی کا نیا دین "کون سے پارے ہیں، آخر اس نے بھی اپنے مردود و دعوے ان مردود کتابچوں اور رسالوں سے ثابت کئے ہیں۔

مصاحب یہ ہے مصنف کے بیان کردہ مسئلہ حاضر و ناظر کے دلائل کا طول و عرض اسی بل بوتے پر مصنف بنا بیٹھا ہے۔ حقائق و دلائل پیش کرنا نہیں جانتے حقائق و دلائل کا مشہور پڑانا جانتے ہیں۔



کعبہ بھٹکا ہوا تھا دینے کے سامنے مصنف سیف حقانی کے منہ پر

ابن نضر نے غور سے دیکھا تو یہ کھلا

کعبہ بھٹکا ہوا تھا دینے کے سامنے

لکھ کر بک ماری ہے " خدا ہی بہتر جانتا ہے آخر اس قسم کے معنوں سے دین کی یہ اہل نظر کو کسی خدمت انجام دے رہے ہیں؟

شکیک ہے مگر ذرا ایک نظر سوانح قاسمی کو دیکھ لیا جوتا کھچا ہے :

" مولانا محمد قاسمی نے ایک خواب امام طالب علمی میں دیکھا تھا کہ میں

خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور مجھ میں سے ہزاروں نہریں جاری ہو رہی ہیں "

سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۲۳

کعبہ معقلہ کے مدنیہ طیبہ کی طرف بھٹکنے سے مصنف کو کعبہ شریف کی بے حرمتی نظر آتی لیکن یہ کتنی بڑی جسارت اور کتنی بڑی بے حرمتی ہے کہ کعبہ معقلہ کی چھت مبارک پر چڑھنے کے خواب غریب طور پر بیان کئے جا رہے ہیں۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ آخر اس قسم کے گمراہ کن خوابوں سے دین کی یہ بے خبر کو کسی خدمت انجام دے رہے ہیں؟

حضرت جنید کے واقعہ کا مختصر دیوبندیت کی بنیاد پر ہی حضرات اولیاء اللہ

تقدس اسرار ہم کی غفلتوں اور کرامتوں کے

انکار پر ہے پہلے یہ لوگ انکار کرتے تھے اور اب مصنف نے کرامتوں کا مذاق اڑانے

کی بنیاد رکھی ہے۔ پتا ناچہ مصنف نے صراط پر خدا کی توہین جیسا جاہلانہ عنوان جھاکر

ملفوظات سیدنا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دجلہ پر تشریف لائے

" ایک مرتبہ حضرت سیدی جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دجلہ پر تشریف لائے

اور یا اللہ کہتے جہتے اس پر مثل زمین کے چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا اُسے

بہیں پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی جب اس نے

حضرت کو جاسے دیکھا عرض کی میں کس لڑت آؤں فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔

اس نے یہی کیا اور دریا پر زمین کی مثل چلنے لگا۔ جب نیچے دریا میں پہنچا شیطان

لعین نے دل میں دوسرے والا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھے یا جنید کہلاتے

ہیں میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔ اس نے یا اللہ کہا اور سنا تھا ہی غور نہ کیا۔ پکارا

حضرت میں چلا فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا یا جنید یا جنید دریا پار

یہ صاحب معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی توہین ہو گئی۔ اس موقع پر ہم یہ بتا دینا چاہتے

ہیں کہ امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے یہ واقعہ حلیۃ ندر سے نقل

فرمایا ہے اور واقعہ ہے حضرت سیدی جنید بغدادی رضی اللہ عنہ جیسے ولی کامل کا۔ کوئی

اس گمراہ کو بتائے کہ توہین خدا تعالیٰ کا الزام کس پر لگتا؟

مصنف جنید اس قدر اسحق واقعہ ہوا ہے کہ وہ اپنے اکابر کی کتب تو دیکھتا نہیں

اور اعتراض کرنے دڑتا ہے علم و فضل کے بادشاہ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ

عز جیسے امام المحققین کی تصانیف جلیلہ پر۔ کاش مصنف نے کبھی اپنے حکیم الامت

تھاؤ کی الاناضات الیومید دیکھی ہوتی تو محاذ اللہ حضرت سیدی جنید بغدادی جیسے

ولی کامل پر توہین خدا تعالیٰ کا الزام عائد نہ کرتا۔ دیوبندی حکیم الامت تھاؤی صاحب

دیکھتے ہیں :

" میں نے طالب علمی کے زمانہ میں کسی کتاب میں دیکھا کہ ایک پیر نے مرید سے

پوچھا کہ تم خدا کو جانتے ہو۔ مرید نے کہا میں خدا کو کیا جانوں میں تو تم کو جانوں۔

مجھ (تھاؤی) کو اس پر براغصہ آیا کہ بڑا ہی جاہل اور ایمان سے دور تھا میں نے

یہ قصہ (اپنے استاد مولانا محمد یعقوب صاحب (تھاؤی) سے عرض کیا کہ حضرت

ایسے ایسے بھی جاہل ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ کیا تم خدا کو جانتے ہو تب میری

آنکھیں کھلیں فرمایا کیا کسی اللہ والے ہی کو پہچان لے یہ ہی بڑی فحش ہے "

الاناضات الیومید جلد چہارم ص ۱۹۱

اب مصنف سیف حقانی بتائے کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کی توہین ہے یا نہیں؟

تاریخ کرام : غور فرمائیں کہ جاہل مصنف سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے پرورد



میں کہتے بڑے بڑے جلیل القدر اولیاء کرام پر سب ہودہ اعتراضات کر رہا ہے۔

سیدی حضرت جنید بغدادی وہ عظیم ولی کامل ہیں جن کو تھوڑا سا ہی میں مولوی تقاسم نازوی اور امداد سلوک میں مولوی رشید گنگوہی جہاں الاولیاء میں اشراف علی تھانوی نے ولی کامل اور صاحب کرامت تسلیم کیا ہے۔ مگر مصنف اپنے زعم جہالت میں ان کو سجاد اللہ تو بین خدا تعالیٰ کا منتخب مقرر کیا ہے۔

مصنف کو چاہیے کہ حضرت جنید کے الفاظ کو گامہ کفر قرار دینے سے قبل حدیث صحیحہ کو لائحہ عمل کرے۔ اگر حدیث مذکور میں یہ واقعہ نہ ملے تو پھر سیدی اعظم حضرت تیس صف پر مقرر ہوں گا شوق پورا کرے مگر اس کے ساتھ تھانوی صاحب اور مولوی یعقوب صاحب نازوی کا واقعہ پیش نظر رکھے اور اس کے متعلق بھی حکم شرعی واضح کرے۔ آیا یہ بھی کافر ہے یا نہیں؟

**علم مافی الارحام** دیوبندی دھرم کی بنیاد ہی شک و شبہ و تفسیر پر ہے مشرکین مکہ حبیب خدا شہر دوسرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلیل القدر معجزات پر تفسیر کرتے تھے اور دیوبند حضرات اولیاء اللہ محبوبان خدا قدس سرہ امیر اہم کی کرامات کا تفسیر اڑاتے ہیں اور شک و شبہ کرتے ہیں چنانچہ مصنف سیف حقیقی ص ۱۷ پر دیکھیں مافی الارحام کے تحت فتاویٰ افریقیہ میں سیدنا اعظم حضرت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقل کردہ ان دو واقعات کا مذاق اڑایا ہے

۱۱۔ حضرت شیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک گائے کو دیکھ کر فرمایا اس کے بیٹھ میں سرخ پتھر ہے جس کے ماتھے پر پیسیدہ ہے وہ ہماری نذر ہوگا۔  
۱۲۔ ایک بزرگ شیخ عبدالقادر نجیب الدین ہمدانی رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک پتھر اندر لایا گیا لیکن حضرت فی نے لگے یہ پتھر اکہتا ہے میں آپ کی نظر نہیں بلکہ شیخ حبیبی سیف حقیقی ہیں یہ نام غلط لکھا ہے بلکہ شیخ علی بن ہیت ہے کی نذر ہو چنانچہ یہی ہوا۔ (سیف حقیقی ص ۱۷) عوام فتاویٰ افریقیہ ص ۱۷

مصنف سیف حقیقی نے گمز بیروت کے کے اعظم حضرت امام اہل سنت قدس سرہ کے

فتاویٰ افریقیہ سے یہ ناتمام سی دو عبارات نقل کر کے بھر پور خرافات کا مظاہرہ کیا ہے۔ لکھتا ہے:

۱۔ غرض قرآنی احکام کی نفی کرنی ہے جیسے بھی بن پر ہے یہ بزرگوں کی باتیں ہیں یا پتھروں کے ٹکڑوں کی داستان ٹھگ بازی غرض اپنے فتاویٰ یا ملفوظات میں کثرت سے ایسی خرافات و لغویات غور تراشہ یا ائمہ الکفر کی تراشہ کو جبکہ دے قرآن و حدیث کے خلاف ذہن تیار رکھتے ہیں..... (سیف حقیقی ص ۱۷)

تھانوی کرام: دیکھا آپ نے غصہ ہے کہ تمنا نظر نہیں آتا۔ حنیفہ جان دھرمی نے ان کے آباؤ اجداد کے متعلق پتھر کہا ہے جہالت ہی نے رکھا ہے صداقت کے خلاف ان کو پتھر ہے کہ دیوبند جہالت نگر ہے کیوں نہ ہو جس دماغ میں دیوبند ہودہ عقل کیا خاک کاسم کرنے گی۔ ان کے بڑے بڑے نازوی گنگوہی جنگلی کو ہی علم و فضل کے بارشاہ امام عظیم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بچے جانشین اعظم حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی گوراء کو بھی نہیں پاسکتے۔ سیدنا اعظم حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہودہ واقعات محض زبانی کلامی قصہ کہانی کے طور پر بلا دلیل و ثبوت نقل نہیں فرماتے۔ اگر مصنف انہما نے ہوتا تو دیکھ سکتا تھا۔ سیدنا اعظم حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے یہ واقعات جن کو مصنف نے نقل کر کے مذاق اڑایا اور قرآن و احادیث کا انکار قرار دیا کہاں سے نقل فرماتے ہیں۔ سینے اعظم حضرت ان واقعات و کرامات کو نقل فرماتے سے چہہ لکھتے ہیں؟

امام اجل سیدی ابوالحسن نور الحسن والدین علی بن یوسف بن جریر نخعی شافعی قدس سرہ العزیز جن کو امام فن رجال شمس الدین ذہبی نے طبقات العزراء اور امام عیسیٰ جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ میں الامام الاوحد کہا اپنی کتب مستطاب بہجت الاسرار شریعت میں محدثانہ اسامیہ صحیحہ معتبرہ سے روایت فرماتے ہیں اخبرنا ابوالحسن علی بن الحسن السامری قال اخبرنا ابی قال سمعت والی السدی رحمہ اللہ تعالیٰ یقول کان من لفتہ شیخنا الشیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ



صوت الغیب وکان نافذ التصرف خارق الفعول متواتر انکشف  
 پسند دلہ کشیدہ او گنت عتدہ یوماں نہوت مہہ ہتارت مع راعیہا  
 فاشارانی احد هن و قال هذه حامل بعجل احمر غرمقنتہ  
 کذا وکذا دیولد وقت کذا یوم کذا وهر شذولی وشدیجہ العتراء  
 یوم کذا ویا کله فلال وشدیجہ ثم اشار الی غرمی و قال هذه حامل  
 بانثی و صفتها کذا وکذا الولد وقت کذا وهر شذولی وشدیجہا  
 فلال ورجل صوت العتراء یوم کذا ویا کله فلال و فلال وکلب  
 احمر فہا یصوب قال فوالہ فقد جبروت الحال علی ما وصفت الشیخ  
 ہمیں خبر دی ابراہیم بن علی بن حسن سامری سے کہ ہمیں ہمارے والد نے خبر دی  
 کہا میں نے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے ہمارے شیخ حضرت جاگیر رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ کا خرچ غیب سے چلتا تھا اور ان کا تصرف نافذ تھا ان کے کام کر مات  
 تھے علی باقصال انہیں کشف ہوتا تھا مسلمان کثرت سے ان کی نذر کرتے ایک  
 دن میں ان کے پاس حاضر تھا کچھ گائیں اپنے گوائے کے ساتھ گزریں حضرت نے  
 ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کئے فرمایا اس گائے کے پیٹ میں سرخ پتھر ہے  
 جس کے ماتھے پر پیسیدمی ہے اور اس کا سب عید بیان فرمایا فلال دن فلال  
 وقت پیدا ہوگا اور وہ ہماری نذر ہوگا فقراء اسے فلال دن ذبح کریں گے اور فلال  
 فلال اسے کھائیں گے پھر دوسری گائے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اس کے پیٹ  
 میں پتھر ہے اور اس کا عید بیان فرمایا فلال وقت پیدا ہوگا اور میری نذر ہوگی  
 فلال فقیر اسے فلال دن ذبح کرے گا اور فلال فلال اسے کھائیں گے اور ایک سرخ  
 گائے کا بھی اس کے گوشت میں حصہ ہے ہمارے والد نے فرمایا خدا کی قسم جیسا شیخ  
 نے ارشاد کیا تھا سب اسی طرح واقع ہوا۔

دوسرا واقعہ :

اخبرنا الفقیہ الصالح ابو محمد الحسن بن مری الخالسی قال

حدثنا الشیخ الامام شهاب الدین السہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقول  
 ما لاحظہ عن شیخنا الشیخ ضیاء الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ سرمد اربعین رعایۃ الاتج وبيع وکنت عنده مرقۃ  
 فأتاه سوادی بعجل وقال له یا سیدی هذا نذر ملک وانصرف  
 الرجل فجاء العجل حتی وقف سبیل سیدی الشیخ فقال الشیخ لسان  
 هذا العجل یتقول انی لست بعجل السرمی نذر ملک بل نذرت  
 الشیخ علی بن المہدی و انما نذر ملک انی حاتم میلث ان جاء سوادی  
 و بیده عجل یفہم الاول فقال السوادی یا سیدہ انی نذرت لک هذا  
 العجل و نذرت للشیخ علی بن المہدی العجل انما اشتبہا بہ الاول  
 وکان اشتبہا علی و احذ الاول انصرف۔

ہمیں خبر دی فقیہ صالح ابو محمد حسن بن مری غامدی نے کہ میں نے شیخ نام شہاب الدین  
 سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ ہمارے شیخ حضرت عبدالقادر غیب الدین  
 سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی مرید پر نظر عنایت فرماتے وہ پھوٹا پھٹا اور جب  
 رتبہ کو پہنچا اور ایک دن میں حضور میں حاضر ہوا ایک وہتانی ایک پتھر لایا اور علی  
 کی یہ ہماری طرف سے حضرت کی نظر ہے اور چلا گیا پتھر اگر حضرت کے سامنے  
 کھڑا ہوا حضرت نے فرمایا یہ پتھر مجھ سے کہتا ہے میں آپ کی نذر نہیں ہوں  
 میں حضرت علی بن ہبیتی کی نذر ہوں آپ کی نذر میرا بھائی ہے کچھ دیر نہ جوتی تھی  
 کہ وہ وہتانی ایک اور پتھر لایا جو صورت میں اس کے مشابہ تھا اور عرض کی  
 اسے میرے سردار میں نے حضور کی نذر یہ پتھر امانا تھا اور وہ پتھر جو پہلے میں  
 حاضر ہوا وہ میں نے حضرت شیخ علی بن ہبیتی کی نذر مانا ہے مجھے دھوکہ ہو گیا یہ  
 کبکھڑے پتھر نے پتھر نے کو لے لیا اور واپس چلا گیا۔ (فتاویٰ امربیقا)

امام اہل سنت سرکار المصطفیٰ امام احمد رضا الفاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے ہر دو  
 واقعات پہچانے الاسرار شریف سے نقل فرماتے ہیں کہ مصنف کو امام شمس الدین ذہبی



اور علامہ امام جلال الدین سیوطی قدس سرہم نے معتبر مانا اور مستند جانا مگر دیوبندیہ کا یہ نوموود مصنف جہالت کی خاک اڑا رہا ہے جلیل القدر مشائخ و محدثین کرام کو معاذ اللہ قرآن و حدیث کا منکر چند و خانے کے ٹھگ اور شعبہ باز قرار دیکر ان کے نورانی اقوال کو معاذ اللہ خرافات و لغویات قرار دے رہا ہے اور حدیث کہ ان واقعات کو بطور کراہت ایک مانتے کو تیار نہیں خود کھتا ہے :

کرامتوں کے نام پر شعبہ بازوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ ..... الخ  
(سیف حقانی ج ۱)

تجرب ہے کہ سرور داناں اپنی جہالت و لاعلمی کا ماتم تو کرتا نہیں اور طعنہ زنی کر رہا ہے سلطان العلوم اعلم حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی پر مصنف سیدنا اعلم حضرت کی جن عبارات، طیبہ پر جہالت کے تیر برسا رہا ہے اور معاذ اللہ ان کو قرآن و احادیث کا انکار قرار دے کر خرافات و لغویات ٹھہرا رہا ہے کیا اکابر دیوبند اس سے بے خبر رہے، انہوں نے آخر ان عبارات کا مواخذہ کیوں نہیں کیا اور قرآن و حدیث کا انکار قرار دیکر کفر کیوں نہیں ٹھہرایا۔ معلوم ہوا یہ عبارات صحیح اور ان کے قائل اکابر دیوبند کی نظر میں صحیح العقیدہ مسلمان تھے، یا پھر مصنف سیف حقانی اپنے بڑوں سے بڑا ہے اور ان سے زیادہ وسعت معلومات کا حامل اور علمی گہرائی کو جاننے والا ہے۔

علم مافی الارحام پر تحقیقی نظر  
دیوبند کے ہر پیر و جوان کو قیقہ مافی الارحام  
اندر ہے وہ اس کے تحت چشم زدوں میں حضرات  
انبیاء کرام علیہم السلام و حضرات اولیاء اللہ قدس سرہم کو بے علم ماننے کو  
قرآن و احادیث کا منکر قرار دے دیتا ہے۔

ہم کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے مافی الارحام کی خبر بھی دی یعنی ولادت سے قبل بتا دیا کہ ہر اکابر دیوبند کی ہر چنانچہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ امام مہدی کے پیدا ہونے کی خبر دی اور نہ صرف یہ بلکہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پیدا ہونے کی خبر دی

مشکوٰۃ شریف منہ باب مناقب اہل بیت۔ روایت ام فضل مذکور ہے :

ام فضل نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے آج شب ایک نہایت ناپسند خواب دیکھا ہے فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا عرض کیا وہ بہت سخت ہے۔ فرمایا کیا ہے؟ عرض کیا میں نے دیکھا کہ ایک بچہ حضور کے جسم مبارک کا کانا لگایا اور میری گود میں رکھا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خواب تو اچھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بچہ کا ہو گا وہ تیری گود میں ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں ثلاث فاطمہ انشاء اللہ غلاما مایکون فی حجرک۔

تفسیر عرائس البیان میں آید کہ میرے بعد مافی الارحام کے تحت مذکور ہے :

وسمعت ایضا من بعض اولیاء اللہ انہ اخبر مافی الرحم من ذکر انشی درایت ہمینی ما اخبر یہ کہ میں نے بعض اولیاء اللہ سے یہ بھی سنا کہ انہوں نے مافی الرحم کی خبر دی کہ پیٹ میں رکھا ہے یا لڑکی اور میں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ انہوں نے جیسی خبر دی ویسا ہی وقوع میں آیا۔  
(تفسیر عرائس البیان ص ۱۳۸)

مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تو مصنف کے نزدیک یقیناً معتبر ہیں وہ لکھتے ہیں :

نقل می کنند کہ والد شیخ ابن حجر رافضی زیت کشیدہ فاطمہ بحضور شیخ رسید  
شیخ فرمود از پشت تو فرزند میخیزد بہ آید کہ بعلم خود دنیا را پر کند یعنی شیخ ابن حجر  
عسقلانی کے والد ماجد کی اولاد زندہ نہیں رہا کرتی تھی ایک روز رنجیدہ خاطر ہو کر  
اپنے شیخ کے حضور میں پہنچے۔ شیخ نے فرمایا کہ تیری پشت سے ایسا فرزند آج پیدا  
پیدا ہو گا جس کے علم سے دنیا بھر جائے گی چنانچہ ابن حجر پیدا ہوئے۔

دستان المؤمنین ص ۱۱۱ از شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

ہم سمجھتے ہیں کہ سیف حقانی کے مصنف کو میں نہ مانوں گا عرض ہے شاید وہ ان



حوالوں کا بھی غائبانی روایت کے مطابق مذاق اثر اسے اور قرآن عظیم کا انکار قرار دے تو ہم اس کا کان پکڑ کر اس کے گھر پہنچا دیں کیوں بچہ جمور گھر کی تو مانو گے بابا کی تو سچ جانو گے، مافی الارحام اور اکابر دیوبند

اس کو مصنف دیکھ ماف الارحام کے تحت انبیاء علیہم السلام و اولیاء اللہ کو یہ علم ماننے کو قرآن عظیم کا انکار قرار دیتا ہے آئیے دیکھیں منکر قرآن کون ہے ملاحظہ ہو دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

”میں ایک مجذوب کی دعا سے پیدا ہوا ہوں میں کا نام حافظ غلام مرتضیٰ ہے اُن سے کہا گیا تھا کہ اس لڑکی میری (اشرف علی کی) والدہ کی اولاد زندہ نہیں رہتی تو فرمایا عمر اور علی کی کھینچا تانی میں ٹوٹ جاتی ہے اب جو اولاد ہر علی کے سپرد کر دینا اس کو کوئی نہیں سمجھا میری والدہ سمجھ گئیں اور کہنے لگیں باپ فاروقی ہیں اور ماں علوی اور نام بچوں کے والد کے نام پر رکھے جاتے ہیں اب جو اولاد ہوں گے کے خاندان پر نام رکھو یعنی اس میں لفظ علی ہو وہ مجذوب (خوش ہوتے اور فرمایا یہ لڑکی (اشرف علی کی والدہ) بڑی ذہین ہے یہی مطلب ہے مافی صاحب نے فرمایا تو آپ ہی نام رکھ دیجئے فرمایا۔ دوا کے ہوں گے ایک کا نام اشرف علی خاں رکھنا اور ایک کا اکبر علی خاں۔ عرض کیا کیا یہ پٹھان ہیں فرمایا ہاں ہاں ایک کا اشرف علی اور ایک کا اکبر علی رکھنا ایک ہمارا ہو گا وہ حافظ اور مولوی ہو گا اور ایک دنیا دار ہو گا پھر ہم دو بھائی پیدا ہوتے۔“ (الفاظات ابو میر حنفہ پنجم ص ۱۷)

○ مولانا نور ترمی فرماتے تھے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی کے ایک مرید تھے جن کا نام عبد اللہ خاں تھا اور قوم کے راجپوت تھے اور یہ حضرت کے خاص مریدوں میں تھے ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر میں محل ہوتا اور وہ توبہ لینے آتا تو آپ فرما دیا کرتے تھے کہ تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا ہوگا اور جو آپ بتلا دیتے تھے وہی ہوتا تھا؟ (ارواح شفیقہ ص ۱۷)

فرماتے بناب یہ کیا خرافات و لغویات ہے یا کیا شعبہ ہانزی ہے یہ کن چندو خانے

کے ٹھگوں کی داستان ہے قرآن و حدیث کے خلاف کون ذہن تیار کر رہا ہے؟  
 یہ یوں نظر دوڑے نہ برہمچی تان کر  
 اپنے بیگانے ذرا پہچان کر  
 سیدنا اعظم حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ”الفاظات“  
 احیاء موتی میں ہے

عرض کیا اولیاء سے بھی احیاء موتی کا ثبوت ہے؟

ارشاد: ان حضرت سیدی احمد جام زندہ پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ تشریف لے جاتے تھے راہ میں ایک اٹھتی مرا پڑا تھا لوگوں کا مجمع تھا آپ تشریف لے گئے فرمایا کیا ہے عرض کیا ہاتھی مر گیا ہے فرمایا اس کی سونڈ ویسی ہی ہے، ٹانگیں بھی ویسی ہی ہیں اٹھ بھی ویسے ہی ہیں پیر بھی ویسے ہی ہیں غرض سب چیزوں کو فرمایا کہ ویسے ہی ہیں پھر مر کیے گیا یہ فرمانا تھا کہ فوراً زندہ ہو گیا جب سے آپ کا نام زندہ پیر پڑ گیا۔ (الفاظات اعظم حضرت علیہ الرحمۃ)

مصنف سیف حقانی نے ص ۱۷ پر پہلے تو اس واقعہ کا حلیہ بگاڑا پھر اس کرامت کا مذاق اڑایا اور دل کی بھر اس نکالتے ہوئے پورا صفحہ سیاہ کر دیا ہے اور معاذ اللہ اس کو شعبہ ہانزی قرار دیا ہے اور توحید کے منافی بتایا ہے۔ ہمیں سیف حقانی کے محدود مطالبہ اور علمی بے بضاعتی پر حیرت ہوتی ہے وہ اعظم حضرت قدس سرہ کی کتابوں کا نام توبہ و میراث لے رہا ہے گو عبارت میں خیانت کر کے الفاظ میں کتر بیونت کرتا ہے لیکن اپنے اکابر کی کتابیں اس نے بالکل نہیں دیکھیں ورنہ اس آزادی اور بے ہاشمی سے اعتراضات کی وصول نہ آتا۔ آئیے اکابر دیوبند کی کتب دیکھیں وہ کیلہ کہتے ہیں:

مردوں کا زندہ ہوتا

”علامہ تاج الدین بکی نے طبقات کبریٰ میں بیان کیا ہے کہ کرامتوں کی بہت سی قسمیں ہیں ۱۰ مردوں کا زندہ کرنا اور دلیل میں ابو عبیدہ بسر کی کا قصد بیان کیا



کہ انہوں نے ایک جنگ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ ان کی سواری کو زندہ فرمادیں اور حق تعالیٰ نے ان کی اس دعا سے زندہ فرمایا تھا اور مفرج دماہینی کا قصہ ذکر کیا ہے انہوں نے جتنے ہونے پر تہوں کے بچوں کو فرمایا تھا اڑ جا تو وہ اڑ گئے تھے اور شیخ ابدال کا قصہ لکھا ہے کہ انہوں نے مری ہوئی بلی کو آواز دی تو وہ ان کے پاس آگئی اور شیخ (سیدنا) عبد القادر جیلانی کی حکایت لکھی ہے کہ آپ نے گوشت کھانے کے بعد مری کی بلیوں کو فرمایا کہ اس خدا کی اجازت سے اٹھ کھڑی ہو جو بوسیدہ بلیوں کو زندہ فرماتا ہے تو مری اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور شیخ ابوسعید دہمائی کا واقعہ کہ آپ ایک مردہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی اجازت سے اٹھ جا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور پھر عرصہ دراز تک زندہ رہا اور شیخ زین الدین فاروقی شافعی شامیہ کا قصہ بھی لکھا ہے جس کے متعلق علامہ ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے اس قصے کو ان کے صاحبزادہ اللہ تعالیٰ کے ولی شیخ فتح الدین سیکھی سے سنا کہ ان کے گھر میں ایک چھوٹا بچہ چیت سے گر گیا اور مر گیا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا تھا۔

(۱۲۶۰ اولیاد صفحہ ۲۵)

ممکن ہے کہ یہ کہیں کہ جی یہ تو بطور کرامت ہے تو جناب ہم بطور کرامت ہی مانتے ہیں اولیاد اللہ کو معبود سمجھ کر نہیں مانتے مگر آپ سیف حقانی کے اسی صنف پر کرامت کا ہیں الفاظ صاف انکار کر چکے ہیں

”آخر کرامتوں کے نام پر شعبہ بازیوں کا زختم ہونے والا سلسلہ ختمی مرتبت کے بتائے جسے تقویر و عقیدہ توحید کے شیوخ کے بعد انسانوں کی خدائی مزانے کے لئے تو نہیں تاکہ شرک کی گرم بازاری رہے۔“ (سیف حقانی صفحہ ۲۵)

کرامتوں کے تو آپ صاف انکار ہی ہیں ممکن ہے آپ یہ کہہ کر بھاگنے کی کوشش کریں کہ جی ان کرامتوں میں یہ ہے کہ مردہ زندہ کرنے سے پہلے یہ کہا گیا تو خدا کی اجازت سے اٹھ حق تعالیٰ سے دعا مانگی زندہ فرما وغیرہ تو ہم کہتے ہیں اولیاد اللہ محبوبان خدا قدرت

اسرار ہم اپنی ذاتی طاقت و تصرف سے نہیں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے ہی ایسا فرماتے ہیں یہی کچھ اعجازت قدس سرہ کی کتب میں ہے مگر آپ اس کے منکر ہیں آئیے تمناوی صاحب کی کچھ ایسی عبارتیں بھی دکھائیں جن میں خدا تعالیٰ کا نام نہیں لیا گیا۔ ملاحظہ ہو:

مریض کی بیوی کا زندہ ہونا

”ابو عبد اللہ محمد بن موسیٰ، امام احمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کے صاحبزادہ یہ فقیہ عالم صانع صاحب کرامات و معاشقات تھے ان کے کشف و کرامت میں یہ بھی ہے ایک فری اقتدار شخص ان کا سرور تھا اس کی بیوی مر گئی وہ اس سے بہت محبت کرتا تھا اس نے بہت سخت رنج ہوا یہ فقیہ محمد بن موسیٰ کے پاس پہنچا اور اپنی حالت کی فحاشیت پیش کی اور عرض کیا کہ میری تمنا یہ ہے کہ اسے دیکھ دوں اور جان لوں کہ اس پر کیا کر دی ہے فقیہ نے عذر کیا مگر اس نے زما ۱۲ ما عرض کیا کہ جب تک مسیہری حاجت پوری نہ ہوگی میں نہیں جاؤں گا فقہر کے یہاں اس کی تدبیر مندرجہ بہت تھی آپ نے اس سے تین دن کی مہلت مانگی پھر اس کو ایک دن بلایا اور فرمایا اس حجرہ میں پایا۔ حال پر چھا تو اس نے کہا کہ یہی بہتر حالت ہے اس کو بہت مسرت ہوئی اور خوش خوش اور ہشاش بشاش حضرت فقیہ کے پاس باہر آگیا اور جس قدر رنج و غم تھا اس سے سکون ہو گیا۔“ (رجال اولیاد صفحہ ۲۵)

تساویے جناب یہاں دعا کا لفظ کہاں ہے نہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی اجازت یا اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جا یہ مذکور ہے۔؟

گردن ٹوٹنے کے بعد زندہ ہونا

”آپ کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ جب آپ نے مسجد جو ان کی آبادی میں ہے بنائی تو اتفاق سے ایک شخص ایک اونچی جگہ سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی



وہ حضرت فقیر کے پاس لایا گیا آپ نے گردن پر ہاتھ پیرا اور لعاب مبارک لگایا  
تو اس کی گردن ٹھیک ہو گئی اسی وقت سب کے ساتھ (زندہ ہو کر) گھر آیا مگر تمہیں  
کرنے لگا (جمال الادبیار ص ۱۳۰)

یہاں بھی دعا کا نام نہیں ہے۔

مردہ زندہ کرنے کا وہابیت شکن واقعہ: دیوبندی حکیم الامت لکھتے ہیں:

”محمد ہادی الدین شاہ نقشبند بخاری تھے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اعظم اور بڑے  
بڑے آمر صوفیہ کے پیشرو تھے طریقت کے شیخ محمد بابا انساہی سے اور پھر سید  
امیر کلال سے حاصل کیا..... آپ کی بڑی کرامتوں میں سے ایک یہ ہے آپ نے  
فرمایا کہ ایک دن میں محمد زائد جنگل گئے اور یہ سچے عاشق تھے اور جلتے ساتھ کہہ رہے  
تھیں ہم بھی ان کی شوق کر رہے تھے کہ ہم پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ جس  
نے مجھ کو دیا کہ ہم کہہ رہے ہیں پیدل دیں اور معرفت کی باتوں کا تذکرہ کریں، اسی گفتگو  
میں سلسلہ کلام بزرگی پر پہنچا تو میں نے کہا اس کی انتہا اس درجہ پر ہوئی ہے کہ اس  
مقام بندگی والا کسی کو یہ کہہ بیٹھے کہ مر جاتا وہ فوراً مری جائے، پھر یہ ہوا کہ میں نے اس سے  
کہہ دیا کہ تم مر جاؤ وہ اسی وقت مر گئے اور چاشت کے وقت نصف النہار تک  
مردہ ہی رہے گرمی کا وقت تھا اس نے میں گہرا گیا اور بہت حیران ہوا، میں قریب  
ہی ایک سایہ کی جگہ پہنچ گیا اور سخت حیرت میں رہا پھر ان کے پاس لوٹ کر آیا تو  
ان میں گرمی کی زیادتی سے تغیر بھی ہو چلا تھا پھر تو اور بھی پریشانی بدھی اس وقت  
میرے دل میں یہ اتفاق کیا گیا کہ ان سے کہہ اے محمد زندہ ہو جاؤ میں نے تمہیں مرتد  
ان کو یہ کہا تو ان میں خودی خودی حیات (زندگی) سراپیت کرنے لگی اور میں ان  
کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ یہ پہلی سی حالت پر لوٹ آئے یعنی زندہ ہو گئے،  
میں سید کمال کی خدمت میں حاضر ہوا تو سب قصہ عرض کیا جب میں نے یہ عرض  
کیا کہ وہ مر گئے اور میں اس کی وجہ سے حیران ہو گیا تو فرمایا بیشا قہ نے ان سے کیوں

کہہ دیا کہ زندہ ہو جاؤ، میں نے کہا جب مجھے اس کا اہم کیا گیا تو میں نے  
یہ کہہ دیا اور وہ زندہ ہو گیا؟ (الذریات ماہ رجب ۱۳۰۰ ج ۱۱ الادبیار ص ۱۳۱)

دیکھتے ہیں اب مصنف سیف حقانی اپنے حکیم الامت پر وہابیت کا کونسا کچھ لکھ رہے  
نہایت کرتے ہیں اور کون سے لہجہ میں دھکیلتے ہیں؟

بندروں کا ادب قرآن و قیام میلاد

مصنف جی نے اپنی جان میں ایک اور بڑا تیر مارا ہے وہ یوں

”دیکھئے غلو غلات حق چہارم و ۵ میں ہے اعظمت فرماتے ہیں کہ میرے  
چھوٹے بھائی چھت پر تلاوت قرآن مجید فرما رہے تھے ساتھ ہی چھت پر  
کہیں بندر بھی کھیل رہا تھا ٹھٹھا ہوا جب قریب سے گزرا تو سانسے آکر سجدہ کیا  
اور چلا گیا..... پھر اعظمت فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی کے گھر پر میلاد  
خوانی کر رہا تھا بندر بھی سٹنا تھا سنثار ہوا جب ہم نے قیام کیا تو بندر نے بھی  
قیام کیا“

یہ واقعہ لکھنے کے بعد مصنف لکھتا ہے کہ

”معلوم ہوا قیام ضروری ہے..... ٹھیک ہے بندر ہی قیام کرتے ہوں گے  
تو بندروں کے طریقہ کی بندر ہی پیروی کریں گے ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ رسول اللہ  
کے حسین حیات جب آپ تشریف لاتے تو صحابہ کرام کو قیام کی اجازت نہ دیتے  
بغیر تعجب ہے کہ یہ بندر آئے کہاں سے تھے کیا گھر میں پائے ہوئے تھے؟  
(سیف حقانی ص ۱۳۱)

بتائے اس سیدھی سی بات پر اس طرح کی بدزبانی کا کون سا موقع تھا؟ قطع نظر اس سے  
کہ اس دیوبند سرخیندروں کا واقعہ تو رومرو کر نقل کیا ہے اعظمت قدس سرہ گستاخ  
دیوبندروں کی عقلوں کو بندروں کی عقل سے تشبیہ دیتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں:

”ان کی عقلیں بسدر کی عقل سے بھی بدتر ہیں“



یہ لکھنے کے بعد حضرت رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا دو واقعات ارشاد فرمائے، مصنف کا یہ کہنا ٹھیک ہے بندہ ہی قیام کرتے ہوں گے مصنف سے سیکھ کر کوئی دوسرا گستاخ منکر قرآن یہ بھی کہہ سکتا ہے ٹھیک ہے بندہ ہی قرآن کی تعلیم کرتے ہوں گے تو قرآن عظیم کی تعلیم کرنے والا ہر مسلمان مصنف کے اصول سے بندہ قرار پائے گا۔ باقی رہا یہ کہ بندہ ہی قیام کرتے ہوں گے تو جناب یہ تیر آپ نے جناب گنگوہی و تھانوی جی کے پیروں میں جناب حاجی امداد اللہ صاحب کے سینہ میں مارا کیونکہ وہ بھی قیام میلا کرتے تھے۔ ان ہاں یہ سب کچھ اہل دیوبند کی کتب میں بند ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔ اور بندہ قرار دیجئے، لکھا ہے :

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے کسی نے پوچھا کہ قیام ہوو کیسا ہے فرمایا مجھے تو ملط آتا ہے (رواج ملک ص ۱۷۱) زیر حکایت (۱۷)

اب مصنف سیف حقانی بتائے اگر قیام بندہ ہی کرتے ہیں تو حاجی امداد اللہ صاحب کون ہوئے اور پھر ایک غور طلب سوال یہ بھی ہے کہ کیا گنگوہی، تھانوی وغیرہ بندہ کے مرید ہو گئے تھے ؟ باقی رہا یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے قیام سے منع فرمایا تو اس کا مقصد یہ نہیں کہ قیام حرام و گناہ ہو گیا، بہت چیزیں جائز ہوتی ہیں مگر ایک عام آدمی بھی اپنے لئے تکلف پسند نہیں کرتا اور پھر قیام اگر مطلقاً حرام و گناہ ہی ہے تو بتائیے حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ کے لئے قیام کیوں فرماتے رہے۔ ایک چیز جائز تو ہوتی ہے خود نمائی اور تکلف کے طور پر اپنے لئے پسند نہیں کی جاتی اور پھر قیام واقعی حرام و گناہ ہی ہے تو یہ دیجئے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کیا فرما رہے ہیں سمجھتے ہیں :

”تعلیم دینا رکھ دیکھنا کرنا کھڑا ہونا درست ہے اور بات چیت پائیں چومنا ایسے ہی شخص کا بھی درست ہے اور اعاذ میث سے ثابت ہے“  
دفتاری رشیدیہ (۱۲۵)

بتائیے اب کس جہنم میں پڑیں گے گنگوہی صاحب یہ کیا غضب فرما رہے ہیں کہ تعلیم

دیندار کے لئے قیام کو اعاذ میث سے ثابت مان رہے ہیں مولوی رشید گنگوہی صاحب تعلیم دینا رکھ دیکھنا کرنا کھڑا ہونا درست قرار دے رہے ہیں لیکن جس جمعیت العلماء اسلام کے سیکرٹری جنرل مصنف سیف حقانی کے استاد مفتی محمود ہیں اس جمعیت کے سابق امیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری تو آپس بقول بدعتی اور دجال تک کے لئے قیام کرتے رہے ہیں یہ راز بھی لکشت از باہم ہے۔ دیکھئے علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ سنی بریلوی تھے اور مفتی جمعیت العلماء پاکستان کے اقرین صدر تھے و یا ہر سنیوں کو بدعتی قرار دیتے ہیں اور مصنف سیف حقانی کے بقول مشرک ہیں اور بانی جماعت اہلای مودودی صاحب کے متعلق مولوی احمد علی صاحب لاہوری اور عطار اللہ صاحب بخاری اخلاری کا عقیدہ یہ ہے :

○ میرزا سمجھ میں ان تیس مجالوں میں ایک مودودی ہے ؟ (۱۲۵)

○ مودودی مبتدی اور محمد زبیدی ہے ؟ (۱۲۵)

○ ایسے شخص کو مسلمانوں کی قبرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین ہے (۱۲۵)

و کتاب حق پرست علامہ کی دو درستی سے جراثیم کے سبب

یہی مولوی احمد علی صاحب لاہوری مولانا علامہ ابوالحسنات قادری اور مودودی صاحب کے لئے قیام کرتے رہے ہیں، دیکھئے :

○ ایک وفد مولانا نوذو غفرلہ کی دعوت پر ان کے مدرسہ شیش محل میں میٹنگ تھی حضرت مولوی احمد علی پہلے کسی پر تشریف فرماتے مودودی صاحب اور مولانا ابوالحسنات دہریوی بعد میں تشریف لائے، حضرت شیخ ہرود اصحاب کے لئے کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر ان کو گلے لگا لیا۔

رخدام الدین ۱۰ جلد ۲ ماہ ۲۳ ص ۱۲۵

جمعیت العلماء اسلام کے آنجنابی امیر نے تو کل ہی کر دیا کیونکہ مولوی گنگوہی جی نے تو تعلیم دینا رکھ دیکھنا کرنا کھڑا ہونا ہی نے یہ فرق ہی ہشادیا اور جن کو وہ خود بے دین و بدعتی اور دجال قرار دیتے تھے انہی کے لئے خود قیام کیا ہے مصنف سیف حقانی اب



کس مال کو مال کہے گا۔؟ اور ماں مصنف نے بڑے ہی تعجب سے پوچھا ہے کہ یہ بندر آتے کہاں سے تھے۔ جناب آپ کو ان کے متعلق تو پوچھ سکتے تھے کہ یہ کہاں سے آتے ہیں جبکہ ہم دیارِ سندھ کو بے پروا کر کے پوٹ کر گئے مگر بندروں کو تو دیوبند میں بند نہیں کر دیا تھا بندروں کو کھانا تو گنگو ہی صاحب نے ثواب قرار نہیں دیا تھا۔ بہر حال آپ کو تعجب نہیں ہونا چاہیے کسی مہاجر سے پوچھ لیں کہ ہندوستان کے بعض شہروں میں بندر عام پھرتے تھے بلکہ شہروں میں گھروں کی چھتوں پر عام پائے جاتے تھے۔ بندر نے قرآن عظیم کی تعلیم کی یا قیام مولود کیا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے اور اس پر طعن زنی کا کیا موقع ہے کیا شہر و شجر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم نہیں فرمائی۔ پتھروں نے کلمہ نہیں پڑھا اونٹ مرنے نے سجدہ نہیں کیا۔؟

مذرا نہ اپنی عرس میں یہ کہیں بھی مولود نہیں کر اعلیٰ حضرت سے امام اہل سنت کے والد ماجد مولانا مفتی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ خود ہشیر باڑی یا مرغ باڑی کرتے تھے بلکہ مصنف نے بھی یہ بات حشر پر درود سا بدایوں اکھیرہ وغیرہ کے مشاغل کے طور پر نقل کی ہے تو یہ کام درود کا ہونا کہ اعلیٰ حضرت کے والد ماجد قدس سرہ کا اور پھر بات تو بندروں کی ہو رہی ہے مرغ ہشیر اور بندر کیا ایک ہی چیز ہیں۔ شاید دیوبند میں بندروں کو اور مرغ و ہشیر کو ایک چیز سمجھتے ہوں اور اسی لئے انہوں نے ہشیر نہ بننے پر کو اکھلنے کو ثواب قرار دیا ہو۔ اعلیٰ حضرت نے بھی تو یہی فرمایا ہے۔

اسی طرح اس بات پر بھی کیا اعتراض ہو سکتا ہے کہ سانپ نے میلاؤ و حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت شریفہ کا ذکر کیا۔ یہ تو اسلام کی حقانیت و صداقت کی دلیل ہے کہ ۱۲۰۰ ہجری القامہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر سانپ بھی سنتے ہیں مصنف میں وہ ہے تو منافقت کی دلیل مع حوالہ نقل کرے زبانی جن خرچ سے کام نہ چلاتے۔ اگر مصنف سیف حقانی بہر صورت سامعین میلاؤ کو سانپ قرار دیتے اور بندر گردانے پر مصر ہے تو پھر اس کی زد بھی اکابر دیوبند پر پڑے گی ہم صرف ایک حوالہ نقل کرتے ہیں۔ مولوی خلیل احمد انبیشوی لکھتے ہیں:

”وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذرا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو۔“ (المہند ص ۱۸)

### دلوں کے بھید

مصنف سیف حقانی نے ص ۱۸ و ص ۱۹ پر معلومات اعلیٰ حضرت حصہ چہارم سے حضرت سیدی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات پر مشتمل دو اہم واقعات کا اپنی روایتی جہالت کے باعث صاف انکار کر دیا بلکہ اس کو یہ تک معلوم نہیں کہ حضرت سیدی ابن مسعود قدس سرہ العزیز کوئی بزرگ ہیں بھی یا نہیں لکھتا ہے۔

”وہ عجیب واقعہ کسی جنگی بزرگ کے لئے ہے۔“ (معاذ اللہ استغفر اللہ)

کیوں نہ ہو دہلیت کی بنیاد ہی ہے ادبی و گستاخی پر ہے تو پھر ایک جلیل القدر ولی کامل کو ”کسی جنگی بزرگ“ کے گستاخانہ الفاظ سے کیوں نہ یاد کرے۔ اور مزید بے خبری یہ کہ ان ہی بزرگ سے متعلق ایک واقعہ سے اپنی جہالت کا برملا اعتراف یوں کرتا ہے۔ ”ایک واقعہ گھر کے اس بزرگ کے سر نہ دیا“ حالانکہ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ ان ہر دو واقعات و کرامات کو حضرت سیدی ابن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے ولی کامل سے نقل فرمایا ہو اکابر اولیاء کرام میں سے ہیں مگر یہ بد بخت کا ٹکڑا کسی ایجنٹ اور گاندھی کے پیسے حسین احمد نادر دی کے نام سے تو واقف ہے مگر حضرت سیدی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نام گرامی سے واقف نہیں اور پھر دیکھنا یہ ہے کہ ان ہر دو واقعات میں سے کیا جو اس کو موت نظر آ رہی ہے۔ سچے واقعہ میں تو یہ ہے کہ

ایک شخص اپنا دایا ہیل بیکر آیا دیکھا فرمائیے اس میں طاقت آجائے۔ آپ نے شیروں کو اشارہ کیا وہ کھانگے آپ نے مولا تازہ ہیل دے دیا اس آدمی کے دل میں یہ خطرو آ یا یہ شیر حضرت کے سامنے تو کچھ نہ کہیں گے راستہ میں میں کھائیں گے حضرت کو اس کے خطرہ پر اطلاع ہو گئی دوسرا خطرہ اُس کے دل میں یہ آیا کہ معلوم نہیں کس کا ہیل ہے کوئی پرچے گا تو کیا کہوں گا۔ حضرت نے فرمایا تمہے کوئی نہ پرچے گا۔



لہذا مصنف سیف حقانی کہتا ہے :

”دیکھئے آسمانوں سے اعلان آیا کہ واللہ علیہم بذات الصدور اللہ سینوں کے  
بصیروں کو جانتا ہے۔“

اب اس احمق کو کون بتائے کہ تمہیں کس نے کہہ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سینوں کے بصیروں کو  
نہیں جانتا جبکہ محل قرآن عظیم کی آیات پر سننے سے کیا حاصل۔ کوئی ایسی آیت لادیں جس سے  
یہ ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نبی ولی کو دل کے بصیر پر آگاہی نہیں دی۔ مگر کہیں نہ لاسکو  
گئے اگر یہ غلط ہے اور دلوں کے خطرات پر آگاہ ہونا اللہ عزوجل کا خاصہ ہے تو پھر بتائیے  
کہ اگر علماء دیوبند دلوں کے خطرات پر آگاہ ہونے کا پر ملا اعتراف کریں تو مشرک ہونے  
یا نہیں۔؟

دلوں کے خطرات کا علم  
اور مولوی رشید احمد گنگوہی  
مذکورہ رشید مصنف مولوی عاشق الہی میرٹھی دیوبندی  
کی آشیف ہے جو مولوی رشید احمد گنگوہی کی کونیت  
ہے۔ اس میں لکھا ہے :

”ایک مرتبہ دو شخص اجنبی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام و مصافحہ  
کے بعد بیعت کی تمنا ظاہر کی۔ آپ (مولوی رشید احمد گنگوہی) نے فرمایا دو رکعت  
نما پڑھو۔ حضرت کے اس ارشاد پر تھوڑی دیر دونوں گردن جھکائے بیٹھے رہے پھر  
چپکے ہی سے اُٹھ کر چل دیئے۔ جب دروازہ سے باہر ہوئے تب حضرت  
نے فرمایا یہ دونوں شیعہ تھے میرا امتحان لینے آئے تھے حاضرین میں سے بعض  
آدمی ان کی تحقیق کرانے کے پیچھے گئے اور معلوم کیا تو وہ واقعی رافضی تھے۔“  
مذکورہ الرشید صفحہ ۲۷۱

”ایک مرتبہ استاذی مولانا عبدالمومن صاحب حاضر خدمت تھے دل میں دوسرا  
گوراکھ بزرگوں کے حالات میں زہد اور فقر و تنگدستی غالب دیکھی گئی ہے اور حضرت  
گنگوہی (کے جسم مبارک پر جو لباس ہے وہ مباح و مشروع ہے مگر بیش قیمت ہے  
..... حضرت امام ربانی (مولوی رشید گنگوہی) اسی وقت کسی سے باتیں کر رہے

تھے رفتہ رفتہ متوجہ ہو کر فرمایا کہ مراد ہوا مجھے کپڑا بنانے کا اتفاق نہیں ہوتا لوگ غور  
بناکر بیٹھ دیتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ تو ہی پہننا ان کی خاطر پہنتا ہوں چنانچہ  
جتنے کپڑے ہیں سب دوسروں کے میں۔“ (مذکورہ الرشید ص ۲۷۱)

اب بتائیے جناب آید کر میرا اللہ علیہم بذات الصدور کا کیا مطلب ہے؟  
کیا حضرت سیدی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت گنگوہی سے بھی کہہ سکتے؟ آخر ان  
دیوبندی ملاں کے لئے دلوں کے بصیر جاننے اور دسوس پر مطلع ہونے کی کون سی اہول  
ہیں یہاں شرک کیوں نظر نہیں آتا؟

دوسرا واقعہ اعظم حضرت قدس سرہ العزیز نے نقل فرمایا ہے وہ بھی دل کے بصیر پر مشتمل  
ہے مگر اس کو کیا کہیے کہ مذکورہ الرشید میں دس سے زائد ایسے مقامات ہیں جہاں گنگوہی  
جی کے لئے دل کے بصیر جاننا ثابت کیا گیا ہے۔ اگر آپ اس کو کرامات کہیں تو وہاں  
کرامات کا کیوں انکار کیا جاتا ہے؟

مصنف نے ایک واقعہ صفحہ ۲۷۱ پر ملفوظات اعظم حضرت صدر مومسے بھی نقل کیا ہے کہ

”ایک بزرگ نے سید احمد بدوی کیسے ان کی قبر پر مصر میں تین دن تک ایک بہت  
بڑا میلہ اور ۸ میلہ ہوتی تھی ۷ ان کی ولادت کے دن چہ ہوتا تھا۔ امام عبد الوہاب  
تحرانی اس مجلس میلہ اور میلہ میں ہر سال بالائزہام شرکت کے لئے جاتے تھے ایک  
سال اتفاق سے کچھ دیر ہو گئی تو صاحب مزار اپنی مرقد سے پردہ ہٹا ہٹا کر پوچھتے  
تھے کہ عبد الوہاب ابھی نہیں آئے چنانچہ میلہ کے تیسرے دن آخر میں آئے۔  
حاضرین نے کہا کہ آپ تاخیر سے کیوں آئے دو دن سے حضرت پردہ ہٹا ہٹا کر آپ کا  
پوچھ رہے ہیں۔ آپ نے کہا اچھا تو کیا حضرت کو میری آمد کی خبر ہوئی ہے کہنے لگے  
واہ حضور فرماتے ہیں کہ کتنی ہی منزل پرست کوئی میرے پاس آنے کا ارادہ کرے  
تو پھر میں اس کے پاس ہوتا ہوں اس کی حفاظت کرتا ہوں.....“  
(سیف حقانی صفحہ ۲۷۱)

مصنف نے اپنی بے ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعظم حضرت کی عبارت اپنی خود آرائی کے



ساچو حال پیش کیا۔ امام عبدالوہاب شہرانی علیہ الرحمۃ کو امام عبدالوہاب شہرانی تو یہ کیا مجلس میلاد کے ساتھ مغلطہ سیز کا اضافہ کیا اور پھر مصنف نے عبارت تو نقل کر ڈالی مغلطہ معلوم ہی نہیں کہ کس نے یہ عبارت پیش کی گئی ہے۔ میلاد شریف پر اعتراض کرنا چاہتا ہے تو کھل کر بوالہ کتب دلیل سے بات کرے۔ اگر سیدی احمد کبیر علیہ الرحمۃ کے قبر مبارک سے کام فرٹنے پر کچھ درد ہے تو اپنے حکیم الامت تھانوی جی کے جمال الاولیاء کے دو احادیث سے دولے وہ لکھتے ہیں

امام شہرانی کہتے ہیں کہ میں نے مجھٹم خوردیکھا ہے کہ غری کہتے ہیں کہ ان کو حضرت احمد بدوی سے بہت زیادہ محبت تھی اور ان سے نسبت تمام حاصل تھی یہ بارہا ان سے گفتگو کیا کرتے تھے اور وہ (سیدی احمد بدوی) قبر کے اندر سے جواب دیا کرتے تھے شہرانی کہتے ہیں کہ میں نے خود سنا ہے کہ یہ حضرت احمد سے باتیں کرتے تھے اور وہ قبر کے اندر سے جواب دے رہے تھے۔ طبقات وسطی میں بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ خود سنا کہ یہ حضرت احمد بدوی سے کسی مصر کی ضرورت میں مشورہ کر رہے تھے اور شیخ احمد نے قبر کے اندر سے جواب دیا کہ سفر کر جاؤ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔ (جمال الاولیاء ص ۱۰)

یہ تو تقاسیدی احمد بدوی علیہ الرحمۃ کے قبر مبارک سے گفتگو کرنے کا ثبوت لیکن اس چیز کو جھٹلانے والے دیوبندی وہابی یہ بات تو اپنے ملاؤں کے لئے بھی مانتے ہیں۔  
ملاحظہ ہو:

فرمایا کہ ایک صاحب کشف حضرت حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے بعد فاتحہ کہنے لگے کہ بھائی یہ کن بزرگ ہیں بڑے دل لگی باز ہیں جب میں فاتحہ پڑھنے لگا تو مجھ سے (زمانے لگے کہ جاؤ فاتحہ کسی مرد پر پڑھو یہاں زندہ دل پر فاتحہ پڑھئے آئے ہو) (ارواح شہداء ص ۴۴)

○ جمعیتہ العلماء اسلام کے انجمنی امیر مولوی احمد علی صاحب کے متعلق لکھا ہے "حضرت والا (مولوی احمد علی) اپنے مغموم دل سے لاپٹے، بچوں میں سے بعض

کی قبور پر تشریف لے گئے اور حالت کشف میں جو گفتگو ہوتی اس کو آقا جان (اپنی بیوی) سے آکر پیش کرتے ہے" (حفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۳۸۵ء)

○ علامہ شمس الحق اعفانی نے دریافت فرمایا کیا وجہ ہے کہ سید صاحب جو شیخ نور مرشد ہیں کی قبر پر انوار مولانا اسماعیل، شہید کی قبر کی نسبت کم معلوم ہوتے ہیں حضرت داماد علی نے فرمایا ان یہ واقعہ ہے کہ میں نے صاحب قبر سے دریافت کیا تو اس نے کہا میں سید احمد شہید نہیں ہوں میرا نام سید احمد ہے میں مولانا اسماعیل شہید کا مرشد نہیں ہوں۔ لوگوں نے مولانا شہید کی قبر کے قریب ہونے کی وجہ سے غلط فہمی میں مجھے سید صاحب سمجھ لیا ہے۔

(خدام الدین ۱۲ فروری ۱۳۸۵ء ص ۱۴)

مذکورہ بالا سیف حقانی شکن حوالوں سے ثابت ہوا کہ اہل قبر سے گفتگو ممکن ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مصنف ان حوالہ جات کو کشف جہنمی قرار دے تو ہم کہیں گے اول تو کشف کا لفظ دو حوالوں میں مذکور ہے اور خدام الدین کے مؤثر الذکر حوالہ میں کشف کا لفظ مذکور نہیں اور خدام الدین کے ۲۲ فروری ۱۳۸۵ء کے شمارہ میں متعدد حوالہ جات ایسے ہیں جن میں کشف کا لفظ مذکور نہیں ہے اگر بالفرض بہر صورت مصنف سیف حقانی کشف ہی کا سہارا لیکر یا بہانہ بنا کر جان چھڑانے کی کوشش کرے تو ہم کہیں گے کشف ہی کون سا ان کے اہل حلال ہے۔ دیکھئے بابائے دیوبند اسماعیل دہلوی کیا گل کھلاتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

"جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے معاملہ کرنے کا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسروں کا۔"

"شرک سب عبادت کا نور کھو دیتا ہے کشف کا دعویٰ کرنے والے اس میں داخل ہیں" (دعوت ایمان ص ۲)

دیکھتے ہیں اب مصنف سیف حقانی کہ ہر جگہ کس کی پناہ میں جاتا ہے



سید احمد شہید ہے یا مقرر؟ مولوی احمد علی صاحب لاہور نے اپنے مذکورہ بالا حوالہ میں سید احمد شہید کو کراسامیل کے پیر کو شہید قرار دیا ہے مگر اراج ثلاثہ میں اس سے یکسر مختلف ہے لکھا ہے:

”پھر کچھ عرصہ بعد کوک سنگھ پسر، نجیت سنگھ والی لاہور سے لڑائی ہوئی جس میں بہت سے دیوبندی وہابی، مہاجرین مارے گئے حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی محمد حسن صاحب بھی وہیں شہید ہوئے البتہ..... سید صاحب اور ان کے ساتھیوں کا پتہ نہ لگا۔“ (اراج ثلاثہ ص ۱۱۱)

اس جگہ سید احمد صاحب کے تعلق لکھا ہے ”سید صاحب اور ان کے ساتھیوں کا پتہ نہ لگا“ اس کے بعد سید صاحب کی تلاش شروع ہوئی۔ اب تلاش کرنے والے تین معتبر راویوں کے بیان سنئے کہتے ہیں جب سید صاحب اسماعیل دہلوی وغیرہ کے قتل کے بعد میدان سے بھاگ گئے تو

لوگ تلاش میں تھے اور ادھر ادھر جستجو کرنے لگے چند آدمی مختلف دیہات اور پہاڑوں میں جا کر ڈھونڈا کرتے تھے اور سید احمد کسی کو نہ ملے تھے گاؤں میں برابر پتہ ملتا چلا جاتا کہ یہاں تھے وہاں تھے ایک شخص نے بیان کیا کہ مجھے سخت بخار تھا اسی حالت میں میں نے تینوں شخصوں کو جاتے دیکھا جن میں ایک سید صاحب تھے میں نے غل مچایا کہ حضرت آپ ہم کو کہاں چھوڑ گئے اور کیوں ہم سے علیحدہ ہو گئے سب لوگ آپ کے راہ براہ ہیں میرے غل پھلنے پر حضرت سید احمد صاحب نے منہ پھیر کر مجھے دیکھا کچھ جواب نہ دیا اور چلے گئے۔“ (اراج ثلاثہ ص ۱۱۱)

دوسرے شخص نے بیان کیا ہم انہیں دفن سید صاحب کو ایک پہاڑ میں تلاش کر رہے تھے دفعتاً کچھ قافلہ پر گزراٹ سنا میں وہاں گیا تو دیکھوں کیا کو سید صاحب اور ان کے دو ہمراہی بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام کیا مصافحہ کیا اور عرض کیا کہ حضرت کیوں غائب ہو گئے سب لوگ بغیر آپ کے پریشان ہیں مجبور ہو کر ہم نے غلام شخص کو اپنا خلیفہ بنالیا ہے اور ان سے بیعت کی ہے آپ

نے اس شخص کی اور فرمایا ہم کو اب غائب رہنے کا حکم نہایت اس کے ہم نہیں آسکتے اتنا فرما کر قافلہ والوں کی غیر اور حالات پوچھے اور پھر روانہ ہو گئے میں نے بھی ہمراہ ہونے کے لئے عرض کیا تو منع فرمایا اور پھر کوشش کر کے جو میں نے پیچھے چھوڑا تھا میرے ہاتھ پاؤں وزنی ہو گئے میں تو کھڑا کا کھڑا رہ گیا حیران اور مایوس تھا کہ یا اللہ کیسے چلوں اور حضرت سید صاحب مدظلہ میان غائب ہو گئے۔“ (اراج ثلاثہ ص ۱۱۱)

”تیسرے شخص نے بیان کیا کہ سید صاحب کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہم ایک گاؤں میں ایک جگہ اترے وہاں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ قبر جو دعویٰ ہوئی تازہ پڑی ہے اس کو سید صاحب اس ڈھیر کر گئے ہیں کیونکہ اونچی قبر تھی ادھر ادھر دیکھا تو کہیں پتہ نہ تھا۔“ (اراج ثلاثہ ص ۱۱۱)

ایسا ہی تذکرہ الشہید میں لکھا ہے۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ سید صاحب میدان جنگ سے فرار ہو گئے تھے۔ لیکن مولوی احمد علی صاحب لاہوری نئی تربنگ میں کچھ اور ہی فرما رہے ہیں اور ان کو شہید قرار دے رہے ہیں۔

بہر حال بات میں بات نکلتی چلی گئی ہم نے اکابر دیوبند سے یہ ثابت کر دیا کہ اہل قبر سے گفتگو ثابت ہے اور سیدی احمد دہلوی علیہ الرحمۃ سے گفتگو پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

باقی رہا یہ کہ اگر مصنف سیف حقانی ملفوظات اعظمی حضرت حصہ سوم کے اس واقعہ کو نقل کر کے اس کو واللہ علیہ بذات الصدور کے منافی نہ چاہتا ہے تو ابھی ہم ثابت کر چکے ہیں کہ دیوبندی علماء تو اپنے اکابرین کو دونوں کے مجیدوں سے واقف مانتے ہیں آخر اس حوالہ کے نقل کرنے کا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے؟

کوک شاستر | چونکہ فرقہ دیوبندی وہابیہ کانگریس اور کانگریسوں سے قدیم بلکہ



جدی پشتی نیاز دینی حاصل ہے کانگریس کے ایک مشہور لیڈر اور بھارت کے ایک سابق وزیر اعظم شامری بھی رہے ہیں اُن سے بھی ان کی ضرورت کوئی رگ ملتی ہوگی لہذا عنوان کچھ بھی ہو اپنے کانگریسی آقاؤں کی یاد تازہ کرنی ہے۔ شاندار اسی مناسبت سے صفحہ ۴ پر مصنف نے ایک عنوان کوک شامری بھی قائم کیا ہے اور اہم اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات مشریف سے ایک حوالہ کا حلیہ بگاڑ کر عبارت میں سخت مجرمانہ تحریف کر کے یوں لکھا ہے :

”یہی حضرت عبدالوہاب شمرانی دربار سے میلادیکھنے گئے گھوم رہے تھے کہ اچانک ایک تاجر کی پری پیکر کینز پر نظر پڑ گئی ایک ہی نظر میں گھائل ہو گئے لیکن شریعت کے پاس سے دوسری نظر نہ کی۔ مزار پر واپس آئے تو صاحب مزار نے پادشہا کیوں عبدالوہاب وہ کینز بہت پسند آتی۔ عرض کی ہاں۔ فرمایا اچھا تو وہ کینز ہم نے تہیں بید کردی تھوڑی دیر میں تاجر نے وہی کینز مزار پر آکر مہر کر دی۔ ادھر مزار سے خادم کو اشارہ ہوا کہ کینز شمرانی کو دے دو۔ چنانچہ آپ کو دے دی گئی۔ اس کے بعد صاحب مزار نے فرمایا میان عبدالوہاب اب دیر کیوں فلاں حج و شریف میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو“

ملفوظات حقت سوم ص ۳۳

جاہل دیوبندی تو اپنے اس نامور مصنف کی اس فنکاری پر مجھوم گئے ہوں گے۔ فیصل آباد دلاکپور غلام آباد کے سنتو قوال نے تو یقیناً اس حوالہ کو اڑہ کر لیا ہو گا یہ کمال کسی دیوبندی مصنف و مناظر کو حاصل نہ ہوا جو اس تسلی نے کر دکھایا۔ آج اگر دیوبندی مناظرین آنجنابانی عبدالشکور کاکوروی۔ مولوی مرتضیٰ حسن درہنگی چاند پوری زندہ ہوتے تو اپنے اس طفل مکتب کے زیر کار ناموں پر مجھوم جلتے اور فرط عقیدت کے بے ساختہ پکار اٹھتے واہ بیٹا قریشی واہ ہم تو آج تک عبارتوں کا مہنوم بگاڑتے اور بدلتے رہے مگر تم نے تو کمال ہی کر دیا۔ پوری کی پوری عبارتیں بدل دیں۔ کاش ہم یہ فیض جانتے ہوتے۔ سرور رضا خانی بریلوی اور شمس علی خاں رضا خانی بریلوی سے پہلے درپے

ذلت ہمیر شمسوں کا سامنا کرنا پڑا یا شاید یہ مصنف سیف حقانی ہی کا حصہ ہے کہ اُس نے دیوبندی سائنس میں جدید تجربات کی بنیاد رکھی ہے۔ اور اس کے سوا چارہ بھی کیا تھا۔ بہر حال ہم کہتے اور ڈٹنے کی چوٹ پہنچ کر تے ہیں مصنف تو ہے ہی ایک دو ٹکے کا آدمی اس کے بڑے بوڑھے جو اس کی ان ایسا نہ حرکتوں پر بغلیں۔ بجا رہے ہوں وہ خواہ نقلی سواد اعظم اہل سنت کے سیکرٹری جنرل غلام راولپنڈی ہوں یا مردہ قومی اتحاد کے خود ساختہ صدر مصنف کے استاذ مفتی محمود ہوں یا اس ناپاک کتاب سیف حقانی پر دل آزار تبصرے اُگلنے والے خدام الدین لاہور کے چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور ہوں وہ میدان میں آئیں۔ اور اپنے اس فرزند دلہند کی نقل کردہ مذکورہ عبارت کو ملفوظات اعلیٰ حضرت حقت سوم ص ۳۳ یا کسی حصہ اور کسی صفحہ سے جوں کی توں ثابت کر دیں تو ہم انہیں ایک دھڑی روپیہ انعام دیں گے اور ناز معوض کی پرتکلف دعوت کا اہتمام ہی کریں گے۔ آئیے ملفوظات کی اصل عبارت دیکھیں تاکہ مصنف کی مجرمانہ خیانتوں کا مشاہدہ ہو سکے

اصل عبارت

”حضرت سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر بہت بڑا مید اور بھوم ہوتا تھا اُس مجمع میں چلے آتے تھے ایک تاجر کی کینز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا النظرۃ الاولیاء والثنائۃ علیہا پہلی نظر تیرے لئے ہے اور دوسری تجھ پر یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہو گا خیر نگاہ تو آپ نے پھیر لی مگر وہ آپ کو پسند آتی۔ جب مزار شریف پر حاضر ہوئے ارشاد فرمایا کہ عبدالوہاب وہ کینز تہیں پسند ہے۔ عرض کی ہاں۔ اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہیے۔ ارشاد فرمایا اچھا ہم نے تم کو وہ کینز ہمہ کی۔ اب آپ سکوت میں ہیں کہ کینز تو اُس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں۔ مٹاؤ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کینز مزار اقدس کی نذر کی۔ خادم کو اشارہ ہوا۔ انہوں نے آپ کی



مذکورہ ارشاد فرمایا عبدالوہاب اب دیر کا ہے کی غلاں حجہ میں نے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔

بتایا جاتے ہیں میں پری پیکر کنیز اور ایک ہی نظر سے گھٹائی ہو گئے جیسے گستاخانہ و سحرانہ الفاظ کہاں ہیں؟ کیا یہ دیوبندی مصنف کی بکروی اور زہنی آوارگی کی دلیل نہیں ہیں؟ اور پھر اس میں شیخنا علیہ صلوٰۃ و سلامی بریلوی قدس سرہ العزیز پر کیا الزام وہ یہ سب کچھ عقائد امام عبدالوہاب شہرانی اور حضرت سیدی احمد بدوی کبیر قدس سرہ جیسے اکابر اولیاء کرام سے نقل فرما رہے ہیں اور الابریز شریف سے ماخوذ ہے اور الابریز شریف نہایت مشہور و معتبر کتاب ہے جو حضرت ابن مبارک فاسی علیہ الرحمۃ کی تالیف ہے جس کو دیوبندی حکیم الامت، تھانوی صاحب نے جمال الاولیاء ص ۸ پر معتبر و مستند مانا ہے اور اکابر اولیاء کی تصنیف گروانا ہے اور پھر یہ کہنے کے بعد حجہ میں لے جانے اور حاجت پوری کرنے پر کوئی شرعی مخالفت ہے اور کس طرح اس کو حرام و گناہ قرار دیا جاسکتا ہے؟ کیا عورت کا بہہ شریعت اسلام میں حرام و گناہ ہے؟ کیا کنیز و شرمی باندی اسے حاجت پوری کرنا حرام و گناہ ہے؟

حدیث شریف صحیح بخاری میں یوں ہے کہ

”حضرت ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہتی ہیں میں نے ایک کنیز آزادی کی تھی جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے حضور کو اس کی اخلاص دی فرمایا اگر تم نے اپنے ماموں کو بہہ کی بھرتی تو تمہیں زیادہ ثواب ملے گا۔“

ہم نے اس عبارت پر وارد شدہ ۱۰ جلد اعتراضات کے مفصل و مدلل جوابات اپنی کتاب ”تہذیب خرافات و دیوبندی“ میں دیئے ہیں۔

دیوبندی جاہل مصنفین کو چاہیے وہ اس عبارت پر اعتراضات سے قبل کتب احادیث و فقہ میں بہہ کے مسائل پڑھیں۔ اور الابریز فی مناقب عبدالعزیز و باغ علیہ الرحمۃ کا مطالعہ کریں۔

اس عبارت سے متعلق مصنف کے ان الفاظ کی کیا حقیقت ہے اور اس کی زد کس پر پڑتی ہے اور بات کہاں پہنچتی ہے؟

”اب بتائیے جہاں اس پر کوئی کیا تبصرہ کرے امام شہرانی یا شیخ بکیر تو یقیناً ان کفریات سے بری ہیں“ (سیف حقانی ص ۴۷)

بتائیے اس واقعہ کو کفریات میں کس طرح شامل کیا جاسکتا ہے؟

سیدی احمد سحلماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے ایک واقعہ پر بھی جاہلانہ تبصرہ کیا گیا اور سیدی عبدالعزیز و باغ ہے۔ مقررہ حقائق حصہ دوم کے حوالے سے لکھتا ہے:

”سیدی احمد سحلماسی کے دو بیویاں تھیں۔ آپ کے مرشد سیدی عبدالعزیز و باغ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری بیوی سے ہم بستری کی یہ نہیں چاہیے۔ عرض کیا حضور وہ تو اس وقت سوتی تھی فرمایا سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پتنگ بھی متاعرض کیا ہاں ایک پتنگ خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا“

یہ عبارت نقل کرنے کے بعد طوفان بدتمیزی کا پھر پور مظاہرہ کیا ہے۔ آخر میں لکھتا ہے

”خان بابا کیا آپ کا دین انہیں لغزیات پر مبنی ہے خدا رکھ تو خوف کرو دین مصطفیٰ کا لحاظ کرو“ (سیف حقانی ص ۴۸)

ہم نے اس عبارت پر اپنی کتاب برق آسمانی میں ص ۱۲۷ مفصل بحث کی ہے اور دیوبندی حاکموں کا جواب دیا ہے۔

یاد رکھنا چاہیے یہ واقعہ بھی سیدی اعظم حضرت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہ نے الابریز فی مناقب عبدالعزیز سے نقل فرمایا ہے۔ الابریز شریف کا موجودہ اس میں ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ الابریز کو جمال الاولیاء میں دیوبندی حکیم الامت تھانوی ہی نے معتبر مانا ہے اور مفتی جمیل احمد نقاد بھونی نے اپنے ایک فتویٰ میں معتبر مانا اور اس کے مصنف کو بڑے اولیاء کرام میں سے قرار دیا ہے۔ فتویٰ ہمارے پاس موجود ہے ”برق آسمانی“ میں



بھی نقل کر چکے ہیں۔ مگر تعجب کی بات تو یہ ہے کہ دیوبندی مصنف اعظم حضرت کو خان بابا کہہ کر جوہوں تک مار رہا ہے کہ

”خان بابا کیا آپ کا دین انہیں لغویات پر مبنی ہے خدا رکھ تو خوف کرو  
دین مصطفیٰ کا لفظ کرو؟“ (سیف حقانی ص ۴۲)

اس عبارت کا ایک ایک لفظ دیوبندیوں کے لئے تباہ کن راکٹ ہے۔ اعظم حضرت قدس سرہ کو خان بابا کہہ کر ان سے سوال کرنے کا مقصد تو یہ ہوا کہ مصنف بھی اعظم حضرت کو زندہ اور موجود اور اپنے قریب مانتا ہے۔ اور اعظم حضرت امام اہل سنت نے اپنے وصایا میں میرادین کہہ دیا تو دیوبندیوں پر قیامت آگئی اور کہا گیا دیکھو اعظم حضرت میرادین کہہ رہے ہیں یعنی ان کا اپنا گھرا ہوا بنایا ہوا دین۔ لیکن یہاں دیوبندی مصنف خود یہ کہہ رہا ہے۔ خان بابا کیا آپ کا دین تو ثابت ہوا میرادین کہنا کسی طرح بھی قابل مواخذہ نہیں ہے اور آج تک دیوبندی میرادین کہنے پر اعتراض کر کے جھک مارتے رہے ہیں

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ خدا جانے اپنی بیوی سے ہم بستری کس طرح قابل اعتراض ہے؟ باقی رہا یہ کہ شیخ کسی وقت اپنے مرید سے جدا نہیں تو اس کا فیصلہ جولوئی رشید صاحب گنگوہی سے کرایہ لیتے۔ وہ دیکھتے ہیں۔

”مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ کی روح ایک جگہ مقید نہیں بلکہ جس جگہ مرید ہوگا قریب یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں ہے۔ (داد و مستوک ص ۲۵۴)

حضرت شیخ سیدی عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ کے مرید کے پاس تشریف لائے پر اعتراض کرنے اور مسخرہ مارنے سے قبل مولوی قاسم نانوتوی کے متعلق دیوبندیوں کو اپنے اکابر کا یہ خوب ساختہ عقیدہ پڑھ لینا چاہیے کہ

”ایک وقت نہیں متعدد مواقع پر مشاہدہ کرنے والوں نے وفات کے بعد دیکھا کہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جسد عظمیٰ کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے۔“

روایت قاسمی جلد ۱ صفحہ ۱۵۸ بحوالہ درراج قتلہ مشہور

اب دیوبندی مصنف کو اپنی ناک کٹوا لینی چاہیے۔

یہی حال دیوبندی مصنفین کا ہے وہ خواہ جات کی نقل چور چوری سے جانے  
میں دیدہ و پیری سے چوری کرتے ہیں اگر چوری نہ کریں تو  
ہیرا پھیری سے نہ جانے  
ہیرا پھیری ضرور کرتے ہیں یہی جذبہ مصنف سیف حقانی

کے دل و دماغ میں کارفرما ہے کیوں نہ ہو آئی حسین احمد کانگریسی سے ہے، چوری اور ہیرا پھیری سے کام نہ لیں تو پھر دیوبندیوں میں دعا کی رال کا ظہور کیسے ہو۔ ہر حال مصنف نے اپنی حقیقت کے ساتھ پر سرخی تو یہ جانی ہے۔ ”اولیاء از عرش تا تحت العرش دیکھتے ہیں“ لیکن اس کے ضمن ملفوظات اعظم حضرت حصہ چہارم سے منقولہ ”تا تحت العرش“ میں حوالہ نقل کے ہیں جن کا علیحدہ ہی بگاڑ دیا گیا ہے اور اسنے الفاظ لکھ دیئے جو اس کی باطل مراد کے لئے کافی ہو سکتے تھے۔ ہم اپنی طرف سے جواب دینے کی بجائے ملفوظات اعظم حضرت کی اصل عبارت نقل کریں تو وہی جامع جواب ہوگا چور کی چوری اور ہیرا پھیری کی ثابت ہو جانے گی مصنف نے عنوان کے برعکس مذکورہ بالا سرخی کے ذیل میں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی بحث پھیر دی حالانکہ سرخی اولیاء اللہ کے علم غیب سے متعلق لگائی گئی تھی۔ ہر حال اس نے سیدنا اعظم حضرت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ کی عبارت یوں نقل کی ہیں :

”دار دنیا مشاہوت ہے اور دار آخرت غیب غیب کی کنجوں کو متانت اور شہادت کی کنجوں کو متالیہ کہتے ہیں وعندہ مضائق الغیب لا احصیہا الاہو امی خدا کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے علاوہ کوئی از خود نہیں جانتا۔ دوسری آیت نقل کی ہے لہ مقالیہ السموات والارض خدا ہی کے لئے متالیہ میں آسمانوں اور زمین کی۔“ یہ ترجمہ بھی آپ دینی اعظم سے لیا ہے۔ اب شیخ فرماتے ہیں ”غیب و مشاہوت کی سب کنجیاں دے دی گئی ہیں محمد رسول اللہ کو کوئی شے ان کے حکم سے باہر نہیں۔“ (ص ۲۵)

یہ ہے دیوبندی نجدی مافنس کی کانگریسی۔ اپنی مرضی کے الفاظ لکھ دیئے۔ دیکھئے اصل



عبارت یوں ہے اعظم حضرت امام اہل سنت قدس سرہ فرماتے ہیں:

۱۰ وار دنیا و شہادت ہے اور وار آخرت غیب غیب کی کنجیوں کو ملاحظہ اور شہادت کی کنجیوں کو مقاید کہتے ہیں قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے و عندہ مغانع الغیب لا یعلمہا الا اللہ ہی کے پاس میں غیب کی ملاحظہ کنجیاں (ان کو خدا کے سوا کوئی ریخت خود) نہیں جانتا۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے لا مقاید اسرار و الارض خدا ہی کے لئے ہیں مقاید کنجیاں آسمان و زمین کی اور ملاحظہ کا حرف اول دم اور حرف آخر دج اور مقاید کا حرف اول دم و حرف آخر دو (نہیں مرکب کرنے سے نام اقدس ظاہر ہوتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے یا تو اس طرف اشارہ ہے کہ غیب و شہادت کی کنجیاں سب دیدہ گئی ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کئی شے ان کے حکم سے باہر نہیں ..... اور یا اس طرف اشارہ ہو سکتا ہے ملاحظہ و مقاید غیب و شہادت سب حجرہ خفا یا عدم میں مقفل تھیں و مفتاح و مفتاح دجس سے ان کا قفل کھولا گیا اور میدان ظہور میں لایا گیا وہ ذات اقدس ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اگر یہ تشریف نہ لاتے تو سب اسی طرح مقفل حجرہ عدم یا خفا میں رہتے۔ (علو ذات اعظم حضرت محمد چہارم)

امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعظم حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نہایت ہی نفیس علمی نکتہ بیان فرمایا تھا مصنف سیف حقانی نے اس کا جواب تو دیا نہیں، اس کو درمیان سے نکال کر عبارت کو بے مقصد بنا کر رکھ دیا اور اعراض جو دیا۔ اب اس چوری چوری ظاہر کرنے کے بعد ہم اپنی طرف سے کسی جواب کی ضرورت نہیں سمجھتے اور جواب کی ضرورت ہوتی بھی اس وقت جب یہ کوئی اعراض اُگلتا لیکن اس مقام پر تو اس کی بولتی بند ہے کیوں نہ ہو اس کے بڑوں کی بولتی بند رہی۔

مصنف کا جنون اور بوکھلاہٹ ملاحظہ ہو مصنف سیف حقانی مذکورہ بالا طریقہ حوالہ نقل کرنے سے پہلے لکھتا ہے کہ اعظم حضرت کے موقوفات حصہ چہارم ص ۱۱ تا ص ۱۲ سے جس جہت عبارت نقل کرتے ہیں لیکن اس عبارت کے خاتمہ پر

بلور حوالہ لکھتا ہے ص ۱۱ اسی طرح اس کے نیچے لکھتا ہے آگے ص ۱۲ پر فرماتے ہیں اور جب یہ حوالہ ختم ہوتا ہے لکھتا ہے موقوفات اعظم حضرت ص ۱۲ گویا دعائی توازن بجز پچکاسے کچھ نہیں سوچتا کیا تمہارا ہے کیا لکھتا ہے۔ پچھ ہے ط۔ خدا جب دین دیتا ہے طاقت آہی جاتی ہے

پتھوری اور سینہ زوری | یہ دیو کے بندوں ہی کا جگر گروہ کو وہ دن دہانے چوری کرتے ہیں اور سینہ زوری سے کام لیتے ہیں۔ لکھتا ہے ۱

۱۰ آگے ص ۱۲ پر و اعظم حضرت فرماتے ہیں ان کے زمین رسول اللہ کے غلاموں اور اولیاء اللہ کے پیش نظر عرش سے تحت الشریٰ تک ہوتا ہے پھر کسی معلوم صحابی سے کہہ دیتے ہیں میں نے صبح اس حال میں کی کہ از عرش تا تحت الشریٰ تک دیکھتا ہوں یثیوں کہ جنت میں دوزخیوں کو دوزخ میں فرماتے ہیں ماضی تو ماضی مستقبل بھی ان کے پیش نظر ہوتا ہے اولیاء کرام فرماتے ہیں کوئی پتہ سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ (موقوفات اعظم حضرت ص ۱۲)

یہ ہے وہ عبارت جو شروع کی گئی تو ص ۱۲ تا ص ۱۳ ختم ہوئی تو ص ۱۳ ہو گیا۔ خیر ہاں تو حوالہ کی تھی جو چاہے اس کا حسن و بابت سا کرے مگر ہم و کمانا یہ چاہتے ہیں کہ مصنف نے یہاں بھی چوری اور سینہ زوری سے کام لیا ہے۔ ملاحظہ ہو موقوفات اعظم حضرت حصہ چہارم میں یوں ہے:

۱۰ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں اولیاء کرام کے پیش نظر عرش سے تحت الشریٰ تک ہوتا ہے پھر صحابہ کی شان کا کیا پرچہنا۔ حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے دریافت فرمایا کیف اصبحتم تم نے کیونکر صبح کی اصبحتم مومن حقا میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں سپاہیوں کا ارشاد فرمایا ہر دعویٰ کی ایک دلیل ہوتی ہے جس سے اس دعویٰ کی سچائی ثابت ہوتی ہے تمہارے دعویٰ کی کیا دلیل ہے عرض کی میں نے صبح کی اس حال میں کہ عرش سے تحت الشریٰ تک تمام موجودات عالم میرے پیش نظر ہے







اب میں ہندی فرقہ نے نئی گروٹ بنی ہے پہلے تو ان کے اکابر اہل سنت مسلمانوں کو کہتے تھے یہ رسول کو خدا سے ملاتے ہیں یہ نبی کو خدا سے بڑھاتے ہیں یہ رسول کو خدا بناتے ہیں خدا سے بڑھاتے ہیں وغیرہ مگر آج یہ صاحبزادے دنیا کو یہ باور کرانے آئے ہیں کہ سنی مسلمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں

ظہر اندر سے کو اندھیرے میں پڑی دور کی سو جی

سوال یہ ہے کہ معاذ اللہ اگر خدا انھوں نے سنی پر بیوی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں تو پھر آپ نے اپنی اسی سیفِ حقیقیہ کے منہ پر سنیوں کو مسلمان اور ان کی اقتدار میں نماز کو جائز قرار کیوں دیا ہے اور مفتی محمود کو ضمانت کے طور پر کیوں پیش کیا ہے؟ کیا معاذ اللہ توہین رسول کرنے والے مسلمان ہوتے ہیں؟ کیا ایسوں کی اقتدار میں نماز ہو سکتی ہے؟

بہر حال مصنف نے تیسرا نیا باب قائم کر کے اس میں پہلا حوالہ فتاویٰ افریقہ دیا ہے یہ دیا ہے کہ :

”محبت میں نئی نئی باتوں اور طریقوں کی ایجاد نہ صرف جائز بلکہ مناسی اور کار ثواب ہے“

حالانکہ ہم اپنی اس کتاب کے پہلے باب میں اس کا جواب دے چکے ہیں مصنف نے یہی حوالہ اپنی سیفِ حقیقیہ کے منہ پر بھی دیا تھا وہ یہ ہے کہ مصنف نے اپنی عادت و طبیعت سے مجبور ہو کر فتاویٰ افریقہ سے اوجھی عبارت نقل کی ہے پوری عبارت یہ ہے :

”افعال تعلیم و محبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لئے راہِ احسن کثرت ہے وہ ہیں طرح چاروں محبوبانِ خدا کی تعلیم بھالائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو“ (فتاویٰ افریقہ)

خدا کشیدہ موشا ذکر الفاظ ہی اس کا شافی جواب ہے۔

دوسرا حوالہ مصنف نے کشفِ ضلال دیوبند دیا ہے یہ پیش کیا ہے کہ :

”قرآن و حدیث کے خلاف پر بزرگس کے قول کو حجت پکڑنا جائز ہے“

اس کا جواب بھی ہم پہلے اوراق میں عرض کر چکے ہیں کشفِ ضلال دیوبند میں اگر کوئی شخص یہ الفاظ تو کیا اس مفہوم کے کوئی دوسرے الفاظ بھی دیکھائے ہم منہ مانگا انعام دیں گے اور اس جھوٹ پر ہم بخیر لعنت اللہ علی الکاذبین اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

مصنف سیفِ حقانی نے پورا صفحہ ۱۵ زبانی ٹوٹو حکو سلہ بازی میں سیاہ کر دیا ہے اور کوئی حوالہ نقل نہیں کیا۔ البتہ صفحہ ۱۵ پر بغیر حوالہ کے یہ شعر نقل کیا ہے :

”جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے  
حب نام کوثر کا پلا احمد رضا“

مصنف نے صرف شعر نقل کر دیا ہے نہ حوالہ نقل کیا نہ قرآن و حدیث سے اس شعر کا کفر ہونا ثابت کیا۔ اس شعر میں یہ کہیں بھی مذکور نہیں کہ مولانا احمد رضا خاں ساقی کوثر ہیں یا مانک کوثر ہیں نہ یہ ثابت کہ قیامت کے دن عوض کوثر پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بجائے مولانا احمد رضا خاں کوثر تقسیم فرمائیں گے نہ یہ ثابت کہ یہاں شاعر کی مراد قیامت کے بعد عوض کوثر سے ہے پھر کوئی شرعی حکم کس طرح لگایا جاسکتا ہے؟ اور پھر مصنف اس بات کا تو قائل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ساقی کوثر ہوں گے کوثر تقسیم فرمائیں گے اور مسلمان آپ کے دستِ کرم سے کوثر پیئیں گے اگر شاعر بیخیال کرے کہ سرکارِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے محبوب بندہ بارگاہِ امام احمد رضا کوثر عطا فرمائیں گے ہیں ان کا نیا زمند ہوں میں ان سے حاصل کروں گا یا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل فرما کر مجھے عنایت فرمادیں گے تو اس میں شرعاً کیا خرابی ہے؟ مصنف سیفِ حقانی نے ایک شعر کسی کتابِ نعمتِ الودع سے یہ نقل کیا ہے :

”تیسری تعلیم ہے سرکارِ عرب کی تعلیم  
تو ہے اللہ کا اللہ تیسرا احمد رضا“

یہ ایسا ہی ہے جیسے کہا گیا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے ایک خوبصورت کرسی کی تعریف اس کے بنانے والے کاریگر کی تعریف ہوتی ہے



جو خوبیاں تمام انبیاء و رسل علیہم السلام میں موجود ہیں وہ آپ میں جمت ہیں عمار حضرات انبیاء علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں لہذا ان کی تعظیم مجاہزی طور پر انبیاء علیہم السلام ہی کی تعظیم ہوتی ہے باقی اگر مصنف کو اس پر کچھ کلام تھا تو وہ مدلل بیان کرتا کہ ایسا کہنا کون سی نص قطعی سے کفر یا حرام و گناہ ہے اس میں انبیاء علیہم السلام سے مساوات کی کوئی بات نہیں۔ البتہ باقی مدرسہ دہلوی مولوی محمد قاسم نانوتوی کا یہ عقیدہ ہے :

”انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں ہر اوقات امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں“  
(تقدیر الناس ص ۸)

یہاں امتی کو انبیاء علیہم السلام سے نہ صرف مساوی بتایا گیا بلکہ حکم کمال بڑھا گیا ہے یہ اسے مساوات و برابری جن پر پردہ ڈالا جا رہا ہے۔  
مصنف نے ص ۵۵ پر یہ شعر بھی لکھا ہے کہ :

نیکوین جو آکے پڑھیں گے تو کس کا ہے  
ازب سے سر جھکا کر ناموں احمد رضا کا

یہ شعر ہے نہ تاریخ اعلیٰ حضرت میں مذکور ہے مصنف کا یہ کہنا کہ ایک ہی جھٹکے میں امتی سے نبی اور خدا بن گئے۔ مذکورہ بالا الفاظ میں بھی خدا و رسول علیٰ جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں ہے۔ بخیرین قبر میں سوال کریں گے تیرا رب کون ہے اگر شعر میں شاعر یہ کہتا کہ میرا رب احمد رضا ہے یا معاذ اللہ میرا نبی احمد رضا ہے پھر واقعی جرم تھا مگر اس شعر میں ایسا نہیں ہے کوئی بتائے اس شعر میں کہاں یہ مذکور ہے کہ معاذ اللہ مولانا شاہ احمد رضا خدا ہیں یا معاذ اللہ نبی و رسول ہیں۔

ط۔ کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا

پیر سید جماعت علی شاہ | مصنف سیف حقانی بے لگام ہو کر بزرگان دین  
علماء عالمین اور مشائخ پیران عظام پر چھیٹ  
رہا ہے۔ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کی مدح میں

سجاد انوار علی پور ص ۱ کے حوالہ سے یہ شعر نقل کرتا ہے :

خبر و ملک ملک پر فرشتہ نہیں ہے سارے  
خادم ہیں دست بستہ چاروں کتاب والے

لیکن شعر نقل کرنے سے قبل رافضیوں کی طرح تبری بکتے ہوئے کہتا ہے :

”ابوالعزم انبیاء کرام کی شان اقدس کو انگریز کے ایک ایجنٹ پیر جماعت علی شاہ کی ہانگاہ کی بھیجٹ پڑھا دیا“ (ص ۵)

غالب پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اس لئے انگریز کے ایجنٹ ہیں کہ انہوں نے کائنات کی گھنٹی سیل حسین احمد نانوتوی صدر دیوبند کے گاندھو یا نہ عوام کو ناکام بنا دیا اور پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔ باقی رہا شعر کا معاملہ تو یہ شعر کوئی صحیفہ آسمانی نہیں نہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے خود اپنے متعلق فرمایا اور نہ ہی خادم سے اس شعر میں شاعر کی مراد حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام ہیں بلکہ شاعر نے چاروں کتاب والے کہا چاروں کتاب والے سے مراد چاروں کتابوں کے ماننے والے امتی ہیں جن کو اہل کتاب کہا جاتا ہے نہ کہ صاحب کتاب حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام بلاشبہ حضرت محدث علی پوری علیہ الرحمۃ حلقہ احباب و حلقہ ارادت بڑا وسیع تھا اور چاروں کتاب والے ہی ان کی خدمت کو سعادت سمجھتے تھے اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ بتائیے اس کو کفر یہ عبارت کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے ؟

معراج | کے زیر عنوان سیف حقانی ص ۵۵ و ۵۶ پر بیت المقدس اور بیت المعمور کی نمازوں کا مذاق اڑایا گیا ہے اور ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۵۵ کو مخفصاً لکھ کر اس کا علیہ بگاڑ دیا گیا ہے بیت المعمور کی نماز کا انکار مقصود تھا تو مصنف کو چاہیے تھا اس کی دلیل نقل کرتا ہے ہو وہ کوئی کے ساتھ مذاق تو ہر بات کا اڑایا جاسکتا ہے۔

شفاعت

اور سینے ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ کے زیر مصداق مصنف سیف حقانی نے مشہور ”انکار شفاعت“ کی سرخی جھا کر سیف حقانی ص ۵۵ پر



بہار شریعت، برکات الامداد، فتاویٰ انزلیہ کے قلمی بے محل حوالہ جات نقل کئے ہیں۔  
حوالہ جات میں جن امور کا اثبات ہے اس پر ہم خود علامہؒ ان کو نفی میں پیش کیا ہے  
اب تک یہ ہوتا رہا ہے کہ دیوبندی مصنفین کوئی عبارت نقل کر کے اس کا اپنی مرضی کا  
مفہوم بیان کرتے رہے ہیں مگر مفہوم کے ساتھ عبارتیں بدلنے کی ابتداء کا سہرا مصنف  
سیف حقانی کے سر ہے۔ امام العظیم حضرت صدر الشریعت بدرالطریقہ مولانا علامہ  
محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی قدس سرہ نے بہار شریعت میں ہر طرح کی شفاعت  
حضرت اقدس نبی اکرم رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت فرمائی ہے مثلاً شفاعت  
بالاولاد، شفاعت بالحبیب، شفاعت بالوجاہت الغرض ہر طرح کی شفاعت حضور  
پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت فرمائی لیکن مصنف سیف حقانی نے سیدی  
حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ العزیز کی عبارت کا حلیہ تبدیل کر کے اپنی مرضی کے  
الفاظ تحریر کر کے یہ غلط تاثر دیا کہ بہار شریعت میں شفاعت کی نفی ہے

”کھتا ہے حضور کے ہاتھ میں جنت و نار کی کنیاں ہیں جس کو چاہیں جنت دیں  
جس کو چاہیں جہنم دیں۔“

حالانکہ اس نیا ثابت شدہ عبارت سے بھی اس کی باطل مراد ثابت نہیں ہوتی اور انکار  
شفاعت کا کوئی پہلو نہیں نکلتا۔ لوگوں کو گمراہ کر کے جہنم تو دیوبندی مٹا بھی جھوٹے ہیں  
باقی رہا جنت کا معاملہ تو یہ لوگ اس چیز کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے توڑتے  
نہیں اپنے علاقوں کے لئے مانتے ہیں بلکہ جو چیز یہ لوگ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کے دست میں نہیں مانتے وہ مولوی اشرف علی تھانوی کے پاؤں میں مانتے ہیں مثلاً  
ایک صحیح عقیدہ سنی مسلمان یہ کہہ دے کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں  
جنت کی کنیاں ہیں یا وہ جس کو چاہیں جنت دے سکتے ہیں تو یہ ان کے لئے قابل  
یقین اور قابل قبول نہیں لیکن اس کے برعکس ان کا عقیدہ یہ ہے کہ

”واللہ العظیم (خدا کی قسم) مولانا اشرف علی تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات  
آخری کا سبب ہے“ (تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص ۱۱۱)

آخرت میں نجات پانا جنت میں جانا ہے اور آخرت کی نجات مولوی تھانوی کے پاؤں  
دھو کر پینے پر موقوف ہے تو ان کے نزدیک جو بات نبی اکرم رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ہاتھ میں نہیں وہ مولوی اشرف علی تھانوی کے پاؤں میں ہے۔ یہ ہے ان کے نزدیک  
حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان۔ کاش اس کو راہن کے اندھے کو کہیں یہ مشہور  
حدیث ہی نظر آتی ہوتی کہ

”ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔“

تو ایسی لاف یعنی بکواس نہ کرتا مگر ان کے نزدیک ایسی حدیث حدیث ہی نہیں رہتی جس  
میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کا بیان ہو۔

”سوال: لیسما خلقت الدنيا لى محبوب، میں آپ کو پیدا کرنا منظور  
نہ ہوتا تو ہم دنیا کو پیدا نہ کرتے“ (حدیث قدسی)

دنیا پیدا نہ ہوتی تو دنیا بھر کی مائیں کہاں پیدا ہوتیں۔ ماں کے قدموں کے نیچے تو جنت ہے  
اور جن کے صدقہ میں سب مائیں پیدا ہوئیں ان کے ہاتھ میں جنت کی کنی نہ ہو  
نظر مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے؟

بتلیئے سیدنا اعظم حضرت امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس شعر میں کیا شرعی قباحت  
ہے کہ غلہ ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی؟ چلو آپ یوں کہہ لیں  
”ہم دیوبندی نہ رسول اللہ کے ہیں اور نہ جنت رسول اللہ کی“ اگر اس طرح قرار آتا ہے  
تویوں ہی کہیے اور جاتے جہاں آپ کا ٹھکانا ہے۔  
باقی رہی ”برکات الامداد“ کی یہ بات کہ

”جنت کی زمین اللہ جل وعلا نے حضور کی جاگیر کر دی ہے کہ اس میں سے جو  
چاہیں جسے بخش دیں“

مصنف کا مقصد اگر دھوکہ دینا نہ ہوتا تو وہ ان الفاظ کے ساتھ امام اہل سنت سیدنا  
اعظم حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا بیان فرمودہ حوالہ ہی نقل کر دیتا مگر مقصد تو  
بہر صورت دھوکہ دینا ہے اور لوگوں کو گمراہ کر کے اپنے ساتھ جہنم میں لے جانا ہے



اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے یہ الفاظ کہاں سے نقل فرمائے ہیں؟ دل کی نہ سہی سر کی آنکھیں  
ہوں تو پڑھیں فرماتے ہیں :

« علامہ علی قاری رحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں یشہد من اعلاقہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الامر بالشدال ان اللہ تعالیٰ ممکنہ  
من عطاء کا عاذاذ من شدائین الحق یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
نے جو اربعہ بن کعب رضی اللہ عنہ کو مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستغنا ہو رہا ہے  
کہ اللہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو  
چاہے عطا فرمائیں پھر لکھا ذکر ایں سبح فی خصائصہ وغنیہ  
ان اللہ تعالیٰ اقطہ ارض الجنة یعطی منها ما شاؤں بسبب یشاء  
یعنی امام ابن سبع وغیرہ علماء نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر  
کر دی ہے کہ اُس میں سے جو چاہیں بے چاہیں بخش دیں »

کیوں جناب مصنف سیف حقانی اب آپ خود ہی بتائیں آپ کے ہاں نہ نہیں نہیں  
بلکہ احمقانہ اعتراضات کی زد کہاں پڑی احادیث شریفہ پر کیونکہ راجع بن کعب سلمی  
رضی اللہ عنہ کو مانگ کیا مانگتا ہے کی حدیث شریفہ کو صحیح مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ  
و معجم کبیر طبرانی وغیرہ نے بیان کیلئے لہذا منکر حدیث بننا پڑے گا۔ علامہ علی قاری  
علیہ الرحمۃ الباری کی مرقاۃ سے منہ موڑا تو حقیقت کے رُحوں کا پول کھل جائے گا۔  
اس کے بعد اسی صفحہ پر مصنف کے نقل کردہ فتاویٰ افریقہ کے حوالہ کا بھی  
جائزہ لیتے ہیں۔ مصنف سیف حقانی لکھتا ہے :

« دوسری جگہ برلا اور صاف صاف حضور کے بارہ ہیں اُمت کے منصوص  
عقیدے کا انکار اور رو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ محتاجی ہی منشاء شفاعت  
ہے جہاں محتاجی نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کر دیا جاتے تو شفاعت  
کی کیا حاجت ہو » و فتاویٰ افریقہ ص ۱۳۸

گویا مصنف نے اپنی جان میں یہ ثابت کر دیا کہ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ  
شفاعت کے منکر ہیں حالانکہ یہ چور فتاویٰ افریقہ ہی سے سوال و جواب دونوں نقل کر  
دیتا تو اس کی چوری عین موقع پر پکڑی جاتی۔ ہم فتاویٰ افریقہ سے پہلے سوال نقل کرتے  
ہیں اور پھر اس سوال سے متعلق جواب۔ اس سے خود بخود واضح ہو جائے گا کہ سیدنا  
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی شفاعت کا انکار نہیں فرما رہے بلکہ ایک منکر شفاعت کے  
شبہ کا انکار فرما رہے ہیں۔ فتاویٰ افریقہ میں یوں ہے :

سوال ۸۲ طوارق اپنا راہ ناپیر و مرشد و سید کے واسطے ڈھونڈتے تو وہ اُس کا سید  
ہو کر دنیا و آخرت میں شفاعت کر کے عذاب سے نجات دلاتے ہیں یا نہیں  
زید کہتا ہے کہ قیامت میں انبیاء و اولیاء سب اللہ عزوجل کے دربار میں تو محتاج  
ہوں گے دہاں کس کو طاقت ہوگی کہ شفاعت کرے » ۱۴

دیکھئے سوال میں زید منکر شفاعت یہ کہہ رہا ہے :

« کہ قیامت میں انبیاء و اولیاء سب اللہ عزوجل کے دربار میں تو محتاج ہونگے  
دہاں کس کو طاقت ہوگی کہ شفاعت کرے »

تو زید منکر شفاعت کے جواب میں امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
فرماتے ہیں :

« زید گمراہ کی یہ شدید جہالت و ضلالت قابل تماشاکہ دربار الہی میں محتاج نہ  
کونفی شفاعت کی دلیل ٹھہرایا حالانکہ یہ محتاجی ہی منشاء شفاعت ہے جہاں  
محتاجی نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کر دیا جائے شفاعت کی کیا حاجت ہو »  
و فتاویٰ افریقہ ص ۱۳۸

مصنف سیف حقانی نے اپنے دل کی بیماری کی مجبوری کے باعث زید منکر شفاعت کا  
جائزہ سوال تو مطلقاً نقل ہی نہیں کیا اور سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے جواب کا وہ جملہ  
جس میں زید منکر شفاعت کے جائزہ استدلال کا رویتا دیدہ و ناشہ چھوڑ دیا اور اپنی  
ہاں مراد ثابت کرنے کے لئے صرف آخر کے چند الفاظ نقل کر دیئے



۸۔ زمین کیا آسمان بھی تیری کج بینی پر روتا ہے

اگر اہل دیوبند میں کوئی مصنف مزاج ہے تو بتائے کہ کیا اب اسی طرح چوری اور چور بازاری سے دیوبندیت کا دفاع ہوگا کیا ایسے بدترین نمایاں کو علامہ قرار دیا جا سکتا ہے اور ایسے چوروں کی تصانیف پر اعتماد کیا جا سکتا ہے جو جھوٹ اور جعل سازی کے بغیر ایک قلم بھی نہیں چل سکتے ؟

مصنف سیف حقانی نے ۱۹۵۷ء سے آگے متعدد اشعار پر اعتراضات

مسمیات پر سیدنا اعلیٰ حضرت کی مدح میں اور اعلیٰ حضرت کے سرکار رسالت و سرکار غوثیت کی مدح میں بعض اشعار پر اپنی جمالت و لاعلمی کے باعث عامیانہ انداز میں اعتراضات کئے ہیں اور مذاق اڑایا ہے۔ کاش مصنف اعتراضات مع دلیل نقل کرتا تو بہتر ہوتا۔ اکثر اعتراضات زبانی کلامی ہیں اور بعض جگہ صرف اشعار ہی نقل کر دیئے۔ نہیں معلوم ان پر اس کو کیا اعتراض ہے۔ بہر حال ہم اس کے نقل کردہ اشعار پر اپنی معروضات پیش کرتے ہیں جو ایک جیسے مفہوم کے اشعار ہیں ان کا مشترکہ جواب دیتے ہیں۔

مصنف نے مثلاً پر نعت الروح کے حوالہ سے لکھا ہے کہ

تبر و نشر و حشر میں تو ساتھ دے ہو میرا مشکل کشا احمد رضا  
حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو اپنے سایہ میں چھا احمد رضا  
لکھتا ہے "گویا حشر کے دن احمد رضا خان شافع محشر اور مشکل کشا بن کر جلوہ گر ہوں گے..... غریب کی مشکل کشائی اور شفاعت دونوں خاندان صاحب کے لئے ثابت ہو گئے"

اس کے بعد مصنف نے ۱۹۵۷ء پر یہ شعر نقل کئے ہیں۔

نزع میں گور میں میزبان سر پہل پہ کہیں نہ چھے باقی سے دامن مٹے تیرا  
دعویٰ حشر کی وہ جانسوز قیامت ہے مگر مطمئن ہوں کہ سب سر پہ ہے پلا تیرا  
(بدلتی بخشش مٹا)

مصنف نے یہ اشعار نقل کرنے سے قبل لکھا ہے "آپ نے سب کچھ عبد القادر کو بتایا  
کا اگر کسی پتو حسین احمد نامزدی کو نہش پر آدمی درجن کے گت جنگ القاب وین والیہاں  
مضروب غوث اعظم قطب عالم پیران و پیر شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو عامیانہ انداز  
میں صرف عبد القادر نکھڑا ہے۔ بہر حال ہم اصل بات کی طرف آتے ہیں اور یہ  
شکست کرتے ہیں کہ حضرات مشائخ کو اسم پیران عظام قدس امرار ہم فروع اگر، میزبان  
اور پھر اظہار پر کچھ کام آتے بھی ہیں یا نہیں۔

دیکھئے میزبان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے :

جميع الاممۃ المجتہدین یستفدون فی اتباعہم ویلا خطوہم فی  
شدائدہم فی الدنیا والآخرۃ ویوم القیمۃ حتی یجاوزوا الصراط  
تمام التہدیین اپنے پروردگار کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و آخرت میں ہر جگہ  
سختیوں کے وقت ان کی نگاہ داشت فرماتے ہیں جب تک مراۃ سے پاؤں نہ جائیں  
نیز لکھتے ہیں ان ائمة الفقہاء والصلوۃ کلہم یستفدون فی مقلدہم  
وبلائ حلقون احلام عند طلوع روحہ وعند سؤال منکر و منکیر لہ  
وعند النشر والحشر والحساب والمیزان والصرار ولا یخفون  
عنہم فی موقف من العذاب بیشک سب پیشوا اولیاء و علماء اپنے اپنے پروردگار  
کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے پیروں کی روئے نکلیں گے جب منکر و منکیر اس سے  
سوال کرتے ہیں جب اس کا حشر ہوتا ہے جب اس کا نام اعمال لکھا ہے جب  
اُس سے حساب لیا جاتا ہے جب اُس کے عمل ملتے ہیں جب وہ مراۃ پر چلتا ہے  
ہر وقت بہر حال میں اس کی نگاہ بانی کرتے ہیں اصل کسی جگہ اُس سے لائق نہیں بنتے

اسی میزبان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے :

ولسما مات نتیجتا شیخ الاسلام الشیخ تاجہ الدین القافی راہ بعض  
الصالحین فی المناقم فقال لہ ما فعل اللہ بک فقال لہا اجلسی  
المسکان فی القبر یسالا فی اتاہما الامام مالک فقال مثل هذا یحتاج



الاستاذ فی ایمانہ بالمشقہ ورموزہ تنجیاً عند فتنہ یا عسی یعنی جب ہمارے  
استاذ شیخ الاسلام امام ناصر الدین نقاشی مابین رحمۃ اللہ تعالیٰ کا اشتغال ہوا بعض صالحین  
نے ان کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا، فرمایا جب مگر تکبر  
نے مجھے سوال کے لئے بھایا امام انگلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشبیہ لائے اور فرمایا  
ایسا شخص بھی اس کی حاجت رکھتا ہے کہ اس سے اللہ و رسول پر ایمان کے بارے میں  
سوال کیا جائے، انگلہ ہر بار اس کے پاس سے اٹھتا اور بھوتے انگلے ہو گئے پھر فرمایا  
واذا کان مشایخ الصوفیۃ بلا خطرون، انما عجم وجریدہیم فی جمیع  
الاحوال واللہ اللہ فی الدنیا والاخرۃ فکیف یا ثمة المستاہدب یعنی  
ہمبہ اویا ہر جہل جو حق کے وقت اپنے پیروں اور پیروں کا دنیا و آخرت میں  
خیال رکھتے ہیں تو انہیں صاحب کا کیا کہنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع مولانا نور الدین جامی  
قدس سرہ اسمیٰ للہات اللہ شریف میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی سے  
نقل کرتے ہیں کہ قریب وصال مبارک اپنے سریدل سے فرمایا درہر حالت کہ بائید  
برایا و کنید تا من شمار آمد باشم درہر لہات کو باشم یعنی ہر حال میں مجھے یاد کرو  
کہ میں ہر لباس میں تمہاری مدد کروں گا۔

میں اختصار مانع ہے ورنہ غزوات جناب مرزا مظہر جانجانا صاحب اور دیگر کٹر اہل حق  
کے حوالہ بات بھی نقل کرتے، مصنف سیف حقانی کے دماغ میں دیر بند ہے یا وہ خود دیر میں  
بند ہے، وہ اس بندی سے آزاد ہو کر کچھ پتہ چلے کہ اکابر علماء و فقہاء اور حضرات مشائخ و  
اولیاء اللہ کیا فرماتے ہیں، متذکرہ بالا حوالہ بات میں قبر و مشرف و شریذ ان دہل ہر چیز کی صفات  
موجود ہے مگر اس کا کیا علاج کہ دیر بند کے مذہب نامہ مذہب کا جب اصول ہی ایک ہے کہ  
میں نہیں مانتا۔

مصنف نے اشعار نقل کرنے کے عہد میں مبتلا ہو کر مدد فرمائی اشعار بھی نقل کئے ہیں۔

ان دن قہر اسے عزت دے تیکھا تیرا - مر کے تیرا چین سے سوتا نہیں مارا تیرا  
دل پر کندہ ہو ترا نام کو وہ دُزدِ رحیم - اسے ہی پاؤں پھرے دیکھ کر غصا تیرا

مصنف بعض اشعار نقل کر چکے ہیں اپنی تکلیف نہیں بتائی کہ ان اشعار پر کیا اعتراض ہے اور  
اس کی کیا دلیل ہے جواب کیا دیا جائے اور کس بات کا دیا جائے؟

اسی طرح مصنف نے۔

گروں چمکے تیرے دل لٹ گئے - کشت ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

شعر نقل کر کے اپنی بے ٹکلی لفظی کا مظاہرہ کیا ہے البتہ "قول ناموس" کے زیر عنوان  
مدائق بخشش ۲ سے یہ شعر نقل کیا ہے۔

ذی تصرف ہی ہے مازن ہی مختار بھی ہے - کار عالم کا مدبر بھی عبد القادر

اس پر یہ جاننا کہ گستاخانہ تبصرہ کیا ہے کہ

"خود مجھے مٹی کے پتے جو موت کے دست نشا سے اپنے گونہ بچا سکے وہ کار عالم  
کا مدبر ہے۔"

اس کے ساتھ یہ شعر نقل کیا ہے۔

بندہ قادر کا بھی ہے قادر میں عبد القادر - سرِ باطن ہی ہے ظاہر بھی عبد القادر  
مدائق بخشش ۲

دیر بند ہی طاقتور سی بات بھی الٹی کرتا ہے اگر یہ بد بخت مذکورہ بالا اشعار کو اپنی صحیح  
ترتیب سے لکھ دیتا تو اس کے دو میں سے ایک اعتراض تو خود بخود زہد و دگر ہو جاتا ہے  
لیکن مصنف نے کمال عیاری سے پہلا شعر پیچھے اور پچھلا شعر پہلے لکھ دیا، مدائق بخشش  
میں یہاں ہے۔

بندہ قادر کا بھی ہے قادر عبد القادر - سرِ باطن ہی ہے ظاہر بھی عبد القادر

ذی تصرف بھی ہے مازن ہی مختار بھی ہے - کار عالم کا مدبر بھی عبد القادر

پہلے شعر میں بندہ قادر کا بھی ہے ایک ایسا جامع تصور ہے جس کے بعد کوئی بھی  
حق سے احمق شخص اعظمت پر سیدہ ناشی عبد القادر کو خدا یا قادر مطلق قرار دینے کی جسارت  
نہیں کر سکتا، جب بر طالع پر اعظمت رضی اللہ عنہ حضرت غوث اعظم کو بندہ قادر کا بھی  
ہے تسلیم فرما رہے ہیں تو خدا کیسے فرما سکتے ہیں، باقی رہا قادر بھی ہے عبد القادر تو



کتاب لذت میں قدرت کا معنی والاسبہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے سے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت سی قدر میں عطا فرماتی ہیں۔ یہاں قدرت بمعنی طاقت لیا جائے گا۔ جب یہ ہے تو صراطِ مطن و ظاہر کہنے پر کیا اعتراض؟ اگر ہے تو محد و دلیل بیان کیا جائے۔

باقی رہا دو سر اسطر۔

ذی تصرف ہی ماذون ہی مختار ہی ہے۔ کار عالم کا مدبر ہی ہے عبد القادر

اس میں بھی تمام فضائل و کمالات کے باوجود حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا نہیں قرار دھتے نہیں بلکہ عبد القادر تسلیم فرماتے ہیں۔ باقی رہا ذی تصرف ماذون و مختار اور مدبر ہونا تو بندہ قادر کا کہنے کے بعد اس میں کوئی مضائقہ یا شرعی تباہی نہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے ممبروں کو بے شمار اختیار دیئے ہیں ان کو ذی تصرف بنایا ہے اور یہ سب آپ ثابت کی جا چکی ہیں۔ اس شعر پر ہم نے قہر خداوندی بردھا کہ دیوبندی میں بغض، کثرت کی ہے یہاں مختار عرض ہے۔ بابائے دیوبند مولوی اسماعیل دہلوی سلفِ تقویٰ اہل ان صراط مستقیم صراط پر رکھتے ہیں:

یہ بندہ منصب والے تمام عالم میں تصرف کے موزع مطلق ہوتے ہیں۔ وہ انہیں کتنا چاہتا ہے کہ عرض سے نریش تک جاری عظمت ہے۔

یہ تو بابائے دیوبند کا قول تھا اور شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ زبدۃ الآثار تلخیص بحیثہ الاسرار میں نقل کرتے ہیں:

شیخ عزاؤد بھائی نے پیشگوئی کی تھی کہ شیعہ میں ایک نوجوان کا نام سیدنا عبد القادر ہوگا جس کی ہدایت سے ہی مقامات و ولایت ظاہر ہوں گے اور اس کی جلالت و کرامات ظاہر ہوں گی وہ ہر حال پر چھا جائیں گے اور محبت خداوندی کی بندگیوں پر پہنچ جائیں گے، تمام عالم امکان ان کے حوالے کر دیا جائے گا۔

زبدۃ الآثار ص ۱۷۷

حضرت ابو سعید قیلوی سے قطب وقت کے اصناف و ریاضت کئے گئے تو

آپ نے فرمایا کہ قطب تمام امور وقت کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے اور کن مکان کے تمام امور کا اختیار اُسے دے دیا جاتا ہے لوگوں نے پوچھا پھر ایسا قطب وقت آپ کی نظروں میں کون ہے؟ آپ نے فرمایا، شیخ سید عبدالقادر حبیبی ہی ایسی شخصیت ہیں۔ (زبدۃ الآثار ص ۱۷۷)

شیخ سیدی عقیل منجی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے جناب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بیان کیا گیا۔ ایک نوجوان ولی اللہ بغداد میں ظاہر ہوا ہے تو آپ نے فرمایا اُس کا حکم تو آسمانوں پر ہی چلتا ہے۔ وہ بڑا رفیع الشان نوجوان ہے ملکوت میں اُسے سفید باز کے نام سے یاد کیا جاتا ہے؟ (زبدۃ الآثار ص ۱۷۷)

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اپنے چچا ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کی زیارت کو آیا، میرے چچا نے آپ کا نہایت ہی ادب کیا آپ کے سلسلے دو زانو ہو کر خنس گم کردہ بیٹھے رہے۔ جب میں مدبر دیکھا میں گیا تو اپنے چچا سے پوچھا کہ آپ اس قدر مؤدب کیوں ہو گئے تھے؟ آپ نے فرمایا میں ادب کیوں نہ کرتا اللہ تعالیٰ نے انہیں اختیارات و جود و ملکوت میں بھی عطا فرمائے ہیں۔ (زبدۃ الآثار ص ۱۷۷)

اب معنف سیف حقانی شیخ عزاؤد بھائی حضرت ابو سعید قیلوی۔ شیخ عقیل منجی۔ شیخ شہاب الدین سہروردی۔ شیخ ابوالنجیب سہروردی کے نام سکر ہی دوا دیا کرے گا اور کہے گا کہ کسی منجی کے حوالے سے کہا ہے، کسی قیلوی کے حوالے سے لکھا ہے وغیرہ کیونکہ یہ حضرات مشائخ کرام اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی سرور تھیں تو اس کے نزدیک معتبر نہیں البتہ گنگوہی، انبیشوری، ثناءوی اس کے لئے جوت اور قابل اعتماد ہیں۔

ممدحیر کرنا یا کار عالم کا مدبر ہونا قرآن عظیم میں فرشتوں کے لئے ثابت ہے، فرمایا فالسہ بدلت اسراً۔ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ "قسم ان فرشتوں کی پھر ہر امر کی ممدحیر کرتے ہیں" فالسہ بدلت اسراً



کے تحت معالم التزیل شریف میں ہے:

قال ابن عباس هم المنيكة وكذا اجابوا في دعاءهم الله تعالى العمل  
بما قال عبد الرحمن بن سابط سيدنا ابو الاصر في الدنيا اربعة  
جبريل وميكائيل وملائكة السموات واسرافيل عليهم الصلوة  
والسلام فاما جبرئيل فمركب بالرياح والجحود واما ميكائيل  
فمركب بالقطر والنبات واما ملك السموات فمركب بقبض الانفس  
واما اسرافيل فهو مفرق بالامم عليهم يعني عبد الله بن عباس  
رضي الله عنهما فرمايا به دريات الامم لانك في ان الامم في مقرر كمن في  
جن كاد ان الله عز وجل في انهم قليم فرماي عبد الرحمن بن سابط فرمايا دنيا  
في چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں جبرئیل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل  
علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جبرئیل تو ہواؤں اور شکروں پر مرکب ہیں کہ ہوائیں چلانا  
شکروں کو فاع و شکست دینا ان کے تعلق میں ہے اور میکائیل باران و روئیدگی  
پر مقرر ہیں کہ میسر برسالت اور درخت اور گھاس اور کھیتی اگاتے ہیں اور عزرائیل  
قبض روح پر مسلط ہیں اور اسرافیل ان پر حکم دیکر آتے ہیں۔

کار عالم کا مدبر ہونا تو فرشتوں کے لئے بھی ثابت، جب یہاں قابل اعتراض نہیں تو  
پھر مجبوراً خدا خصوصاً محبوب سبحانی غوث صمدانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ البعانی  
کو کار عالم کا مدبر کہنے سے آخر کو کسی قیامت ٹوٹ پڑی؟ تدبیر کائنات کے مسئلہ پر  
تقریباً نو صدی بردھما کہ دیوبندی میں مدلل و مفصل لکھا گیا ہے تفصیل وہاں ملاحظہ ہو۔  
مصنف سیف حقانی نے ص ۹۱ پر ذرا ادیب بنکر مندرجہ ذیل اشعار پر جہالت  
کے موتی بکھرے ہیں۔

قد بے سائے نخل کبریا ہے ۔ تو اس بے سائے نخل کا نخل ہے یا غوث  
تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب ۔ قلمرو میں خرم تا جل ہے یا غوث

مگر جہیں برے انوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ یہ معلوم ہی نہیں کہ مصنف کو ان

اشعار پر کیا اعتراض ہے اور کیا اس کی دلیل ہے؟ مصنف کو چاہیے تھا کہ ہر شعر کے  
ماتقاً اس پر اپنا اعتراض اور اس کی دلیل بیان کرتا بعض اشعار کی نقل سے کیا فائدہ ہم بھی  
پر زار ہو کر گنگوئی نقل کر سکتے ہیں۔ تجربات معقول اور دلیل و ثبوت سے ہونی چاہیے بلاشبہ  
قد بے سائے نخل کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نخل کبریا میں تو درخت اعظم رضی اللہ عنہ اس بے سائے  
نخل کا نخل ہیں کہ حسی حسینی سادات کرام سے ہیں۔ مہر کار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے  
وارث و نائب ہیں اور بے سائے نخل کے نخل ہیں۔ بتائیے اس پر مصنف کو کیا اعتراض ہے؟  
اگر نبی اکرم رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بے سائے کہنا مصنف کے نزدیک باعث تکلیف  
ہے تو اکابر دیوبند نے خود بھی بے سائے لکھا ہے ملاحظہ ہو "امداد السلوک" مصنف مولوی  
رشید احمد گنگوہی و عزیز الفتاویٰ جلد ششم ص ۲۰ وغیرہ کتب اکابر دیوبند۔ ہاں البتہ یہ معلوم  
ہوتا ہے کہ مصنف کو ۔

تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب ۔ قلمرو میں خرم تا جل ہے یا غوث  
سے ضرورت تکلیف ہوتی ہوگی۔ اور حرکت قلب بیٹھ گئی ہوگی۔ مگر ہم ابھی تھوڑا پہلے حضرت  
ابوسعید قیلوی قدس سرہ العزیز کی روایت شیخ محقق حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی قدس  
سرف نقل کر چکے ہیں:

حضرت ابوسعید قیلوی سے قطب وقت کے اوصاف دریافت کئے گئے تو آپ  
نے فرمایا کہ قطب تمام امور وقت کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے اور کون و مکان کے  
تمام امور کا اختیار اسے دیدیا جاتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: آپ کی نظروں میں کون ہیں؟  
فرمایا: عبد القادر جیلانی ایسی شخصیت ہیں۔ "ذنبہ اذہم الخیرین بیہت الاسرار علیہ السلام"

زبدۃ الانوار حضرت امام اجل سیدی ابوالحسن نور الملتی والدین علی بن یوسف بن جبریل  
شطرنی قدس سرہ کی کتاب بیہت الاسرار شریف کی تالیف سے یہ وہ بزرگ جن کو حضرت  
حافظ الحدیث علامہ امام جمال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ اور امام نقی رجال شمس الدین  
ابوہی نے طبقات القراء میں الامام الاوحد کہا ہے۔ اگر ایسے جلیل القدر اکابر محدثین  
و متقیین اور ائمہ دین بھی قابل اعتماد نہیں تو پھر ہم آسمان پر سنہرے لفظوں میں تو لکھا دکھا



نہیں کہتے۔ ان اتنا کہہ سکتے ہیں چلو آپ ان حضرات کو نہ مانیں مگر بابائے دہابیت یعنی وہی  
تمہارے تقویت الایمان والے اسماعیل تو معتبر ہیں مستند ہیں حجت ہیں ان ہی کی بان کو  
وہ کہتے ہیں :

”یہ بلند منصب والے (غوث، قطب، تمام عالم میں تعریف کے مختار مطلق ہوتے  
ہیں انہیں کہا پہنچتا ہے کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔“ (روایت مستقیم)

چاہئے جو عالم میں تعریف کے مختار مطلق ہوں اور عرش سے فرش تک جن کی سلطنت  
میں ہوں ان کے متعلق امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے یہ کہہ دیا تو کیا غلط کہا۔  
تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب۔ قلمرو میں خرم تا جل ہے یا غوث  
اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تو شرق تا غرب ہی کہا تھا مگر بابائے دہابیت تو عرش سے فرش  
تک کے مختار مطلق مان رہے ہیں۔ عرش سے فرش تک ان کی جاگیر میں ہے تو مختار مطلق  
ہیں یا خالی ہاتھ مختار مطلق ہیں ! ہر شخص مجازی طور پر اپنے مکان اپنی دوکان اپنی زمین کا  
مالک ہوتا ہے یہ اس کی جاگیر ہیں۔ اس سے وہابیوں کے نزدیک بھی شرک لازم نہیں آتا تو  
مجددان خدا کے مختار مطلق ہونے یا یہ چیزیں ان کی جاگیر میں آنے سے کس طرح شرک ہو  
زعمائے جگہ اللہ تعالیٰ مالک حقیقی ہے ؟ کہتے ہی لوگ ایسے ہیں جن کی جاگیر سو سو دو سو سو  
بلکہ اس سے بھی زیادہ مرلعبہ اراضی ہے کیا یہ وسیع اراضی اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں نہیں ہے؟  
مصنف صاحب اپنے جنوں میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا یہ شعر بھی نقل کیا ہے :

”اگال اسس کا ادھار ادا کر کا ہو۔ جسے تیرا اسس حاصل ہے یا غوث

اور اس کے بعد ایک دوسرا شعر۔

”جسے عرش دوم کہتے ہیں افلاک۔ وہ تیری کسی منزل ہے یا غوث

بھی لکھا ہے۔ مگر یہ جاہل دیوبند ان اشعار کے مفہوم معانی کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔  
لہذا ہے بس ہو کر رہ گیا ان اشعار پر جرات لب کشائی نہ ہوتی اور کوئی اعتراض نہ کر  
سکا۔ البتہ ”شیخ کی مجلس وعظ“ کے ذیعدوان ص ۷۷ پر مندرجہ ذیل اشعار  
نقل کئے ہیں ۔

ولی کیا سرسل آتیں خود حضور آئیں۔ وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث  
ملک مشغول ہیں اسس کی شنائیں۔ وہ تیرا ذکر و شغل ہے یا غوث  
(حدائق بخشش جلد دوم ص ۷۷)

نہ کیوں ہو تیری منزل عرش ثانی۔ کہ عرش حق تیری منزل ہے یا غوث  
کب ٹوٹے کہ جو مانگوٹے گا۔ رضا تجھ سے تیرا سائل ہے یا غوث  
احد سے احمد اور احمد سے جمع کو۔ گن اور سب گن کن محفل ہے یا غوث  
بحکم کیسا عرب عل کیا حرم ہیں۔ ہی ہر جا تیری محفل ہے یا غوث  
ہے شرح اسم اللہ تیرا نام۔ یہ شرح اس حق کی محفل ہے یا غوث

مصنف سیف حقانی نے ایک سانس میں پوری منقبت نقل کر ڈالی مگر ان اشعار پر  
اعتراض کون کرے۔ اتنی استعداد و قابلیت کہاں سے لائے ۔

یہ وہ دربار سلطان قلم ہے۔ یہاں پھر کشوں کا سر قلم ہے

حدائق دوم کم از کم گنگوہی، انیسویں، تھانوی، محمود الحسن و طبع احمد کی حیات میں چھپ  
چکا تھا۔ ان اکابرین دیوبند نے اعلیٰ حضرت کے خلاف بہت بدزبانیاں کی ہیں مگر ان اشعار  
پر جرات لب کشائی نہ ہوتی جن پر مصنف سیف حقانی داویلا کر رہا ہے۔ جب یہ اشعار اس  
کے اکابر کے فہم و ادراک سے باہر تھے تو یہ بے چارہ کس شمار و قطار میں ہے جو اعتراض  
کی جرات کرے اور ویس سے جھٹلائے ؟

مگر مصنف نے کسی بھی شعر پر کوئی اعتراض نہیں کیا لیکن ہم اپنی طرف سے ان کے  
مناظروں کا جواب دیتے ہیں۔ پہلا شعر۔

ولی کیا سرسل آتیں خود حضور آئیں۔ وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

اس سے پاکستان کے نوموؤں دیوبندی مناظر یہ تاثر دیتے ہیں کہ دیکھو غوث اعظم کی وعظ کی محفل  
میں مرسلین بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لیا۔ گویا بریلویوں کے نزدیک غوث اعظم رضی اللہ  
عنه کا مرتبہ انبیاء و رسل علیہم السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا ہے۔ حالانکہ جب کوئی  
بڑا چھوٹے کے پاس جائے تو یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ فیض لینے کے لئے جاتا ہے یا بڑا کچھ



کہ جاتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی چھوٹا بڑے کے پاس جاتا ہے تو حاصل کرنے کے لئے جاتا ہے اور جب کوئی بڑا چھوٹے کے پاس جاتا ہے تو فیض پہنچانے اور فیضیاب بنانے کے لئے جاتا ہے اور ہاتھوں میں بندہ اوصاف کسی چھوٹے کے پاس جانا اور فیض پہنچانا تو اور بھی افضل و کمال کی بات ہے اور پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کسی سن گھومت واقعہ کو نظم نہیں فرمایا بلکہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل و عطا میں حضور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ اور سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تشریف لانا تو ان جو مکی نے فتاویٰ حریثہ میں سیدی غوث اعظم کا یہ واقعہ خود آپ کی روایت سے ابن المظن کی "طبقات الاولیاء" سے نقل فرمایا ہے اور اس واقعہ کو مولوی منظور شبلی میرا عرفان جیلہ بر سے دیوبندی سنا کر کی نگاہ میں لکھی جانے والی کتاب "بریلوی نقشب کا نیا روپ" میں مولوی عارف شبلی دیوبندی نے پورا نقل کیا ہے جو یوں ہے :

"ایک دن ظہر کی نماز سے پہلے میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو رہبراری کی حالت میں دیکھا آپ نے بعد غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا بیٹا! تم لوگوں کو وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے یا سنتی دم لایا تکلم میں نے عرض کیا میں ایک عجمی آدمی ہوں بھڑا کے اہل زبان اور اصحاب فصاحت کے سامنے کیسے بات کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو! میں نے منہ کھول دیا تو آپ نے سات بار میرے منہ میں تھوکا اور فرمایا جاتو اب وعظ کہو اور حکمت اور مواعظ حسنہ کے ساتھ لوگوں کو خدا تعالیٰ کے راستہ پر چلنے کی دعوت دو اور حضرت شیخ قدس سرہ (فرماتے ہیں) اس کے بعد میں نے ظہر کی نماز ادا کی اور میں وعظ کے لئے بیٹھ گیا اور مخلوق بڑی تعداد میں جمع ہو گئی جس کی وجہ سے مجھے برون مشکل ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مجلس وعظ میں میرے سامنے کھڑے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا بیٹا کیا بات ہے کیوں نہیں بولتے؟ میں نے عرض کیا ادا جان! مجھ کے اثر سے برون مشکل ہو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنا منہ کھولو۔ میں نے اپنا منہ کھول دیا تو آپ نے اس میں پھر دفعہ تھوکا اس

کے بعد سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قائب ہو گئے اور میں نے وعظ کیا۔  
 (بریلوی نقشب کا نیا روپ ص ۱۱۱)

اب اس کی روشنی میں یہ سبے خبر جاہل "علامہ" خود بتائے کہ یہ کہنا ہے۔

دلی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں۔ وہ تیری وعظ کی محفل سے یا غوث

کیونکہ قابل اعتراض و باعث ملامت ہو سکتا ہے!

اب ایک طرف یہ واقعہ ہے کہ مصنف سیف عثمانی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی محفل وعظ میں فیض پہنچانے کے لئے آنے کا انکار کر رہا ہے اور اس کو اس کا لڑکھٹائی دے اپنی پر محمول کرتا ہے۔ لیکن دوسری طرف فقیر یہ طور پر یوں بیان کرتے ہیں کہ جب مولوی قاسم نانوتوی کے مرنے کا وقت قریب آیا تو :

"سرور کائنات خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم خلفاء اربعہ راستہ میں تشریف لائے اور فرشتے بھی نظر آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی پر تشریف فرما تھے خلفاء اربعہ راشدین کھڑے تھے سامنے ایک پنگ پر دیکھا مولانا (نانوتوی) آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ (مولانا نانوتوی) کی پیشانی کو روبرو دیتے ہوئے فرما رہے ہیں اے حبیب! میں کیا دیر ہے۔" (سوانح نامی جلد دوم ص ۱۱۱)

یہاں ان لوگوں کو کوئی تو بین نظر نہیں آتی۔ اس کو یہ لوگ بے ادبی سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک بے ادبی اس وقت ہے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سیدی غوث اعظم کی محفل وعظ میں رونق افروز ہوں۔ باقی رہا یہ کہ۔

ملک مشغول ہیں ان کی کشا میں۔ جو تیرا ذکر و شغل ہے یا غوث

شعار کاغذی معنی تعریف ہے ثنا خواں تعریف کرنے والے کو کہتے ہیں جو شخص محبوبان خدا کا ذکر خیر کرتے ہیں حالانکہ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ بتائیے اس میں کون سی شرعی قباحت یا شرعی ممانعت ہے؟ بلکہ بعض احادیث میں ہے داہری رکھنے والوں کی فرشتے آسمانوں پر



توفیق کرتے ہیں اور اس کے بعد نہ کہیں ہو تیری منزل عرش ثانی پر بھی کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ نہ صنف نے شعر پر اعتراض کیا۔

اور اس شعر پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

کہا تو نے کہ جو مانگوں گے گا۔ رضا تجھ سے تر اساتل ہے یا غوث

یعنی بس تو مل جا۔

ابنہ مصنف کو اس پر شبہ گزر سکتا ہے کہ

ظن کن اور سب کن کن حاصل ہے یا غوث

تو اس کا جواب پہلے مصرعہ میں ہے فرمایا احمد سے احمد اور احمد سے تجھ کو یعنی اللہ تعالیٰ سے حضور اقدس نبی اکرم رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو کن کن کے اختیارات حاصل ہیں۔ کن کا لغوی معنی ہے جو جا ہے۔ دیکھو فیروز اللغات ص ۵۶۔

کن کے اختیارات تو علماء دیوبند اپنے بزرگوں میں بھی ملتے ہیں ہمیں اختصار مانع ہے ورنہ تفصیل سے بتاتے۔ بہر حال چند حوالہ جات مختصراً ملاحظہ ہوں :

○ ... مولانا نانوتوی فرماتے تھے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب دہلوی کے ایک مرید تھے جن کا نام عبد اللہ خاں تھا ..... یہ حضرت کے خاص مریدوں میں تھے ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی گھر میں صل ہوتا اور وہ توفیق لینے آتا تو آپ فرما دیا کرتے تھے کہ تیرے گھر میں رزق ہوگی یا رزق کا ہوگا جو آپ بتاتے تھے وہی ہوتا تھا۔ (ادراغ شمس)

○ سوانح قاسمی جلد ۲ ص ۱۷۷ لکھا ہے۔ ایک دفعہ شیعوں نے مولانا نانوتوی بانی مدرسیہ دیوبند کے سلسلے ایک زندہ شیعہ نوجوان کا مصنوعی جنازہ رکھ کر جنازہ پڑھانے کی استدعا کی پہلے تو مولانا نانوتوی نے انکار کیا پھر ان کے اصرار پر جنازہ پڑھا دیا پھر ان لوگوں نے فوجان کو اٹھانا چاہا تو نانوتوی صاحب نے کہا اب یہ قیامت کی بیج سے پہلے نہیں اٹھ سکتا دیکھ گیا تو مردہ تھا؟

بتائیے حکم کن اور کس کو کہتے ہیں دیوبندی بزرگ نے لوکا کہا تو لڑکا ہوا، لڑکی کہی تو

لڑکی ہوتی۔ زندہ کو مردہ کہا تو مردہ ہو گیا۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرثیہ میں مولوی محمود حسن صاحب کہتے ہیں :-

مردوں کو زندہ ہے۔ عدس لومرنے نہ دیا۔ اس سیمائی کو دیکھیں ندی ابن مریم

کم کن کی جلوہ گری اسی مرثیہ میں تھوڑا سا آگے یوں ہے :-

دیکھا پر نہ دیکھا پر نہ دیکھا پر نہ دیکھا۔ ان کا جو حکم تھا۔ تصانیف فضلانہ مریم (مرثیہ گنگوہی مشتمل)

بتایا جائے کہ حکم کن اور کس چیز کو کہتے ہیں۔ فقیر نے اپنی کتاب قہر خداوندی بر ہماکد دیوبندی ص ۱۱۱ تا ص ۱۱۳ متعدد مقامات پر کن کن کے اختیارات پر مفصل گفتگو کی ہے۔ قارئین کرام وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

اور اس شعر پر کوئی احمق و عقل سے پیدل ہی اعتراض کرے گا :-

جسم کیسا عرب جل کیب حرم میں۔ بھی ہر جا تیری محفل ہے یا غوث

بلاشبہ عرب و عجم ہندوپاک بلکہ اب تو مغربی یورپی ممالک تک حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی محفلیں جی ہوتی ہیں اور آپ کے عرس پاک گیا رہیں شریف کا چرچا ہے۔

اسی طرح "سہ شرح اسم القادر تیرا نام" میں بھی شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے اور مصنف نے اس کو کسی دلیل شرعی سے باطل قرار دیا۔ محض شعر نقل کر دینے سے کوئی بات غلط یا خلاف شرعیت قرار نہیں دی جاسکتی۔ مصنف نے صلاً پر ایک مکان پر لکھے ہوئے هو القادر کا قہقہہ بھی نقل کیا ہے اور اس کو بڑے خود خرافات و ہزنیات اور کفر و شرک نہ جانے کیا کیا قرار دیا ہے مگر اس نادان کو یہ پتہ نہیں کہ یہاں هو القادر سے مراد حضور پرورد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات نہیں ہے بلکہ خود قادر مطلق جل جلالہ ہے مگر جہالت اور قلبی عناد آدمی کو مجبور کرتا ہے۔ وہ دن کو رات اور رات کو دن کہہ گزرتا ہے اسی طرح مصنف سیف حقانی نے شعر نقل کرنے کے خیبط میں مبتلا ہو کر اعظمت مجددین امت قدس سرہ کا یہ شعر بھی نقل کیا ہے :-

تیسری چیز ہاں تیسرا دانہ پانی۔ تیسرا میلہ قری محفل ہے یا غوث



تشبیہات و کنایات کو نابا مصنف نہیں سمجھتا یہاں کوئی فی الواقعہ چیز ایں مراد نہیں ہیں اور پھر مجازی طور پر کسی شخص کی طرف نسبت کرنے میں کیا مضائقہ ہے مصنف نے محض شعر نقل کیا ہے اور اگر کوئی اعتراض ہوتا تو جواب دیا جاتا۔

مصنف نے بے دریغ اشعار نقل کئے ہیں مثلاً پر یہی اعظم حضرت علیہ الرحمۃ کا یہ شعر بھی ہے۔ میں واحدیث عبد القادر۔ اہل دین را معیت عبد القادر الخ ترجمہ می خود ہی کیا۔ عبد القادر کی بات دین کی اساس و بنیاد ہے عبد القادر ہی اہل دین کا فریاد رہا ہے۔ غالباً اس شعر میں مصنف کو فریاد دین پر اعتراض ہو گا یہ ان کے لئے وبال جان ہے مگر اس بے چارے کو پتہ نہیں۔ دیکھئے گنگوہی صاحب کے تذکرۃ الرشید ص ۴۴ جلد ۲ و ص ۱۱۱ جلد ۲ پر متعدد جگہ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو غوث اعظم، غوث پاک، بک، غوث الثقلین، تحریر ہے۔ غوث الثقلین کا معنی انس و جن کی فریاد کو پہنچنے والے غوث کا معنی فیروز الکائنات ص ۴۴ پر فریاد کو پہنچنے والا لکھا ہے۔ بتایا جائے اعظم حضرت فیاض بریلوی قدس سرہ نے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو معیت تحریر فرما کر کیا غلطی کی جبکہ اکابر دیوبند بھی غوث اعظم غوث پاک تسلیم کر رہے ہیں۔ اس قسم کے حوالہ جات سوانح قاسمی، شائع امدادیہ میں بکثرت ملتے ہیں۔ خدا جانے ان کے نزدیک بریلویوں کو ایسا کہنا کیوں ٹھیک ہے۔ خود دیوبندی کہہ سکتے ہیں آخر اس میں راز کیا ہے کہ جو چیز اکابر دیوبندی کتب میں ملتی ہے وہ بریلوی کیوں نہیں کہہ سکتے؟ مصنف نے ص ۲۹ پر اعظم حضرت کی وصیت، "میرے دین و مذہب کو جو میری کتب سے واضح ہے" الخ کا جابلانہ مذاق اڑایا ہے۔ متعدد بار اس پر بحث ہو چکی ہے۔ حال ہی میں سنتیہ قوال کے رد میں جو پمفلٹ شائع ہوا اس میں بھی اس کا جواب ہے۔ اس سے قبل قہر خداوندی اور برقی آسمانی میں بھی مفصل عرض کیا گیا ہے۔ وہی گروے مردے اس نے نکال لئے ہیں۔

سیف حقانی کے حوالہ پر ہی حوالہ القادر شیخ عبد القادر کی سرخی ساکر مصنف نے بددیانتی کے ساتھ صرف تھوڑا سا یہ مقابلہ دیا ہے کہ مذاق بخشش میں منفیت کے اہستہ دار میں حوالہ القادر ہے جس سے ذات پاک حضرت حق سبحانہ تعالیٰ مراد ہے مصنف نے صرف

یہ لکھی سی سہ ریائی کی ہے حوالہ القادر کے ساتھ یہ ملا دیا شیخ عبد القادر۔ جیسے بریلوی شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کو قادر اللہ مانتے ہیں۔ اگر یہ مقابلہ نہ ہوں دیوبندیت اپنی موت مر جائے مصنف نے کچھ اشعار بھی نقل کرنے کا تکلف فرمایا ہے لکھتا ہے۔

اسے غلط ار شیخ عبد القادر۔ اسے ہندو پناہ شیخ عبد القادر

اس نوع کے متعدد اشعار ہیں مگر مصنف اتنی استعداد کہاں سے لائے جو ان اشعار کو غلط ثابت کرے۔ اس قسم کے چند اشعار نقل کرنے کے بعد کہہ سکتے ہیں۔ مشتے نور خوار کے لور پر حدائق بخشش کی کچھ سیر کرادی ہے۔ اب کون اس عقل کے اندسے سے پرچھے آپ نے کیا سیر کرادی ہے۔ حدائق بخشش تو ایک مدت سے موجود ہے اپنی باطل مراد ثابت کرنے کے لئے جو اشعار نقل کئے ان پر کچھ تراغراض کیا جوتا اور پھر اس اعتراض پر مدلل گفتگو کی جاتی، حدائق کو ایک دنیا پڑھ اور سن رہی ہے۔ اگر شعر ہی نقل کرنے کا شوق تھا تو بعض مقامات کے تھوڑے بہت اشعار نقل کرنے کا کیا فائدہ ایک ایڈیشن حدائق بخشش آپ بھی چھپوا دیتے اور آخر میں لکھ دیتے یہ سب غلط ہے کفر و شرک سے بھرا پڑا۔ اور اگر کوئی ثبوت طلب کرتا تو کہہ دیتے ثبوت کل بروز قیامت دیں گے۔

بزرگم خود "علامہ" نے اعظم حضرت قدس سرہ کے اشعار مبارکہ پر اندھا دھند اعتراضات کرنے کے بعد یہ شعر بھی لکھا ہے۔

قرآن سے میں نعت گوئی کی کمی۔ یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

بلاشبہ اعظم حضرت کے وہ اشعار جو نعمت میں قرآن و احادیث کا نظم میں ترجمہ ہیں، اگر مصنف سمجھتا ہے یہ غلط ہیں تو وہ نعت کا کوئی بھی شعر قرآن و حدیث کے خلاف ثابت کرے۔ مصنف نے مسامحہ میں ص ۱۲ سے مزید ایک شعر نقل کیا ہے جس کو مصنف نے ص ۶۳ و ص ۶۵ پر دو جگہ لکھا ہے مگر دونوں ہی جگہ غلط لکھا خدا جانے قصداً یا عادتاً بہر حال ص ۶۳ پر یوں لکھا ہے۔

۔ زمانے میں میں گرچہ آخر ہوا۔ وہ لاوں جو اگلوں سے ممکن نہ ہوا

اور ص ۶۵ پر یوں لکھا ہے۔



۱۔ زمانہ میں میں گرجہ آخر ہوا ۔ وہ لایا ہوا جو اگلوں سے ممکن نہ تھا

اصل شعر سلام الحرمین شریف میں یوں ہے :۔

۲۔ زمانے میں میں گرجہ آخر ہوا ۔ وہ لاقوں جو اگلوں سے ممکن تھا  
خدا سے پھر اس کا اچھا نہ جان ۔ کہ اک شخص میں جمع ہو سب جہاں

مصنف نے یہ حماقت سے اعظم حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ لگایا ہے حالانکہ اس  
سے وقوف کو علم نہیں کہ یہ شعر امام الاغلیا۔ مولانا شیخ احمد الدخیر میرا صاحب مکی  
رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا ترجمہ ہے ۔

والی دان كنت الاخیر زمانہ لات بمالم تستطیع الا واصل  
ولیس علی اللہ تستنکر ان یجمع العالم فی واحد

ایک حماقت یہ کہ اشعار کو دو جگہ لکھنا اور دونوں ہی جگہ غلط لکھنا دوسری حماقت یہ کہ  
اس شعر کو خود اعظم حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے ذمہ لگاتا اگلوں سے مراد یہ نہیں  
کہ جو حضرات گزر گئے بلکہ آئندہ آنے والے ہی ہو سکتے ہیں اور پھر اعظم حضرت خود کو  
معاز اللہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کس طرح بڑھا سکتے ہیں جبکہ وہ انبیاء  
علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہنے والوں کو گمراہ بد دین سمجھتے ہیں اور فرماتے ہیں ۔

شہا کیا ذات تری حق نا ہے مسند اسکاں میں  
کہ تجھ سے کوئی اول ہے نہ تیرا کوئی ثانی ہے

جب اعظم حضرت قدس سرہ کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی سمجھنے کے نظریہ کی تردید  
فرما رہے ہیں تو خود کس طرح اپنے آپ کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی کہہ سکتے  
ہیں۔ اور پھر یہ عقیدہ تو خود شیخ دیوبند مولوی محمود الحسن صاحب کا اپنے مربی مولوی رشید  
احمد صاحب گنگوہی کے متعلق ہے لکھتے ہیں ۔

جہاں تھا آپ کا ثانی وہیں جا پہنچے خود حضرت  
کہیں کس منہ سے پھر کیونکر مولانا تھے لاثانی

(مرثیہ گنگوہی ص ۷)

اسی مشیہ میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں :

۳۔ اٹھا علم پھر کوئی بانی اسلام کا ثانی  
اور ایک تیسری جگہ لکھتے ہیں :

۴۔ عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

بتائے جناب : یہ متنازعہ علماء دیوبند کے مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق ہیں  
اور آپ ذمہ نگار شیخ اعظم حضرت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ کے

۵۔ ششم تم کو منکر نہیں آتی

مصنف نے ص ۶۷ پر گلزار رضوی کے حوالہ ایک ایسا شعر نقل کیا ہے جو حضور  
پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ہے لیکن یہ کچھ فہم اس کو اعظم حضرت فاضل  
بریلوی رضی اللہ عنہ کی مدح میں سمجھا۔ شعر یہ ہے :۔

کونسی شے ہے جز ہوا کے پیش نظر ۔ کونسا غیب ہے جو تم کو خدا نے دیا

یہ شعر لکھنے کے بعد مشرور کے انداز میں اپنے مسخرے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے

”واری جانوں کی شان ہے اپنے اعظم حضرت کی چشم بدود“

مذکورہ شعر اگر اس کو یہ بتا کر بھی پڑ جائے کہ یہ سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی شان میں ہے تو وہ پھر بھی لاحق ہوگا تو پھر ہمیں اس کا کیا افسوس کہ یہ اعظم حضرت کی شان  
میں سمجھ کر اس پر جا ہلانہ تبصرہ کر رہا ہے۔ البتہ شیخان معین کی وسعت علم محیط ارض  
کے دل و جان سے قائل ہیں کیوں نہ ہو ۔

ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی کرتا ہے

ہر ایک معجزہ منہ کا ایاغ سے کے چلے

نصرانی و سناٹن و صرعی عقائد کا افترا

مصنف نے کمال بے حیائی سے اپنے اکابر  
کے برعکس اہل سنت پر نصرانی و سناٹن  
و صرعی عقائد کا الزام عائد کرتے ہوئے اس کی دلیل کے طور پر انوار صوفیہ ستمبر ۱۹۳۲ء  
کا حوالہ دے کر یہ شعر لکھا ہے ۔



مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ اور جہاں بھی توجہ دیا وہاں اچھا سا  
یہ شعر لکھ کر لکھا۔

”جس طرح قادیانیوں کے لئے کعبہ و قبلہ قادیان ہے ایسے ہی سرمدیان جماعت  
شاہ کے لئے علی پور۔“

یہ ہے چوہدری اور سینہ زوری عقائد تو مولوی قاسم نانوتوی اور مرزا غلام قادیانی کے ایک  
جیسے ہیں لیکن الزام عائد کیا جا رہا ہے حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ  
کے سرمدین پر کہ وہ علی پور شریف کو قادیان کی طرح قبلہ و کعبہ مانتے ہیں حالانکہ اس شعر  
میں قبلہ و کعبہ کا لفظ اور ذکر تک نہیں۔ ہاں البتہ شیخ دیوبند مولوی محمود الحسن نے ضرور  
کعبہ شریف سے اپنے پیر رشید گنگوہی کے گھوڑوں کو بڑھایا سر شیعہ گنگوہی نے علی الاعلان  
کہتے ہیں۔

پھر یہ تھے کعبہ میں بھی پڑھتے گنگوہ کا راستہ

جو کہتے اپنے سینے میں تھے ذوق و شوق عرفانی

اس ناپاک شعر میں کعبہ شریف پر گنگوہ کو فضیلت دی ورنہ غیبتا کے سوا کون شخص ہے  
جو کعبہ پہنچ کر بھی گنگوہ کا راستہ پوچھتا پھرے گا۔ کہاں خدا کا گھر کہاں گنگوہی  
علامہ احمد قادیانی نے ایک شعر رسالہ جماعت امرتسر جون ۱۹۴۷ء سے نقل کیا ہے یہ  
کہیں سے نقل کی نقل معلوم ہوتی ہے (اور یہ شخص نقل سے قبل عقل سے کام لیتا تو آسانی  
سے سمجھ سکتا تھا کہ یہ شعر سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں ہے۔)

تیری بارگاہ ہے وہ بارگاہ جو قبلہ گاہے انا ہے

تیرا آستان ہے وہ آستان جو حریم بیت حرام ہے

مصنف نے اگر واقعی یہ شعر رسالہ جماعت جون ۱۹۴۷ء ص ۷ سے نقل کیا ہے تو بتائے  
کہ یہ شعر کس کا ہے اور اس سے قبل اس رسالہ کے ص ۷ پر کیا مضمون ہے یہیں جھوٹے  
حوالوں کا پل کھل جاتا ہے۔

مصنف نے بلا حوالہ ایک شعر یہ بھی لکھا ہے۔

برائے چشم بینا از مدینہ بر سر ملتان  
بشکل صدر الدین خور رحمۃ اللعالمین آمد

لکھتا ہے ہمارے بچپن کا یہ واقعہ ہے جو آج تک زبان زد عام ہے ملتان شہر  
میں مزار مولوی کاظم پر عرس کے موقع پر اس وقت کے سجادہ نشین صدر الدین جب  
آخری رسومات کی ادائیگی کے لئے آئے تو کسی مولوی رضا خانی نے فی البدیہہ یہ  
شعر پڑھا۔ پیر صدر الدین کو دیکھ کر سب حاضرین صحابی بن گئے ایک ہمارے  
استاد بھی شریک تھے جو صحابی بن کر واپسی ساری بستی والوں کو تابعی بنا دیا۔  
(سیف حقانی مثلاً)

قارئین کرام! غور فرمائیں کیسی غیر ذمہ دارانہ گفتگو ہے۔ بتایا جاتا ہے ملتان میں حضرت مولیٰ  
کاظم کا مزار کہاں ہے؟ کسی مولوی رضا خانی نے ایک شعر پڑھا۔ مولوی کا نام مصنف کو  
یاد ہی نہیں ہوا میں گوئے چلا رہا ہے اور یہ بھی معلوم نہیں شعر کس کا ہے؟ اور پھر اپنے  
استاذ کو جو شریک محفل تھا کو بھی اپنے تلمذ صحابی قرار دے رہا ہے۔ تو پھر دوسروں پر  
کس منہ سے اعتراض کر سکتا ہے اور پھر شعر کا مفہوم واضح ہے۔ ”برائے چشم بینا از مدینہ  
بر سر ملتان“ اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ باقی رہا دوسرا مصرعہ ”بشکل صدر الدین خور  
رحمۃ اللعالمین آمد“ یہاں مصنف کو اعتراض ہے کہ ”بشکل صدر الدین خور رحمۃ اللعالمین  
تشریف لاتے۔“ لیکن اس کو کیا کہنے کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے:

”لفظ رحمۃ اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے

بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں

..... اگر دوسرے پر اس لفظ (رحمۃ اللعالمین) کو بتاویل بدل دیے تو جائز

ہے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۷)

یہی صاحب علماء کو بتاویل رحمۃ اللعالمین کہہ سکتے ہیں لہذا دیوبندیوں نے کہہ بھی دیا  
منفی محمد بن اشرفی دیوبندی حلیفہ اشرف علی تقانوی کے اشتغال پر لکھتے ہیں:

”آج نماز جمعہ پر یہ خبر جانکاہ ستر دل حوزی پر بجمہ چوٹ لگی کہ رحمۃ اللعالمین



«مفتی محمد حسن دیوبندی» دنیا سے سفر آخرت فرما گئے ہیں۔  
(مذکر حسن بکوالہ تہل دیوبند و نوری کرن فروری ۱۹۳۳ء)

اور شیخہ جب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو جناب حضرت عابدی امداد اللہ صاحب کے وصال کی خبر ملی تو.....

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی نسبت بار بار رحمۃ اللعالمین فرماتے تھے  
(الاعانات الیوم بعد ۱۱۵۷ھ)

یہ صاحب ظل الزمام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا  
مصنف سیف حقانی نے مثلاً پر اجزاء «رضا خانی توحید و رسالت» مولانا غلام  
جہانیاں صاحب مرحوم کی ہفت کتاب کا حوالہ دیکر یہ شعر بھی لکھا ہے۔  
طالب دہی اللہ دہی احمد دہی نازک - اختیار کہیں سب یار کی جلوہ گری ہے  
حالانکہ اس جاہل مطلق کو پتہ نہیں مولانا غلام جہانیاں کی کوئی کتاب ہفت کتاب  
نہیں ہے، جو طالع کتاب کا نام بھی صحیح نہ لکھ سکے وہ اس میں مذکور عبارت و اشعار کو کیا  
خاک سمجھ گا؟ مولانا غلام جہانیاں صاحب مرحوم کی کتاب ہفت اقطاب ہے شعر  
کا مفہوم واضح کہ طالب کے لئے دہی اللہ کا در ہے دہی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا  
در پاک بھی اللہ تعالیٰ ہی کا در ہے اور دہی ان کے مرشد حضرت نازک صاحب کا در  
اللہ تعالیٰ کا در ہے ان حضرات سے جو کچھ فیض ملے گا وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا کرم  
ہوگا ان میں کوئی بھی اختیار نہیں ہے۔ شاعر اپنے شعر میں اللہ تعالیٰ - احمد مجتبیٰ صلی اللہ  
علیہ وسلم - حضرت نازک سب کو علیحدہ علیحدہ لکھ رہا ہے سب کو خدا نہیں کہہ رہا۔  
یہ مصنف کے وماغ میں دیوبند ہے جو اللہ سمجھ رہا ہے۔

علامہ احمقانی کی اگر چہاری اس بات سے تسلی نہ ہو تو وہ اپنے ولی کے مرض کا  
علاج کراتے۔ دیوبندی ملاں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے مقدس  
درباروں کو تو اللہ تعالیٰ کا در نہیں سمجھتے مگر اس کو کیا کہیں کہ اپنی مرید رندوں کو (مذکورہ)  
کے افعال بد کو اللہ تعالیٰ کے ذمہ لگانے میں شرم و حیا محسوس نہیں کرتے۔ چنانچہ

مذکورہ ایشیہ جتھہ دوم ص ۱۲۲ پر لکھا ہے،

«ضامن علی جلال آبادی دیوبندی» کی سہارنپور میں بہت رندیاں مرید تھیں۔ ایک  
بار سہارنپور میں کسی رندی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدیاں اپنے  
میاں صاحب کی زیارت کے لئے حاضر ہوئیں مگر ایک رندی نہیں آئی، میاں صاحب  
برسے نکلاں کیوں نہیں آئی۔ رندوں نے جواب دیا میاں ہم نے اس کو بہت کہا کہ  
چل میاں صاحب کی زیارت کو۔ اس نے کہا کہ میں بہت گنگوہا ہوں اور بہت  
روسایا ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں میاں  
صاحب نے کہا نہیں جی تم اسے ہاتھ پاس ضرور لانا۔ چنانچہ رندیاں اسے لیکر  
آئیں جب وہ ملنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا جی تم کیوں نہیں آتی تھیں؟  
اس نے کہا حضرت روسایا کی وجہ سے زیارت کو آتے ہوئے شرماتی ہوں۔  
میاں صاحب برسے جی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ  
تو دہی (اللہ) ہے۔»

غور کیجئے ان کے مذہب نامہ مذہب میں کجیوں بازاریوں رندیوں کے افعال بد اور  
کرتے کرانے کے خبیث فعل کو تو معاذ اللہ تعالیٰ بیوج و قدوس کی طرف نسبت کر  
سکتے ہیں لیکن۔ در پاک احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا در نہیں کہہ سکتے حالانکہ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک مظہر حق ہے جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم  
مصنف نے اپنے خط میں ہفت اقطاب سے یہ اشعار بھی نقل کئے ہیں۔

شبیرہ مصطفیٰ اور مظہر اوقات عدا تم ہو۔ حقیقت میں ہے بیٹے ہو کاسم میں جو اتم ہو  
غریبوں کا سہارا و سنگیہ ہے اتم ہو۔ مریدوں کی شفا اور در و مندوں کی در اتم ہو  
ترسے در کے سوال کو خدا خالی نہ چلے دے۔ بلکہ بجا حاجت روا مشکل کشا اتم ہو  
(سیف حقانی ص ۱۱۵)

ان اشعار میں شاعر نے اپنے شیخ کو خدا کہا نہ رسول قرار دیا۔ شبیرہ مصطفیٰ مظہر ذات خدا  
غریبوں کا سہارا و سنگیہ مریدوں کی شفا اور در و مندوں کی در اور مشکل کشا کہا ہے اور مشکل



اہل سنت کے مطابق ہے ہم نے اپنی کتاب تہذیب خداوندی بردھاکا دیوبندی اور برقی آسمانی پر  
نکتہ شیطانی میں یہ تمام فضائل کالات دیوبندی کتب سے ان کے خاؤں کے لئے ثابت کئے  
ہیں تاثرین کو اس مذکورہ امور پر مفصل گفتگو ان کتب میں ملاحظہ کریں، معتقد یہ کہ کتاب اراج  
ثلاثہ ۱۳۵۵ء حکایت ۱۹۱ کے مطابق مولوی محمد یعقوب، انور قوی استاد اشرف علی تھانوی صاحب  
واقعہ الہا ہیں، ان کی قبر کی مٹی سے زیادہیں کو شفا ہوتی، در شیعہ گنگوہی مثلاً کے مطابق مولوی  
رشید احمد صاحب گنگوہی قبلہ حاجات روحانی و جسمانی ہیں اہل اسلوک ۱۳۵۵ء پر مولوی رشید احمد  
صاحب گنگوہی نے تعلیم الدین ۱۳۳۵ء پر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سلاسل علیہ ص ۱۲۱ پر  
مولوی حسین احمد کانگریسی صدر دیوبند نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا تسلیم کیا ہے  
تو پھر اعتراض کیا۔

مصنف نے ایک شعر یہ بھی لکھا ہے۔

طالب خدا گرا، نازک بچشم من - عین محمد است کہ عربی شنیدہ

اذنا قراس میں نازک بچشم من ہے۔ یہ ان کی اپنی نظر کی بات ہے پوری دنیا نے سلیمت  
و بریلویت پر اس کا اطلاق نہ ہوگا۔ دوم یہ کہ کسی بھی شخص کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کہنا گنہگار ہے بہت لوگوں کے نام محمد احمد قاسم و حامد وغیرہ ہیں لیکن گنہگار نہیں جب آتا ہے  
جب کسی کو نبی و رسول کہا جائے مگر ہم بھی ثابت کر چکے ہیں کہ دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن صاحب  
نے تو اپنے شیخ رشید گنگوہی صاحب کے متعلق صاف لکھا ہے۔

اشاعا عالم سے بانی اسلام کا ثانی - اور یہ کہ عبیدہ سودکان کے لقب سے یوسف ثانی

(در شیعہ گنگوہی)

یہ کس قدر کھلی جہارت ہے؟ کیا یہ کسی شرعی گرفت میں نہیں آتے؟ ان اشعار کے پر وہ  
میں مصنف نے جس بازاری خرافات کا مظاہرہ کیا ہے وہ رشید و قاسم کا صیح و در شیعہ  
اس کے سوا ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

اس کے بعد مصنف نے ہفت اقتباس سے کچھ ایسے اشعار نقل کئے ہیں جن میں شاعر  
نے اپنے پیر حضرت نازک سے مدد طلب کی ہے جیسے ۱۔ اے نازک کریم پر وہ نشیں مدد سے

اور اسے خواجہ قطب الدین مدد سے۔ یہ عقیدہ اہل سنت کے مطابق جائز ہے اولیاء اللہ سے  
جو مدد و اعانت کے قائل ہیں، بلکہ سوانح قاسمی و اراج ثلاثہ میں خود دیوبندی اپنے مولویوں سے  
اہل طلب کرتے نظر آتے ہیں۔ مصنف نے بے شرمی سے "رضا خانی قاضی الحاجات" کا  
عنوان جگا رکھا ہے:

پہلا مزار حضرت قاضی الحاجات صاحب کا ہے اسلام اور مسلمانوں کا قاضی الحاجات تو خدا ہے "۱۹۱"

ثانہ مصنف کو علم نہیں کہ دیوبندیوں کا قاضی الحاجات بلکہ قبلہ حاجات مولوی رشید احمد  
صاحب گنگوہی ہے۔ مرثیہ گنگوہی میں مولوی محمود الحسن صاحب لکھتے ہیں:  
چرا گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

جب دیوبندی اپنے شیخ کو قبلہ حاجات کہہ سکتے ہیں تو مولانا قلام جہانیاں صاحب کے  
اپنے شیخ الشیوخ کو قاضی الحاجات کہنا کیونکر گنہگار؟  
مصنف سیف حقانی نے "رضا خانی مکہ مدینہ اور خدا" کا عنوان دے کر ایک شعر  
بھی لکھا ہے۔

چاپڑ و انگ بیت فست کوٹ مضمون بیت اللہ

ظاہر ہے چوتھے بیت پر فریب سے باطن سے پرج اللہ

لیکن شاعر کا نام نہ کتاب کا نام مولانا صفحہ تو ہوگا کہاں۔ بہر حال اس شعر کے پہلے مصرعہ  
میں و انگ کا لفظ قابل غور ہے ہم کو پنجابی لغت سے کا حقہ واقفیت نہیں رکھتے مگر  
و انگ کا مطلب جیسا ہے یہ ضرور سمجھتے ہیں اور مولوی حسین احمد صدر دیوبند نے شہاب  
ثاقب میں حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا کی تاویل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فلاں آدمی  
شیر جیسا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ بعینہ شیر ہے اس کی دم بھی ہے اور وہ چار پاؤں  
سے پٹتا ہے اور پھر اس کو رضا خانی مکہ مدینہ اور خدا کیسے قرار دیا جاسکتا ہے اور اس کا  
پوری سنیت رضویت بریلویت پر کیسے اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ دوسرے شعر میں مصنف  
نے خیانت کی ہے اور اس کا وزن بھی زیادہ ہو گیا۔ مگر پھر بھی پیر فرید اور اللہ کو علیحدہ  
علیحدہ بیان کیا ہے اور پھر بیت اللہ اللہ کا گھر عرف و عام محاورہ ہیں مساجد کو بھی کہا



جہاں ہے اس سے غائب کعبہ مراد نہیں ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ سنی بریلوی چاچڑاں شریف کو مدینہ اور کوٹ مٹھن شریف کو غائب کعبہ مانتے ہوتے تو پھر مدینہ طیبہ کی حاضری نہ دیتے اور غائب کعبہ کا حج ذکر کرتے اور دیوبندیوں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملتا کہ بریلوی حج پر جاتے ہیں تو مکہ مدینہ کے اعمال کی اقتدار میں نازیں نہیں پڑتے۔ ثابت ہوا بریلویوں کے نزدیک مکہ مدینہ شریف دہی ہے جہاں حج و زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ باقی یہ سب مصنف کی خروماعنی ہے۔

مصنف نے اپنی خروماعنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیف حقانی کے منہ پر رضا خانی جنت کے زیر عنوان ایک نظم نقل کی ہے۔ اس میں ایک شعر یہ بھی ہے۔ جنت سے ہے سوا یہی کو چہ فرید کا۔ لیکن اس کا جواب پہلے مصرعہ میں موجود ہے۔ فرماتے ہیں۔ وال ہو وصال عور یہاں ہو وصال حق۔ اس لئے۔ جنت سے ہے سوا یہی کو چہ فرید کا۔ بتائیے اس تقریب سے اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے اور پھر کمال کی بات تو یہ ہے کہ اکابر دیوبند کے نزدیک تو مدرسہ دیوبند کے چہر جنت کے چہروں جیسے ہیں لکھتے ہیں:

”مولانا محمد یعقوب صاحب داناو قوی دیوبندی نے خواب دیکھا کہ جنت ہے اور اس میں ایک طرف چہر کے مکان بنے ہوئے ہیں۔ فرماتے تھے میں نے دل میں کہا اے اللہ یہ کیسی جنت ہے جس میں چہر ہیں جس وقت میں کو مدرسہ آیا مدرسہ کے چہر نظر پڑے تو ویسے ہی چہر تھے دیکھتے جنت میں تھے“  
وہم ان شریف علی حقانی زوالا فاضلات الیہ وہیہ جلا (ملاحظہ)

علامہ اسماعیل حقانی نے کہاں بے حیائی سے ”قبوری شریعت کا کلمہ شریف کے زیر عنوان لکھا ہے۔۔۔۔۔

اسلام کی بنیاد کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لیکن سینے ان کا کلمہ شریف ہے۔ جو وقت اخیر میں تیار ہوئی۔ نظر میں صورت رسالت تہا رہی زبان پر کلمہ یہی ہو جباری۔ کہ یا محمد معین خواجہ

پہلے تو دیوبندی طفل مکتب یہ بتاتے کہ اس نے کلمہ توحید میں محمد رسول اللہ کس قاعدہ سے لکھا ہے؟ بلاشبہ اہل سنت و جماعت کا کلمہ طیبہ یہی ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جیسا کہ اہل سنت کی مساجد اور جمعیت العلماء پاکستان کے جمنڈا پر مذکور ہے یہاں شاعر نے یہ مذکور کیا کہ یہ کلمہ توحید ہے یا کلمہ طیبہ ہے شاعر کہتا ہے۔

زبان پر کلمہ یہی ہو جباری۔ کہ یا محمد معین خواجہ

کلمہ کا معنی لفظ بات ہے۔ دیکھو فیروز اللغات ص ۱۲

تو شاعر کہتا زبان سے کلمہ لفظ یا بات یہی ہو جباری کہ یا محمد معین خواجہ ورنہ شاعر اس کو کلمہ طیبہ یا کلمہ توحید یا کلمہ شہادت قرار نہیں دے رہا۔ مصنف کے دماغ میں دیوبند ہے جو الٹی سوچتا ہے۔ ہاں البتہ دیوبندیوں کا کلمہ یہ ہے:

لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ

واللہ اعلم بالصواب (ملاحظہ)

اور پھر ہم تو اس کو کلمہ شریف نہیں مانتے۔ مصنف خود اس کو قبوری شریعت کا کلمہ شریف کہہ رہا ہے۔ جب یہ کلمہ شریف ہے تو پھر اعتراض کیا؟

مصنف نے اپنے ایک ماؤ لانا ریحان قاسمی کے حوالہ سے سیدنا اعلیٰ حضرت و شیعہ پیشہ سنت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی قدس سرہ کے شجرہ طیبہ سے یہ نقل کیا ہے:

اللہم صل علی وسلم علیہ وعلیہم وعلی عبد المصطفیٰ  
مولانا احمد رضا وعلی آل احمد واللہم صل وسلم علیہ  
وعلیہم علی مولانا عبدک الفقیر الی فتح عبد حشمت  
علی الکنعوی غفرلہ اللہ تعالیٰ

شجرہ کے الفاظ میں ترمیم و تکرار کے اپنی مرضی کے مذکورہ الفاظ لکھ کر مصنف نے اس کو بزعیم خود رضا خانی درود قرار دیا ہے۔ شجرہ طیبہ میں کوئی نیا درود نہیں ہے بلکہ درود وہی پرانا ہے۔ اور باقی دعا ہے اور پھر اہل سنت کا مسلک ہے کہ غیر انبیاء رسل پر درود



سلام کا اطلاق "جا جا" ہے اور مستقل کے درجہ کے لئے اس سے "اور" جو "میں" کے ساتھ ہے  
 کے لئے مستقل - البتہ درجہ بندی دروہیوں ہے۔

اللہم صل علی سیدنا وعلیٰ شامہ وانا نشرف علی

والہما وعلیٰ: بھون

یہ تمہارا نہیں مستقل ہے۔ اور اس میں اضافی ہی کو نسبتاً بھی کہا گیا ہے۔ خدا جانے  
 وہ اپنے اپنی بلا و دوسروں کے سر کیوں ڈالت چاہتے ہیں یا اپنے ان خود ساختہ دروہوں کے  
 لئے بریلوی درود لکھ کر بوزار پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ پھر مصنف نے اس کو درود شریف لکھا ہے  
 جبکہ یہ درود شریف ہے تو آخر اعلیٰ کیا ہے؟

اسی طرح مصنف نے حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو معاذ اللہ  
 انگریز کا ایجنٹ قرار دیتے ہوئے ان کے حوالے سے بھی ایک درود لکھا ہے۔ حالانکہ وہ بھی  
 حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہے اور باقی دعا ہے۔ حضرت پیر صاحب علی پوری  
 علیہ الرحمۃ انگریز کے ایجنٹ اس لئے ہیں کہ انہوں نے انگریز سے چھ سو روپیہ ماہوار وصول  
 کرنے والے تھانوی جی کو بے نقاب کیا تھا۔ مکالمۃ الصدیرین سے ثابت ہے انگریز کے  
 ایجنٹ جماعت ملی نہیں بلکہ اشرف علی تھے۔ غالباً یہاں پیش بندی کے طور پر لکھا جا رہا ہے  
 کیونکہ چور کی واٹھی میں تشکا۔ ان کو اپنی جرائمات سلسلے میں رہتی ہیں وہ مجبور کرتی ہیں کہ  
 دوسروں پر الزام تراشی کریں ورنہ اس قوم رحیم کے پاس حضرت پیر سید جماعت علی شاہ  
 علیہ الرحمۃ کے انگریز کے ایجنٹ ہونے کی کیا دلیل ہے؟

دروہ میں روافض و خوارج: لکھتا ہے:

"مشہور و معروف دروہیت جو ہر وقت قیام صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے۔ پھر پچھ  
 جس سے واقف ہے یعنی یا نبی سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک  
 صدر اول میں سلام کو جن خطرات کے فتنوں سے واسطہ پڑا۔ ان میں دو فتنے بڑے  
 سخت جان ثابت ہوئے اور دونوں ہی تو ام بھائی ہیں وہ صحابہ کا دشمن فرقہ

(۲) مع صحابہ اہل بیت کا دشمن فرقہ یعنی روافض و خوارج۔ رضا خانی فرقے میں درود  
 کو رواج دیا ہے روافض کے اتباع میں صحابہ کو درود سے خارج کیا تو خوارج کی  
 پیروی میں آل رسول کو چٹا کیا۔" (سید حقیقی ص ۱۸)

مصنف خرابے نگاہ کی طرح جس طرف دل میں آتا ہے چل کھڑا ہوتا ہے نہ کوئی اصول  
 نہ کوئی موضوع۔ صلوٰۃ و سلام اگر روافض و خوارج کا اتباع ہے مصنف کے بقول معاذ اللہ  
 حاجی امداد اللہ صاحب رافضی خارجی ہوں گے کیونکہ ان کے روافضیہ میں صاف لکھا ہے:

"حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) سے کسی نے پوچھا کہ قیام درود (صلوٰۃ و سلام)  
 کیسا ہے؟ فرمایا مجھے تو لطف آتا ہے۔" (دروہ غلط منہ کا کلام ص ۱۹)

باقی رہا خارجی کون ہے تو "الہند" میں مولوی عقیل احمد انیسوی نے محمد بن عبد الوہاب  
 نجدی کو خارجی قرار دیا ہے۔ اسی طرح علامہ شامی نے روافض میں محمد بن عبد الوہاب نجدی  
 کو خارجی بتایا ہے لیکن مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں محمد بن عبد الوہاب  
 شیخ نجدی کو اچھا بتایا۔ اس کو عامل بالحدیث قرار دیا، اس کے عقائد کو عمدہ قرار دیا ہے۔  
 اب مصنف خود بتائے خارجی کو اچھا اور عامل بالحدیث قرار دینے والا اور اس کے عقائد  
 کو عمدہ بتانے والا خود خارجی ہوا یا نہیں؟ اس اصول پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے والے  
 ہی نہیں بلکہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والے بھی معاذ اللہ رافضی اور خارجی قرار پائیں گے۔ خود  
 وہ اپنے کی سینکڑوں کتب میں محض صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ صلعم اور صرف م لکھا ہوتا ہے یہ سب  
 یقیناً رافضی اور خارجی ہوں گے۔ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تو صحابہ کا ذکر ہے نہ اہل بیت کا ذکر  
 ہے۔ لہذا اس اصول پر یہ لوگ خود ہی بقلم خود رافضی و خارجی ہیں۔

ابھاس ہے پاؤں نجدی کا زلف و راز میں

و آپ اپنے دام میں میساؤ کیا

بیز موضوع مناسبت کے چلتے چلتے مصنف نے مسئلہ پر ایک جھک یہ بھی  
 ماری ہے۔ "ویسے عالم الغیب صرف نبی ہی نہیں اپنے اعظم حضرت بھی تھے۔ ایک  
 عورت کی موت کا وقت اور جنگ بتادی، (ملفوظات حصہ دوم)۔ اگر مصنف ملفوظات



دوم میں یہ دکھائے کہ اعلیٰ حضرت عالم الغیب تھے تو دوسرے بڑے نقاد انہیں دیا جائے۔  
باقی راہ علم غیب تو اشرف علی متانوی کے بقول :

”اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زیادہ تر ہر جہی و بھون ہر جگہ  
موجود حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔“ (حفظ الایمان ص ۸۰)

وصایا پر اعتراض  
مصنف سیف متانی نے ص ۱۲۰ پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز  
کے وصایا شریف سے بعض وصایا کا مذاق اڑایا ہے۔

”میرا دینی مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے الخ (۱۲۰) اعلیٰ حضرت نے ہمت میں  
دو تین بار ایک درجن کھانوں پر فاتحہ کی وصیت فرمائی۔“

ان باتوں کا جواب بار بار دیا جا چکا ہے۔ دیا جن کی حیا و رخصت ہو گئی ہے۔ ایک بات کو  
بار بار کہتے ہیں۔ پانچ چار سال قبل دھماکہ والے دن ان وصیتوں کا مذاق اڑایا تھا اس کا جواب  
تہر خداوندی میں دیا گیا تو پھر سیف رحمانی والے کی باری آئی اس نے اپنا نیر جھگٹایا اور ان  
اعتراضات کا اعادہ کیا۔ اب سیف متانی والے کی باری آئی ہے۔ درمیان میں سنتوں والے نے بھی  
ایک جھوٹے سے پمفلٹ میں یہی کچھ لکھا تھا۔ سب کا ایک ہی سبق ہے میں ٹھو چوری  
کھائے گا۔ میں ٹھو چوری کھائے گا۔ بہر حال ان دونوں وصیتوں پر اعتراض کے جواب میں  
ہماری کتب تہر خداوندی، برق آسمانی اور تنبیہ الجہال وغیرہ ملاحظہ کریں وہاں منسل جواہرات  
میں یہاں صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی یہ وصیت کہ میرا دین و مذہب اس  
پر قائم رہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ اعلیٰ حضرت کا خود ساختہ یا گھڑا ہوا دین و مذہب بلکہ  
اعلیٰ حضرت نے ازراہ حجت اسلام کو اپنا دین کہا ہے۔ جیسے کہتے ہیں میرا اللہ میرا رسول اس کا یہ مقصد نہیں  
اس کا خود ساختہ خدا یا معاذ اللہ خود ساختہ رسول۔ اور پھر مصنف کو اپنے گھر کی خبر نہیں  
مولوی ضیاء احمد دیوبند نے اپنی کتاب التفتیح الجیب فی بیان انواع التزیب لکھا ہے کہ  
”مبتغ وصیت مذکورہ عند اللہ مصاب و مشاب ہے۔“ اس سے توڑا پہلے لکھا ہے :  
”وصیت کنندہ مصاب اور اس کی وصیت مبین شریعت ہوگی۔“ اس کتاب پر مد نظر العلوم  
سہارنپور کے مدرس مولوی عبداللطیف صاحب سہارنپوری کی تصدیق موجود ہے۔ باقی رہی

دوسری وصیت جس میں ایک درجن کھانوں کا ذکر ہے۔ یہ وصیت اعلیٰ حضرت نے اپنے اعزاء  
کو فرمائی ہے اور اس میں ”اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو“ موجود ہے۔ کوئی فرض واجب قرار  
نہ دیا۔ پھر بعد وصال شریف اپنے پاس تو کھانا منگوایا نہیں بلکہ اسی وصیت میں ہے کہ یہ  
کھانا غریب کو دیں تو اعلیٰ حضرت آخر وقت غریب کو یاد رکھا۔ اگر آخر وقت کھانوں کی طرف  
دھیان اس کے نزدیک قابل اعتراض ہے تو پھر یہ اعتراض بھی گھر سے شروع کرے کیونکہ جب  
بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب مرنے لگے تو مولوی محمود الحسن صاحب سے کہا کہ  
میں لکھنؤ لاؤ۔ چنانچہ محمود الحسن صاحب ایک چھوٹی سی لکھنؤ لائے۔ بتائیے صاحب !  
مرنے وقت نانوتوی صاحب دھیان کھانے پینے کی طرف تھا یا نہیں؟ اور پھر مولوی حسین احمد  
ٹانڈوی نے بھی تو مرے وقت تریز منگوائے تھے۔ یہ دونوں بھی عادل عورتوں کی فہرست میں  
آتے ہیں یا نہیں۔ جیسا کہ امام الہ سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خلاف زبان طعن و لہجہ کی  
اور بازاری خرافات کا مظاہرہ کیا۔ ان دونوں عبارتوں پر ہم نے تہر خداوندی و برق آسمانی میں  
منصل بحث کی ہے۔





## باب سوم

□□□□□□□□

### دیوبندی مذہب کا قرطاس ابیض

اسکریٹ ناٹوئی گنگوہی۔ انیسویں۔ تھانوی شریعت کی حقیقت | مصنف سیف حقانی مشہور  
پر باب چہارم کا آغاز کیا ہے اور عنوان جمایا ہے "ہر دیوبندی قرطاس ابیض" ذیل میں  
ہے "رضا خانی شریعت کی حقیقت" ۵۔ ہوا میں شریعت کو زکام اللہ کیا پدی کیا پدی کا  
شور مٹا۔ اور اوھر کے چھوٹے موٹے رسالے اور مولوی ریحان الدین قاسمی کے کتابچے "نیادین"  
سے نقل مار کر مصنف بن بیٹھا اور خبریں دے رہا ہے۔ بہت افلاک کی مصنف نے اپنے  
نام نہاد ہر دیوبندی قرطاس ابیض میں کوئی بات نہیں کہی ہے۔ یہی باتیں اپنے دوسرے باب  
میں بھی بار بار نقل کر چکا ہے یہاں نیا باب قائم کر کے سرخی بدل کر یہی باتیں دوبارہ  
سہ بارہ نقل کر دیں مثلاً "بندے محمد کے" صلی اللہ علیہ وسلم پر سیف حقانی مشہور پر بحث  
کر چکا ہے اور ہم دوسرے باب میں اس کو اس مسئلہ پر بحث جواب دے چکے ہیں لیکن  
کتاب کی ضمانت بڑھانے کے لئے اس نے باب چہارم میں مشہور و مشہور پر بھی اس  
مسئلہ کو پھر اسے اور شائد اور جگہ بھی یہ مسئلہ اٹھایا گیا ہو۔

سوفیہ خالص جھوٹ | دیوبندی و حرم میں مصاد اللہ خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے  
اس لئے خود مصنف کے لئے تو شائد جھوٹ بولنا فرض ہو۔

لہذا اس اصول کے تحت مصنف نے پیٹ بھر کر جھوٹ بولا ہے۔ مشہور اور مشہور پر  
"بندگی محمدی" کے زیر عنوان حضرت شیرہ پیشہ اہل سنت مولانا ابوالفتح حبیب الرحمن  
محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی قدس سرہ کے نام گرامی سے یہ منسوب کیا کہ  
وہ کہتے ہیں :

۱۔ مشہور و مشہور خاں صاحب کا عنوان جمایا تھا اور اب مشہور پر بھی وصاف دوبارہ نقل کی ہیں۔

۱۱۔ ہر حق الہی کے لئے نہیں پیرا کہنے گئے بلکہ رسول اللہ کی بندگی کے لئے پیرا کہنے  
گئے ہیں

۱۲۔ ہر رسول کا بندہ نہیں دوست شیطان کا بندہ ہے۔

۱۳۔ اگر خدا کے بندے رہو گے تو دوزخ کا کھٹکا رہے گا، اگر صرف رسول کے بندے رہو  
گے تو دوزخ کا کھٹکا نہیں رہے گا

۱۴۔ ابولہب و ابو جہل خدا کے بندے تھے دوزخ میں گئے ابوبکر و عمر رسول کے بندے  
تھے اس لئے جنت میں گئے

مذہب دودھ کی بو نہیں گئی اور شیر پیشہ اہل سنت کے مذہب آ رہا ہے جن کے نام کی ہیبت  
اور جلالت علمی سے نجد دیوبندی مذہب برا نام ہیں مصنف اگر اس ترتیب اور اس انداز سے یہ  
عبارت مولانا محمد حشمت علی خاں علیہ الرحمہ کی کسی کتاب میں دکھائے ہم ایک عدد تھانوی بشت زبور  
انعام دیں گے۔ جاہل و بھول مصنف نے یہ چاروں باتیں اپنے باب مولوی ریحان الدین  
قاسمی کے "نیادین" ۵ سے نقل کی ہیں جو مکھیاں اس انداز سے نجدی نے ماری تھیں  
یہ بھی انہیں مردہ مکھیوں کا خون چوس رہا ہے ملا ریحان الدین نے بھی بغیر مصنف کے حوالہ دینے  
محض و متاع العبد علی الکذاب العنید کا نام لکھ دیا تھا اس انداز کی تقلید میں اس نے  
لے بھی متاع العبد علی الکذاب العنید کا نام لکھ دیا اور متاع العبد نے اس کے پاس نہ اس  
کے اس باب کے پاس جس طرح اس نے "نیادین" سے چوری کر لی اسی طرح نیادین والے  
ریحان الدین نے کسی اپنے بزرگ سے چوری کی ہوگی۔ ہر حال چونکہ یہ کتاب اکثر و بیشتر ریحان الدین  
کے لئے دین کی نقل ہے۔ اس لئے قارئین کرام سیف حقانی مشہور کی باتیں غلط فہم پر مبنی کا نیا  
دین مشہور و مشہور پر دیکھ لیں اور اس جاہل مصنف کے علمی حدود اور بے کا اندازہ نگاہیں نقل مار  
کر مصنف بن بیٹھا۔ ہر حال ہم عرض یہ کر رہے تھے کہ بندے محمد کے اس عنوان پر  
اس نے مشہور پر بھی لکھا ہے اور اب باب چہارم مشہور و مشہور پر بھی دوبارہ سہ بارہ  
لکھ رہا ہے جس طرح بندے محمد کے کو اس نے بار بار لکھا ہے اسی طرح مدح اعلیٰ حضرت  
کی ایک نظم نغمۃ الراج کے حوالہ سے مشہور پر بھی نقل کی تھی۔ اور خدا کی توہین کا عنوان جمایا



تھا اور اب ص ۵۹ پر بھی باب چہارم میں وہی منقبت لغتہ الروح سے دوبارہ لکھ رہا ہے۔  
حالانکہ اس کا جواب ہم زیر نظر کتاب کے باب دوم میں عرض کر چکے ہیں اور حضرت  
کی نقل کے سلسلہ میں بھی اسی چوری کی چوری پکڑ کر لکھاتے ہیں۔ مصنف سیف حقانی نے جو  
مصنف بننے کے خیال میں مبتلا ہو کر لغتہ الروح سے حدیث اعلیٰ حضرت کے یہ خواص نقل کئے  
ہیں یعنی :- یہ دعا ہے یہ دعا ہے میرا اور تیرا احمد رضا الخ

یہ پوری نظم اپنے باباطال ریحان الدین کے کتابچہ "نیادین" کے صفحہ ۳۰ و ۳۱ سے لفظ بلفظ  
نقل کیا ہے اور دوام مصنف بن بیٹھا اور جس طرح مولوی ریحان الدین قاسمی نے بغیر صفحہ  
کا حوالہ دیے محض لغتہ الروح کا نام لکھ دیا تھا مصنف سیف حقانی نے بھی بغیر صفحہ کا حوالہ  
دیئے محض لغتہ الروح لکھ دیا۔ اللہ اللہ اور غیر سلا۔

گویا سیف حقانی کا باب چہارم چوری کے مال سے بھرا پڑا ہے مگر یہ چوری اپنے ہی  
ملاں ریحان الدین قاسمی کے جہالت خانہ سے کی گئی ہے۔

اور دیکھئے مصنف جی نے سیف حقیقہ کے ص ۵۸ پر ایک شعر یہ یوں نقل کیا ہے

عل جو چاہیں تو مقصد کو سہرا کر دیں

گوا کو چاہیں تو پل بھر میں بادشاہ کریں

اور ایک شعر اس طرح لکھا ہے :-

بنا دیتا ہے سلطان آپ سا جس پر عنایت ہو

خدا سے کم نہیں عز و جلال اس دیں کے سلطان کا

مذکورہ بالا دونوں اشعار خدا جاننے کس کے ہیں لیکن ہمیں مصنف سیف حقانی کی  
ذہنیت پر تعجب ہوتا ہے اگر اس کے اپنے پاس کچھ نہیں تھا تو پھر مولوی ریحان الدین قاسمی  
کے رسالہ نیادین کی نقل مارنے سے کیا فائدہ تھا۔ نیادین تو بذات خود موجود تھا۔ کیا یہ خیال  
گزار تھا لوگ "نیادین" کو قبول نہیں کرتے شاید سیف حقانی کے فریب میں آجائیں؟  
تقریباً کرام دیکھ سکتے ہیں چوریہاں بھی سنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔ تقریباً کرام پہلے سیف  
حقانی ص ۵۸ دیکھیں اور پھر مولوی ریحان الدین کا کتابچہ "نیادین" دیکھیں۔ یہی اشعار

نیادین کے ص ۲ پر لفظ بلفظ موجود ہیں لیکن یہ اشعار نیادین کی کس کتاب میں ہیں؟ یہ نہ  
بابا ریحان الدین نے لکھا نہ جھوٹے باپ کے جھوٹے بیٹے۔ علامہ محمد عمر قریشی نے لکھا۔  
مصنف میں دوم رقم ہے تو مذکورہ بالا اشعار سنیتوں پر بیرونی کی کسی معتبر کتاب میں دکھائیں  
ورنہ سوا لکھ مرتبہ لغتہ اللہ علی الکاذبین پڑھو اپنے سینہ پر دم کریں تاکہ شیخ نمبر  
دور ہو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ کسی مراٹھی کا شعر نقل کر کے کہہ دیا جائے کہ جی ان بیرونیوں  
کا تو یہ عقیدہ ہے۔ وہ عقیدہ ہے۔

سیف حقانی کا مصنف تو ہے ہی لکیر کا فقیر جو کچھ مولوی ریحان الدین قاسمی نے لکھ دیا  
وہ اس نے نقل کر دیا اور مصنف بن گیا۔ ان دونوں سے پہلے مولوی فردوس قصوری نے بھی  
اپنی چراغ سنت میں یہ شعر نقل کئے تھے لیکن حوالہ اس سے چارے نے بھی نہیں دیا تھا تو  
یہ نقل پر نقل چلی آ رہی ہے آگے دیکھتے اور کون کون نقل مار کر مصنف بنتے ہیں۔ اور  
سب خبری کا یہ عالم کہ مولوی ریحان الدین قاسمی مصنف "نیادین" کو یہ تک پتہ نہیں کہ مولانا  
رضا حسین اور رضا حسنین اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ کے بیٹے ہیں یا بیٹھے ہیں۔  
مصنف اپنے لئے دین میں مشا پر ان کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے روکے قرار دیتا ہے۔  
یہی اس روکے ریحان الدین کے روکین کی ویس ہے۔ اندھے کی لالچی جس کے چاہے گے  
تقریباً کرام کو جس نے چند حوالوں سے ثابت کر دیا اور واضح ہو گیا کہ کتاب سیف حقانی  
کوئی "علامہ محمد عمر کاشا" کا نہیں ہے تو ریحان الدین کی ماری ہوئی نقل ہے اور جو کچھ اور  
ہے وہ وہی کچھ ہے جس کا دومم باب دوم میں کر آئے ہیں۔

اسی باب چہارم کے ص ۵۹ پر "فرقہ رضا خانی کی رفض نوازیوں" ایک نیا  
بال البتہ مضمون ہے اس لحاظ سے کہ اس سیف حقانی میں اس کو پہلے بیان نہیں  
کیا تو آئیے اس کا بھی تجزیہ کریں۔

تقریباً مصنف سیف حقانی نے اہل سنت و جماعت کی رفض نوازیوں بیان کرتے  
ہوئے حقوہ بنانے کا الزام لگایا ہے اور ص ۵۸ پر علامہ ابوالبرکات مفتی  
سید احمد صاحب قادری رضوی قدس سرہ کا یہ فتویٰ کسی اشتہار سے نقل کیا ہے۔ حضرت



سید صاحب کا فتویٰ یہ ہے :

”مازنیہ کی اصل صرف اس قدر تھی کہ روضہ پر نور شہزادہ گلگون قبائلیں شیعہ و سنی  
ملائے انسانی و مسلم مل جل جہدہ مکرم و حیدر کی صحیح نقل مطابق اصل بنا کر بنیت تبرک مکان  
میں رکھنا اس میں شرعی کوئی حرج نہ تھا کیونکہ تصویر مکانات وغیرہ میں جاندار  
کی بنانا رکھنا نہ چنانچہ سب جائز و مباح اور ایسی چیزیں کہ بزرگان دین کی طرف منسوب  
ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی حجت بڑھائیں ان کی تشال صحیح بنیت تبرک پاس  
رکھنا اٹھنا جائز ہے“ (مجموعہ فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۲۵۷)

یہ حوالہ نقل کر کے مصنف غور علامہ ابراہیم کات صاحب علیہ الرحمۃ کی طرف سے من مانی  
وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے :

”ہذا جمیع اہل اسلام کو چاہیے کہ وہ تعزیہ امام مظلوم بنا کر تبرکہ اپنے اپنے گھر میں  
رکھیں جو باعث برکت ہے“

وضاحت

۱۔ تو یہ کہ اس فتویٰ میں متعدد لفظی غلطیاں ہیں جو استفادہ علماء علامہ  
ابراہیم کات قدس سرہ جیسے جلیل القدر فاضل سے ممکن ہی نہیں مثلاً اس چندہ سطر  
فتویٰ میں کبھی تازیہ لکھا ہے تو کبھی تعزیہ۔ پُر نور کا پُر نور لکھا ہے۔

۲۔ مصنف نے خیانت یہ کی ہے کہ حضرت علامہ کے اس فتویٰ کی تیسری سطر میں  
”تصویر مکانات وغیرہ جاندار کی بنانا رکھنا۔ چنانچہ سب جائز مباح کا وغیرہ بدل کو وغیرہ  
کر دیا جس سے فتویٰ کا مفہوم اٹا ہو گیا غیر کا وغیرہ کرنے سے مفہوم اٹا اس طرح ہوا کہ  
علامہ ابراہیم کات صاحب مرحوم کی تحقیق کے مطابق تصویر جاندار کی شرعاً حرام ہے۔  
علامہ اپنے فتویٰ میں فرما رہے ہیں کہ تصویر مکانات وغیرہ جاندار یعنی بے جان چیزوں  
کی جائز مباح لیکن مصنف لفظ بدل کر غیر کا وغیرہ بنا کر یہ تاثر دے رہا ہے کہ تصاویر  
مکانات وغیرہ جاندار کی جائز و مباح ہیں یہ تحریف کلمہ کلام خیانت ہے۔

۳۔ حضرت علامہ ابراہیم کات قدس سرہ کا جو فتویٰ اس نے نقل کیا ہے اس کی دوسری

محلہ سطر میں مذکورہ بالا خط کشیدہ عبارت ملاحظہ اس میں روضہ امام حسین کی نقل مطابق اصل  
موجود ہے اور تیسری سطر میں گھر میں رکھنا مذکور ہے۔ جبکہ رافضی اپنی مرضی کے تعزیہ  
بناتے ہیں۔ آگے آگے قائم کرتے ہوئے گلی کوچوں اور بازار میں انھارے پھرتے ہیں  
اس میں اور اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نقل مطابق اصل اور مثال روضہ  
امام حسین رضی اللہ عنہ کا گھر میں بطور تبرک رکھنا اور بات ہے اور مرضی کے مختلف النوع  
تعزیہ بنا کر بازاروں میں لے کر پھرتا اور بات ہے۔

۴۔ یہ بات ہماری بلکہ ہر ذی فہم و شعور کی سمجھ سے بالا تر ہے کہ محرم ۱۲۵۲ عیسوی کیسے  
ہو گیا۔ محرم عیسوی ہمیشہ نہیں ہے بلکہ اسلامی ہجری ہمیشہ ہے۔ مصنف نے سطر ۹ میں  
لکھا ہے ”نقل اشتہار محرم الحرام ۱۲۵۲ عیسوی۔ یہ علامہ ابراہیم کات صاحب کا ممکن  
بہر حال مصنف کا نقل کردہ فتویٰ متعدد وجوہ سے ناقابل اعتبار اور خیانت و تعریف  
کا مجموعہ ہے۔ اور اس سے تعزیہ کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ پھر اگر تصویر مرادات گھر رکھنا حرام  
و گناہ ہے تو سوانح قاسمی جلد ۱۴ ص ۱۴ پر بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے ”مزار مبارک“  
کی تصویر کس طرح جائز ہو گئی؟ ہم الا فاضات ایضاً سے ثابت کریں گے کہ مولوی محمد یعقوب  
نانوتوی اور مولوی اشرف علی تھانوی نے تعزیہ کے جواز کا فتویٰ دیا تھا اور تعزیہ نہ لکھنے والوں کی  
تائید و حمایت کی تھی۔

عزاداری حسین  
کے زیر عنوان ص ۹ پر مولانا علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب  
قاوسی رضوی مرحوم کے ذمہ یہ لگایا گیا۔

”لنگے سر ہونا منہ پینٹنا سیاہ پوش ہونا دارلہ کرنا اور اقسام اقسام کے سرٹھے پڑھنا  
توبہ کرنا دھو کر ہونا سر پینٹنا سات تا یخ محرم الحرام کو علی عباس علمدار کا علم مکان  
مندرجہ بالا سب جائز ہیں اور افعال آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں۔“ اور حوالہ کے  
طور پر کھد یا نقل اشتہار محرم الحرام ۱۲۵۲ عیسوی از قلم فاضل جلیل عالم نبیل سوہنا  
مولوی حافظ قاری حکیم ابوالحسنات محمد احمد جنتی قاوسی رضا خانوی اشرفی چشتی نقاری صابری  
واحیدی مفتی اور پنجاب خطیب مسجد وزیر خان لاہور۔







ہی نہیں کلمہ کلامی ہے..... ایک بات بیشیہ حضرت کے ساتھ خاص ہے  
..... بلکہ یہ چارے رضا خانیوں کو بھی حصہ ملنا چاہیے اور وہ ہے مڈل وائڈ ٹیلیویشن  
پر مجلس شام غریباں جس کا موقع ان کو بھی بہر مال ملنا چاہیے۔

جاہل دیوبندی مایوسی سے مری ہوئی قوم اپنے ایک عدد آخری مصنف کی اس لفاظی  
پر واقعی بہت خوش ہوئی ہوگی۔ اس نے اہل سنت و جماعت کو منہوں میں رافضی بنا کر  
مجلس شام غریباں پر حوالہ دیا۔ واہ واہ "علامہ" محمد عمر قریشی واہ واہ۔ مگر آئیے اس پر  
ایک تحقیقی نظر ڈالیں کہ رافضی ہے کون، رافضی لوازیں کس فرقہ کا شیوہ ہے انہوں نے کون فرقہ شیعہ  
عقائد و افکار کا حامل ہے۔

**دیوبندیت یا رافضیت؟**  
آئیے کیوں دلوں کہ تماشہ کہیں جسے

ذہنی نگری اور اعتقادی ہم آہنگی موجود ہے، ثبوت موجود ہے مگر شور مچا لایا ہوا برٹش  
لائبریری کا نہیں دیوبندیوں کا اپنے گھر یعنی ان کے اپنے بڑے بڑے اصول کا

بانی مدرسہ دیوبند کا خاندان شیعہ تھا  
مولوی احسن نانوتوی اور مولوی قاسم نانوتوی کا مصنف  
باقی مدرسہ دیوبند کے خاندانی حالات بیان کرتا ہوا لکھتا ہے:

"مولوی محمد اشتم کے پر پوتے شیخ ابوالفتح تھے جن کے تین بیٹے ہوئے حکیم عبداللہ  
شیخ محمد عاقل اور شیخ علاؤ الدین۔ حکیم عبداللہ کی اولاد کو دینی اعزاز ملا۔ شیخ علاؤ الدین  
کی اولاد علم و امارت میں حکیم عبداللہ اور شیخ محمد عاقل کی اولاد کی برابری کو پہنچ سکی  
ان ہی شیخ علاؤ الدین کے پر پوتے شیخ اسد علی تھے جن کے نامور فرزند مولانا محمد قاسم  
نانوتوی ہوئے اور اس طرح اس شاخ کو خصوصی شرف و امتیاز حاصل ہوا۔ شیخ  
محمد عاقل کی اولاد دولت و امارت کے اعتبار سے خاندان میں ممتاز تھی مگر اس  
شاخ نے شیعہ اختیار کر لی تھی۔ اور وہ شیخ تفضل حسین (ابن شیخ علی محمد)

تھے" (سوانح مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۱۱) یہ کتاب منشی محمد شفیع دیوبندی کی مصدقہ ہے۔

○ اسی طرح مولوی مناظر احسن گیلانی مرتب سوانح قاسمی لکھتے ہیں:

"شیخ تفضل حسین شیعہ مذہب ہو گئے تھے..... ہماری جائداد کے شریک  
تھے..... کچھ بھی ہو دو باتیں تو قطعی ہیں یعنی شیخ تفضل حسین (نانوتوی دیوبندی)  
پہلے منشی دہلوی دیوبندی تھے اور سنت کے طریقہ کو چھوڑ کر شیعہ ہو گئے تھے"  
(سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۱۱)

یہ کتاب قاری طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند کے حسب ہدایت شائع کی گئی ہے اور  
اس کا مغرب الجنان تقریب نگ اسلاف حسین احمد صدر دیوبند نے ۲۵ رجب ۱۳۳۵  
کو لکھا تھا۔

دیوبندی مذہب میں تعزیر کی اجازت  
اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں:

"ایک گاؤں ہے کانپور کے ضلع میں گجیر پورب میں وہاں کے لوگوں کے متعلق  
شہی ہونے کی خبر سنی تھی میں اس گاؤں میں ایک مجمع کے ساتھ گیا اور اس باب  
میں ان لوگوں سے گفتگو کی۔ ان میں سے ایک شخص تھا جو ذرا چودھری سمجھا جاتا تھا  
میں نے اس کو بلا کر (چودھریوں کا چودھری جو ہوا) دریافت کیا کہ اسے کو تم شہی  
ہونے کو تیار ہو..... اُس نے کہا میرے ہاں تعزیر بہت ہے (مثلاً) ہم  
ہندو کا بے کو ہونے لگے ہیں (اشرف علی) نے اس کو تعزیر بنانے کی اجازت دی  
(۱۱۱) (افاضات ایوبیہ جلد ۴ ص ۱۱۱)

مولوی محمد یعقوب نانوتوی  
مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے استاد اور مدرسہ دیوبند  
کے مدرس اعلیٰ تھے۔ ان کی سینے پھوٹے میاں جو چھوٹے  
میاں بڑے میاں سمان اللہ۔ ان کے متعلق تھانوی صاحب خود فرخ اللہ لکشاف کرتے ہیں:

"اجمیر میں مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل تعزیر کی  
نفرت کا فتویٰ دیا تھا" (افاضات ایوبیہ جلد ۴ ص ۱۱۱)



عجب ڈھیٹ ہیں میری بندی کہ اپنا دہال دوسرے کے سر ڈالنا چاہتے ہیں۔

تو خود ماتم اور غم  
و یونہی مذہب میں ماتم اور غم کرنا گریہ کناں ہوتا ہا زسبے مگو غم  
اور گریہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا نا ہا زسبے لیکن مولوی رشید  
صاحب گنگوہی کا غم منانا اور ماتم کرنا ہا زسبے۔ مینے اور حسد مینے مولوی رشید و صاحب  
گنگوہی کے مرنے پر مولوی محمود الحسن نے ایک مراثیہ لکھا اس میں لایا ہے۔

فرق درجات کا تعدد قریباً سہ لیکن - عالم نظام اجسام میں اس کا ماتم  
مرحۂ منظری و سہ

ایک دوسری لہریں ماتم کا رنگ یل نمایاں نظر آتا ہے۔

جہاں تھا خندہ شادی وہاں ہے فود و ماتم۔ جو تاج خسروی تھا آج ہے کھٹکول ساسانی  
(مرثیہ منگھری منہ)

یہ تو قی عالم اجسام میں مولوی رشید کے عالم ماتم کی بابت کوئی عالم ارواح کی بابت نہ تھی۔ اب دیکھئے شیعہ رافضی لگا۔ آگ پر ماقم کرنے ہیں تو دیوبندی بھی اس رافضیت میں پیچھے نہیں۔ ثبوت ان کے ٹھہرے لیجئے اور بڑے سے بڑے کا لیجئے۔ مولوی محمود الحسن صاحب کانگریسی گنہ گشتی حسین احمد کے گروہی تو ہیں بلکہ گرو گنہ گشتال۔ وہ کہتے ہیں۔

لوٹے آگ پر تھے حضرت اعیوبؑ برفیع  
خون آنکھوں سے بہا تھے رشید عالم  
(سرشارنگوی ص ۱۷)

چلتے جناب مولوی رشید صاحب کے غم یہ: نذال مولوی محمد یعقوب نانوتوی اور مولوی رفیع دیوبندی آگ پر لڑتے رہے یہ ان کا اپنا معاملہ ہے خالص ذاتی معاملہ ہے ان کا اپنا اندرونی معاملہ ہے آگ پر لیٹ کر آگے کی تیاری کریں مگر اپنی بلاد و مروجے سے سر ڈالنے کا بے ذہن گادلیہ کیوں اختیار کر رکھا ہے یہ کیا پالیسی ہے؟ ایسی ہم اوپر کے حوالہ میں بیان کر چکے ہیں اجسام کا قائم نہایت کر چکے ہیں مگر دیوبندی تو غم پر رشید ہیں اپنی جان کے دشمن ہو گئے خود بدولت فرماتے ہیں ۔

خبر بھی ہے کہ کس جہاں جہاں نے ہم سے منہ مڑا۔ کوئی ہے وجہ ہم آپس پر ہیں دشمن جانی؟  
 (مرثیہ نگار کی صفت)

اب پیٹھ چلا کر دیوبندی ماقم کرتے کرتے اپنی جان کے دشمن کیوں ہو گئے تھے اور خودکشی پر کیوں تیار تھے اصل میں جان جہان نے ان سے منہ موڑ دیا تھا۔

اب چلتے چلتے یہ بھی دیکھ لیں گنگوہی جی کا موت کا غم تھا کیسا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ  
نواسر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی طرح کوئی چھوٹا موٹا غم تھا جس پر علامہ ابو الحسنات  
قدس سرہ جیسے عشاق و عظام اہلبیت غم کریں یا کوئی بیماری ہو کہ غم تھا تو بناب ان کے  
مذہب میں اپنے مولوی شہید و کا غم ہی بیماری بھر کم اور سارے غموں کا آئینہ ہے کہتے ہیں۔

ہزاروں غم ہیں دنیا میں بتائیں نام کس کس کا - غم مرشد ہے پر مرشد غم کو ہے یہ وجہی  
(مرشد غم کو ہے یہ وجہی)

ان کے نزدیک سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے غم کی کیا حیثیت ہے، غم مرشد نگاہی و غم غول کا مرشد ٹھہر دے۔ ہمارا الزام نہیں بقلم غروب بیان ہے۔ آئیے اس مضمون کو اور نکھار کر پیش کرتے ہیں یہ تو آپ دیکھ ہی چکے سب غول کا مرشد مولوی رشید احمد نگاہی صاحب کا غم تھا اور ہے اور رہے گا مگر یہ بھی تو دیکھ سب کی الفت و محبت سب سے زیادہ ان کے دل میں کس کی ہے تو الفت و محبت پر بھی شاعری کے میدان میں لڑنے والے ان محاربین کا دلیرانہ فیصلہ سن لیتے۔ فرماتے ہیں ۔

سب کی الفت پر تھی اس کی ہی محبت غالب

سب غنوں پر جو حکومت از یہی تھا وہ غنم (در شیر علی)

مالانکہ حدیث شریف میں ہے لایوموت احدکم حتی اکون احب الیہ من  
والدم وولدہ والنسب اجمعین تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک کہ میں اُسے  
اس کے مال باپ اولاد اور سب آدمیوں (استادوں) پر ورے سے زیادہ پیارا نہ ہوں مولیٰ  
علیہ وسلم

یہی کچھ آیت کریمہ قس ان حکام ابناؤ کہ تم واپس آؤ کہ وہ خداست کم  
میں ہے۔ لیکن ان لوگوں پر اللہ رحمت و شفقت لگائی کی غالب ہے اور یہ سب  
منقول ہیں۔



## دیوبندیوں کی مجلس شام غریباں

مصنف سیف حقانی نے حقانیت کا منہ  
چڑھاتے ہوئے شیعوں کو مجلس شام غریباں بیان

کرنے کے لئے ریڈیو اور ٹیلیوژن والوں سے سفارش کی ہے مگر ہم بتاتے ہیں کہ مجلس  
شام غریباں تو دیوبندیوں کا شمار ہے۔ اپنے شیخ الہند محمد الحسن کی آوازیں سنئے۔

نہو بیچ وطن کو بیکھر ہتر شام غریباں سے  
فراق دلرا میں گھر ہے رشک گلچ زندانی (در شمس)

شام غریباں کے بعد جس طرح شیعہ سینہ پر ہاتھ مارتے ہیں اسی طرح ان کا ہاتھ  
بھی سینہ پر دیکھئے مگر گنگوہی جی کے علم میں ہے۔

خبر ہے جان کو دل کی ندوں کو جان کی پروا  
فقط سینہ پہ ہے ہاتھ اور زانوں پر ہے پیشانی

دیوبند کی رفض تواریاں  
رفض سے رابطہ کی بحث چل ہی نکلی ہے تو ہم بھی ذرا تفصیل  
سے اس موضوع پر دیوبند کے اکابر کی معتبر شہادتیں پیش کرتے  
ہیں جس سے احباب اہل سنت کو کیا خود فرقہ دیوبند کے اندر سے متقلدوں کی آنکھیں کھل  
جائیں گی۔

دیوبندیوں کی لڑکی شیعوں کے نکاح میں  
صاحب کے پاس ایک استفادہ آیا۔

سوال و جواب دونوں ملاحظہ فرمائیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہندو سنی (دیوبندی و اہل) المذہب  
عورت بالغہ کا نکاح زید شیعہ مذہب کے ساتھ برفضائے شرعی باب کی توہیت  
میں ہو گیا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ کشتی و شیعہ کا تفرق مذہب نکاح جیسا کہ  
ہندوستان میں شائع ہے عند الشرح صحیح ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: نکاح منقہ ہو گیا لہذا سب اولاد و ثوابت النسب ہے اور محبت حلال ہے۔  
(امداد الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۲۴۴ از مولیٰ اشرف علی صاحب)

## ذبیحہ رافضی حلال

ایک سائل نے شیعوں رافضیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہونے  
سے متعلق فتویٰ طلب کیا۔ سوال و جواب دونوں ملاحظہ ہوں:

سوال: ذبیحہ رافضی کے ہاتھ کا بارنہ ہے یا نہیں؟

الجواب: شیعہ کے ذبیحہ میں علماء اہل سنت کا اختلاف ہے رائج اور صحیح ہے  
کہ حلال ہے۔ (امداد الفتاویٰ جلد دوم ص ۱۲۱)

یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ فتاویٰ صاحب کے نزدیک رافضی شیعہ ہیں  
اہل تعزیر کی نصرت

”شیعوں اور ہندوؤں کی لڑائی اسلام اور کفر کی لڑائی ہے شیعہ صاحبان کی شکست  
اسلام اور مسلمان کی شکست ہے۔ اس لئے اہل تعزیر کی نصرت کرنی چاہیئے۔  
(الامانات الیوم جلد ۱ ص ۱۲۱)

صاحب کرام کو ملعون و مردود کہنے  
اور صحابہ کی تکفیر کرنے والا اہل سنت

صاحب پر طعن و مردود و ملعون کہنے والا ..... اور جو شخص صاحب کلام میں سے کسی کی  
تکفیر کرے وہ ملعون ہے ..... اور وہ اپنے کبیروہ کے سبب سنت جماعت  
سے خارج نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۱)

رافضی کی نماز جنازہ

”حضرت مولوی قاسم نانوتوی نے اُن (رافضیوں) کے اصرار پر منظور فرمایا  
اور جنازہ پر پہنچ گئے ..... نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کہا گیا تو آگے بڑھے  
اور شیعہ کی نماز جنازہ شروع کر دی۔“ (سوانح قاسمی جلد ۱ ص ۱۲۱)

اس ضمن میں ایک نام نہاد کرامت گردی گئی ہے جو بجائے خود اہل دیوبند کے نزدیک خدائی  
طاقت کے مترادف ہے۔

”مشہور شیعہ عالم اور وکیل منظر علی انظر اشتغال فرما گئے ..... نماز جنازہ  
دیال سنگھ کالج گراؤنڈ میں ۳ نومبر ۱۹۸۸ بروز اتوار ادا کی گئی نماز جنازہ صبح



دس سیک حضرت مولانا عبید اللہ الوردی جانشین مولوی احمد علی صاحبؒ نے پڑھائی ۴  
(خدا ہم العزیز لاہور ۸ نومبر ۱۹۸۸ء)

۱۰ شیعہ بڑے مظفر علی شمس کی نماز جنازہ کے فرائض ملک مہدی حسن علوی و شیعہ نے  
اور کئے نماز جنازہ میں مولانا عبد القادر آزاد (دوبندی)، مولانا ساج محمود (دوبندی)  
مولانا قیصر القاسمی (دوبندی)، فاکٹر منظر (دوبندی)، میں طفیل محمد امیر صاحب (اسلامی)  
پروہدی عظام جیلانی (جماعت اسلامی) کے علاوہ ہزاروں داعیوں نے شرکت کی۔  
دروازہ نامہ فراتے وقت لاہور پٹی ۱۱)۔

شیخہ کی رسم قل میں

۶۔ ادارہ شغلہ حقوق بشیعہ کے سیکرٹری مظفر علی شمس کی رسم قتل ان کی اقامت گاہ پر  
اداکر گئی۔ مولانا گوثر نیازی (سیپل پارٹی)، مولانا عبدالنظارہ آزار، مولانا حفیظ الحق سی  
دیوبندی سیکرٹری دیوبندی تنظیم (اہل سنت) اور سینکڑوں سیاسی سماجی کارکنوں نے  
مشرکت کی ۷۔ (روزنامہ کوائسے وقت لاہور ۲۲)

بہائی نقصان

مولانا مفتی محمود (استاذ مصنف سیف عثمانی)، مولانا عبید اللہ انور نے ممتاز شیعہ رہنما مظفر علی شمسی کی وفات کو ایک ملی نقصان قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ان کی وفات سے ملک ایک معتدل سرگرم اور درمندر رہنما سے محروم ہو گیا ہے۔  
(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۱ اپریل ۲۰۱۱ء)

گہرائی و عمق اور قرارداد

لاٹکپور، ۲۰ جون مجلس عمل تحفظ غنم نبوت کے ایک ہنگامی اجلاس میں مولانا عبد الرحیم اشرف، مولانا تاج محمود (دیوبندی)، مولانا محمد صدیق (دیوبندی) نے شرکت کی۔ ایک قرار داد کے ذریعہ شیعہ رہنما (و مناظر) مولانا محمد اسماعیل کی موت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور (شیعہ) مولانا اسماعیل فاضل دیوبند کو خراج عقیدت پیش کیا مخلصاً (روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۱)

اب ہم مصنف سیف حقانی سے صرف استعارہ کر لیں گے۔  
دو سروں کے عیب بیشک ڈھونڈنا ہے راستہ دن  
چشم عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

امید ہے بقلم خود علامہ قریشی کے دماغ سے وہ غلط فہمی دور ہوگئی ہوگی جو ایک عرصہ سے دماغ میں بسی ہوئی تھی کہ بریلوی رافضی ہیں یا رافضی نواز ہیں تعجب ہے ”علامہ قریشی صاحب رافضی بنے تو بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم صاحب نانوتوی کا خاندان تفریح پزیر نہیں اور اجازت دیں تو مولوی یعقوب و مولوی اشرف علی صاحب باقم و فخرہ اور شام غریباں کریں تو مولوی محمود الحسن صاحب رافضیوں کی نماز جنازہ پڑھیں تو آپ کے اکابر رافضیوں کے ہاتھ کاغذ بچہ قرار دیں تو آپ کے اکابر رافضیوں سے اپنی روکیوں کے نکلج جائز قرار دیں تو آپ کے اکابر معاصر کرام کو ملعون و مردود کہنے اور ان کی ٹہنیکر کرنے والے کو سنت جماعت قرار دیں تو آپ کے مولوی گنگوہی رافضیوں کی موت کو قتل نقصان قرار دیں تو آپ کے استلافی محمود رافضیوں کے مرنے پر گہرا سوچ و غم ہو تو آپ کے اکابر کو ان کی رحم قتل میں شرکت کریں تو آپ کے علماء ————— لیکن انھیں بندھنے کے الزامات لگائے جاتے ہیں اہل سنت و جماعت پر اور رفض نوازیوں کا اقتدار علماء اہل سنت پر کیا جا رہا ہے یہ کہاں کی دیانت اور کیسا انصاف ہے۔

مصنف سیف حقانی نے ص ۱۰ پر باب  
چہارم میں "بریلوی دیں کہ قرطاس البیض"

دلیوبندی دین کا قرطاس ابیض  
چہارم میں ”ہر یومی دین کا قرطاس ابیض“  
کے تحت جو الزامات لگائے تھے اوداہل سنت سے جو عقائد منسوب کئے تھے الحمد للہ  
ہم ان کے جواب سے فارغ ہوئے اب مصنف کی ضیافت طبع کے لئے ”دلیوبندی  
دین کا قرطاس ابیض“ پیش کرتے ہیں۔

انہی کے منقل ستوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات اُن کی  
انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں نہاں میری ہے بات اُن کی

مولوی اسماعیل دہلوی | برصغیر ہندو ایک مین و ماہیت کے بانی ہیں شیخ نجدی ابن عبد الوہاب



کی کتاب التوحید کے مترجم اور اس کی تعلیمات کے پہلے مبلغ و ناشر اور مراد مستقیم۔  
تقویت الایمان۔ ایضاح الحق۔ یکروزہ جیسی گستاخانہ کتب کے مصنف ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر  
مکرو کا دھمہ لگاتے ہوئے لکھتے ہیں :

○ "اللہ کے مکرو سے ڈرنا چاہیے" (تقویت الایمان ص ۵۵)

○ "عیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ  
صاحب ہی کی شان ہے" (تقویت الایمان ص ۵۶)

گویا اللہ تعالیٰ کا علم قدیم و لازم نہیں جب چاہے دریافت کرے چاہے توبہ علم ہے۔

○ "اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے اور ہر انسانی نقص و عیب اس کے لئے ممکن  
ہے" (ایک روزہ مثلاً مخلصاً)

○ "اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان سے پاک ماننا بھی بدعت ہے" (ایضاح الحق ص ۵۷)

○ "رسالت اک صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں خیالی اپنے بیل اور گدھے کے  
خیال میں مستغرق ہونے سے بدرجہا بتر ہے"  
مراد مستقیم فارسی ص ۵۸ اور ص ۶۱

○ "ہر مخلوق (غیر نبی ولی صحابہ ہوں) بڑا ہوا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چھار  
سے بھی زیادہ ذلیل ہے" (تقویت الایمان ص ۵۹)

○ "مقبولان حق کے معجزہ و کرامت جیسے بہت افعال بلکہ ان سے زیادہ قوی و  
اکمل کا وقوع ظلم و جادو والوں سے ممکن ہے" (منصب امامت ص ۶۰)

○ "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ....  
مارے و ہشت کے بے حواس ہو گئے" (تقویت الایمان ص ۶۱)

○ "انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ دینی  
بڑے بھائی کی سی تعلیم کیجئے" (تقویت الایمان ص ۶۲)

○ "نبی بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان ...

لوگوں کو پکارنا ... بھٹ بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص (غدا) کا مرتبہ ایسے ناگوار

لوگوں کو ثابت کیجئے (تقویت الایمان ص ۶۲)

کیا دیوبندی دہلی مذہب کے سوا اللہ کو شخص اور انبیاء اولیاء کو بے خبر نادان۔ بے حواس ناگوار  
کہنے کا کوئی مسلمان تصور کر سکتا ہے ؟

○ "اس شہنشاہ کی توبہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی  
اور ولی اور پیغمبر اور فرشتہ جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہیں اگر دوائے"  
(تقویت الایمان ص ۶۳)

مرزا نیوں نے ایک کو گھڑا کیا۔ وہابیوں کے ہاں کروڑوں کا امکان ہے۔

○ "جس کا نام محمد یا علی سے وہ کسی چیز کا مختار نہیں" (تقویت الایمان ص ۶۴)

○ "رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا" (تقویت الایمان ص ۶۵)

○ "جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار ان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی امت کا  
مردار (بے اختیار) ہے۔"  
(تقویت الایمان ص ۶۶)

○ "کسی بزرگ دینی ولی کی شان میں زبان نیصاں کر پلو اور جو بشر کی سی تعریف ہو  
وہی کرو۔ اس میں بھی کمی ہی کرو" (تقویت الایمان ص ۶۷)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھتے ہوئے آپ کی طرف سے لکھا کہ

○ "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" (تقویت الایمان ص ۶۸)

دیوبندی دہلی مذہب کے علاوہ کوئی مسلمان آپ پر جھوٹا بہتان باندھنے اور آپ کو مردہ دینی  
میں ملنے والا کہنے کی جرات کر سکتا ہے ؟

بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی (انہوں نے لکھا ہے کہ

○ "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بانی معنی ہے کہ آپ  
کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ گمراہی فہم  
پر روشن ہو گا کہ قدم یا متاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ تحفہ الناس ص ۶۹

اس عبارت میں معنی ختم نبوت میں تحریف اور خاتم بمعنی آخر نبی واس کی فضیلت کا انکار کرنے



کے بعد منکرین ختم نبوت کی مزید مصلحت افزائی کے لئے لکھا ہے:

○ اگر بالمرغم بعد از نبوی منعم ہی کوئی نئی پیدا ہو تو بھی خاتمت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔  
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

مسئلہ ختم نبوت پر اختلاف کرنے کے بعد ایک اور گنجل کھلا پاس ہے کہ

○ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی ربا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ برابر جاتے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

دیوبندی مذہب کے سوا امتی کے نبی سے مساوی ہونے اور برہمن کا تقصیر اور کہاں مل سکتا ہے؟

مولوی رشید احمد گنگوہی

فتویٰ الایمان جیسی رسوائے زمانہ گستاخانہ و شدید و آزار کتاب کے متعلق لکھا ہے کہ

○ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اس کا رد کتاب پڑھنا اور علی کرنا عین اسلام ہے۔  
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

یعنی جس نے اس گستاخانہ کتاب کے رد کرنے پر غصے عمل کرنے سے کوتاہی کی وہ عین اسلام سے محروم رہا (استغفر اللہ) ان کے نزدیک "تقویۃ الایمان" کی گستاخوں کے باعث

○ جو اس کو کفر اور مولوی اسماعیل کو کافر کہے وہ خود کافر اور شیطان ملعون ہے  
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴-۲۵۵)

○ اگر جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے۔۔۔۔۔ وہ اس گناہ کبیرہ کے سبب سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا۔  
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

○ تقویۃ الایمان کے زیر اثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر انفراد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "مجھ کو بھائی کہو" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

○ ان کے نزدیک ہندو تہوار ہولی یا دیرالی کی کھینیں پوری کھانا اور مست ہے۔  
"ہندو کے سودی روپیہ کے پیادے سے پانی پینے میں مضائقہ نہیں" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

○ لیکن "محرم میں ذکر شہادت حسین کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ برا سبیل لگانا۔ شریعت پلانا

یا چندہ سبیل اور شریعت میں دینا یا دودھ پلانا سب نام درست اور حرام ہیں۔  
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

○ "شہیدان کربلا کا شیعہ جلا دینا یا زمین میں دفن کرنا ضروری ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

لیکن خود ان کا شریعہ "دیوبندی شیخ الہند محمد نعیم دیوبندی نے شائع کیا۔

○ "تبدیل کعبہ کسی کو کھانا درست نہیں ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

لیکن "شریعت" میں انہیں تبدیل عبادت روحانی و جسمانی لکھا ہے۔

○ "بچوں کی سالگرہ اور اس کی غرض میں کھانا کھانا جائز ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

○ لیکن "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غسل میلہ و بہر حال ناجائز ہے"۔۔۔۔۔ اگرچہ روایات صحیحہ پر ہی جابوں" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

○ "ذراغ معروف کرنا" کھانے والے کو خواب ہوگا" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

لیکن "غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارہویں کھانا "حرام" ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

○ "مولوی اسماعیل قطبی جنتی ہیں" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

لیکن "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے کہ۔۔۔ کیا کیا ہاوسے گامیرے ساتھ اور تہارے ساتھ" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

○ "نظارہ رحمتہ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے۔۔۔۔۔ اگر کسی دوسرے پر اس نذر کو بتا دیا تو دوسرے کو جائز ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۴)

مولوی اشرف علی تھانوی

دیوبندی وہابی مکتب فکر کے مجدد و حکیم الامت ہیں۔ انہوں نے بانی دیوبندیت مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی ختم نبوت میں تحریف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے رسالہ "الامداد" ماہ صفر ۱۳۲۶ھ پر اپنے ایک مریض کی طرف سے بابین الفاظ اپنا کلمہ و درود شائع کیا،

○ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور اللہم صل علی سیدنا ونبینا و مولانا اشرف علی اور حالت خواب و بیداری میں اس کلمہ و درود پڑھنے والے مریض کو تسلی دی کہ "جن کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ متبع سنت ہے"

۱۔ یہ اصل رسالہ مکتبہ فریدیہ سے چار روپے میں دستیاب ہے۔



کیا یہ سرزائیت سے اندر ذی اتحاد نہیں ہے؟ ایک طرف تو تقاضی صاحب نے اپنے آپ کو اتنا بڑھایا کہ اپنا کلمہ درود تک پڑھوایا۔ اور دوسری طرف نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی یہاں تک متقیف و گستاخی کی کہ

○ "بعض معلوم غیبیہ میں ..... حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ..... ایسا علم غیب تو زبرد و عمر جگہ ہر جہی و مجہول و پچھ و پگلی، بلکہ جوئے حیوانات و بہائم و پر پائلوں کے لئے ہی حاصل ہے۔" (حفظ الامان ص ۵۸)

مولوی خلیل احمد انیسٹھوی براہین قاطعہ اور المہندہ جیسی مشہور دیوبندی کتب کے مصنف ہیں۔ ان کتب پر مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی محمود الحسن دیوبندی، مولوی اشرف علی تھانوی جیسے اکابر دیوبند نے تصدیقات کی ہیں پھر براہین قاطعہ تو مولوی گنگوہی ہی کے حکم پر لکھی گئی تھی، اس میں فخر الحدیث شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دیوبندی قدس سرہ پر افتراء کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

○ حضور نے فرمایا (سماز اللہ) "مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں" حالانکہ شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ نے اس نظریہ کی تردید فرمائی ہے۔ نیز شیطان اور ملک الموت کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وسیع تر قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ "شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوتی فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے۔" (براہین قاطعہ ص ۵۸)

○ ایک صالح دیوبندی واپس فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان (اردو) آگئی سہان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ (دیوبند) کا معلوم ہوا۔ (براہین قاطعہ ص ۵۸) مولوی خلیل احمد انیسٹھوی و مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی

دیوبندی فقہ کے نادر نمونے

○ روپیہ منی آرڈر سے بچھنا درست نہیں خواہ اس میں کچھ پیسہ دیکھے جائیں یا نہ

یہ کتاب مکتبہ فریدیہ سے طلب فرمائیں۔

دیکھے جائیں

○ "منی آرڈر درست نہیں جیسا ہنڈی درست نہیں دونوں میں معاملہ سود کا ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۶۹)

○ "منی آرڈر اور ہنڈی میں کچھ فرق نہیں دونوں کا ایک حکم ہے منی آرڈر کرنا سود میں داخل ہے؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۰)

○ "بنک میں روپیہ داخل کرنا اور درست ہے خواہ سود لے یا نہ لے؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۱)

○ "اس زمانہ کی وکالت اور محتارہ ممال نہیں دھرم ہے، ان کا کھانا بھی اچھا نہیں؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۲)

○ "پکھری میں جھوٹ بونا، احیاء حق کے واسطے کذاب (جھوٹ بولنا) درست ہے؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۳)

○ "مسلمانوں کے سیلوں (دھرموں) جیسے اجیر پیران کلیر وغیرہ میں واسطے سود لگائی یا خریداری کے جانا درست نہیں حرام ہے؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۴)

○ "عیدین میں (عید الفطر و عید الاضحیٰ) کو مسائل کرنا اگلے عطا بدعت ہے؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۵)

○ "بروز نعم قرآن شریف مسجد میں روشنی کرنا بدعت و نادرست ہے؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۶)

○ "شادی اور عقد کی رات اس گھر میں کھانا جائز جہاں رسوم ہندی ہوں نہ دوسرے گھر میں ایسا جائز؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۷)

○ "جس جگہ زنا معروف و مشہور ویسی کالا کوا، کراکڑی حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو مبرا کہتے ہوں تو ایسی جگہ کھانے والے کو ثواب ہوگا؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۸)

○ "ترکی ٹولی اصل شعار پتھر یوں کا ہے؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۹)

○ "دفع ظلم کے واسطے رشوت دینا درست ہے؟" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۸۰)



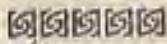
○ "محرّم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ جو یا سبیل لگاؤ شریعت  
پڑانا یا چندہ سبیل اور شریعت میں دینا یا دو دو پڑانا سب نام درست اور تشبیہ و تافض  
کی وجہ سے حرام ہیں؟ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۳۴)

○ "پھر اس استوار کی برسی کرنا خلاف سنت و بدعت ہے؟  
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۳۴)

ہم نے اس عنوان کے تحت مذہبی اختلافی مسائل کو نہیں اٹھایا بلکہ ایسے مسائل کو نقل  
کیا جو روزمرہ زندگی میں سامنے آتے ہیں بتایا جائے کہ دیربندی اپنے بانی اسلام مولوی  
رشیدیہ لنگوہی کے فتاویٰ رشیدیہ پر کیونکر عمل کرتے ہیں؟ بتایا جائے کہ اس وقت  
کون سا دیربندی ان چیزوں کو قصداً نہیں اپناتا؟  
کاشش کو مصنف سیف حقانی نے بریلوی مذہب کا قمر طاس ابیض شائع کرنے  
سے پہلے دیربندی و دھرم کا قمر طاس ابیض ایک نظر دیکھا ہوتا۔



## باب چہارم تکفیر



دیربندی و بانی علما اہل سنت پر تکفیر مسلم کا الزام دھاتے ہیں اور تکفیر  
کے الزام کو اچھے خاصے پروپیگنڈا کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ اجماع مسلمانوں کو  
کافر کہتے ہیں۔ بریلوی بلاوجہ کافر کہتے ہیں یہی کچھ مصنف سیف حقانی نے ص ۱۲  
پر بعنوان "تکفیر مسلم کا مشغلہ" کہا ہے۔ حالانکہ علما اہل سنت میں سے کسی نے  
بھی کسی کو بلاوجہ کافر نہیں کہا نہ کسی مسلمان کو کافر کہا۔ امام اہل سنت محمد و دین  
و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ اس الزام  
کا ظلم پاک کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ناچار عوام المسلمین کو بھر دھاتے اور دن  
و رات ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علما اہل سنت کے فتوے  
تکفیر کا کیا اعتبار یہ لوگ تو ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں۔ ان کی مشین میں  
ہمیشہ کفری کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ اسماعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا۔ مولوی  
اسحق صاحب کو کہہ دیا۔ مولوی عبدالجبار صاحب کو کہہ دیا۔ پھر جن کی حمیا اور  
بڑھی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو  
کہہ دیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ حاجی امداد اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ مولانا  
شاہ فضل الرحمن صاحب کو کہہ دیا۔ پھر جو پورے ہی حد حیار سے اوپٹے گزر گئے  
وہ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ عیاذاً باللہ حضرت شیخ محمد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ  
کو کہہ دیا۔ جسے جس کا زیادہ معتقد پایا اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا کہ انہوں



نے اسے کافر کہہ دیا یہاں تک کہ ان میں سے بعض بزرگواروں نے مولانا مولوی شاہ محمد حسین صاحب الدہلوی مرحوم و مغفور سے جا کر جرح دی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت شیخ اکبر علی الدین ابن عربی قدس سرہ کو کافر کہہ دیا۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ جنت عالیہ عطا فرماتے۔ انہوں نے آپ کو یہ ان جہان کے فاسق و فتنہ انگیز پر عمل فرمایا خط لکھ کر دریافت کیا جس پر یہاں سے رسالہ انجم الہدی عن دلائل المظہری منکر کرا رسالہ ہوا اور مولانا نے مفتی کذاب پر لاجول شریف کا نقشہ چھاپا۔ غرض ہمیشہ دیوبندی و حقانی ایسے ہی افتراء اٹھایا کرتے ہیں۔

### تبیہ ایمان ۲۸۰-۲۸۱: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ

ثابت ہوا امام اہل سنت و علماء اہل سنت پر تکفیر مسلم کا الزام سراسر غلط و من گھڑت ہے۔ اہل سنت کسی کو بلا وجہ کافر نہیں کہتے اور مسلمان کو کافر نہیں کہتے تکفیر مسلم کے ناپاک الزام سے ہمارا دامن پاک ہے ہاں البتہ علماء اہلسنت نے ایسے لوگوں کو یقیناً کافر قرار دیا جنہوں نے

۱۔ اللہ عزوجل (سورہ قدوس) پر امکان کذب و وقوع کذب کا افتراء کیا۔ (نوٹ: سنگوی)

۲۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کو عوام کا خیال بنا کر بالکل غلط اور حسد پیدمکنی پہناتے اور قادیانی و جال اور دیگر مرتدوں کے لیے نبوت کا دروازہ کھولنے کی ناپاک کوشش کی (تحدیر الناس)

۳۔ نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب شریف کو زید و عمر بلکہ ہر جی و جنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے علم غیب سے تشبیہ دی۔ (حفظ الایمان)

۴۔ شیطان مردود کے وسعت علم محیط ارض کو نقص سے ثابت کرنا اور سرکار

رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم محیط ارض کو خلاف خصوص اور شرک قرار دیا۔ (برائین قاطعہ)

ایسے فقائد اہلسنت کے حامل افراد بلاشبہ کافر و مرتد ہیں دائرہ ایمان و اسلام سے خارج ہیں۔ یہ فقائد کس کے ہیں؟ یہ معلوم کرنا کوئی ایسی راز نہیں فتوے انگیزی کا نوٹو موجود ہے۔ تحدیر الناس مصنف مولوی قاسم نانوتوی حفظہ الایمان مولوی اشرف علی تھانوی۔ برائین قاطعہ مصنف مولوی غلیل انیسوی۔ مصنفہ مولوی رشید گنگوہی چھپی ہوئی موجود ہیں۔ آج بھی مل جاتی ہیں۔ ان کتابوں کی ناپاک عبارتوں پر صرف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے تنبیہ فتوے نہ دیا بلکہ حسام الحرمین شریف موجود ہے۔ عرب و عجم کے جلیل القدر و مشاہیر علماء و فقہاء کی تصدیقات موجود ہیں۔ الصوامع الکبد یہ موجود ہے برصغیر ہند کے مشاہیر کرام کی تصدیقات موجود ہیں مگر تعجب سے کہ دیوبندی تکفیر کو تو برا سمجھتے ہیں تو جن کو برا نہیں سمجھتے۔ اگر کوئی توہین و تہقیر نہ کرنا تو کوئی بھی تکفیر نہ کرنا۔ اگر مصنف سیف حقانی تکفیر کو بلا وجہ سمجھتے تو وہ اپنے کسی جہن دیوبندی مکشہب سے تحدیر الناس برائین قاطعہ حفظ الایمان کے کہ ہمارے پاس آجائے ہم اس کو مذکورہ بالا عبارتیں نکال کر دکھا دیں گے۔

تحدیر مسلم کے حوالہ جات

تحدیر مسلم کے حوالہ جات نقل کیے ہیں ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مصنف کو نہ صرف علماء دیوبند کی ہی تکفیر پڑی تھی ہے بلکہ دیوبندیوں کے ساتھ قادیانیوں و دایوں، نیچریوں، چکروالیوں، رافضیوں کی تکفیر کا بھی صحت صدمہ اور مال ہے۔ لہذا اس نے صحت پر بعنوان تکفیر مسلم کا مشغلہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا صاحب رضی اللہ عنہ کی تصانیف جلیلہ سے سات اور کتاب تجانب اہل سنت سے چار حوالہ جات نقل کیے۔ سیف حقانی سے



ہماری معلومات میں اضافہ ہوا اور اب پتہ چلا کہ دیوبندی قادیانیوں، وہابیوں، چکڑالویوں، پنجریوں، کوہی مسلمان سمجھتے ہیں۔ اس لیے تو تکفیر مسلم کے ذیل میں ان کو شامل کیا۔

آئیے پہلے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عبارات و حوالہ جات پر بات کرتے ہیں اور پھر تھانوی، اہل سنت کے مندرجات کا جائزہ لیں گے۔ مصنف سیف حقانی نے اعلیٰ حضرت مجددین و ملت فاضل بریلوی قدس سرہ کی کتب سے جو عبارات نقل کی ہیں وہ دو قسم کی ہیں پہلی عبارات وہ ہیں جن میں بدعتیہ فرقوں پر احکام شریعت لگائے گئے ہیں۔ دوسری عبارات وہ ہیں جن میں نام بنام شرعی احکام بیان ہوئے ہیں۔

ایسے ہی دہلی، قادیانی، پنجری، چکڑالوی، یہ جملہ مرتدین (مفوضات اعلیٰ حضرت حصہ

### پہلی قسم کی عبارات

(دوم صفحہ)

۱۔ آج کے دہلی، رافضی، چکڑالوی، پنجری، قادیانی، جھوٹے مولیٰ کو شریعت پر بستے ہیں۔ سب سے بدتر مرتدین۔ (احکام شریعت اول صفحہ ۱)

۲۔ رافضی، تہرانی، دہلی، دیوبندی، غیر مقلد قادیانی، چکڑالوی، پنجری ان سب کے ذبیحہ محض نجس و مردار و حرام قطعی ہیں۔ یہ سب مرتدین ہیں۔ (احکام شریعت اول صفحہ ۱)

۳۔ احکام دنیا میں سے بدتر مرتد ہے اور مرتدوں میں سب سے خبیث تر مرتد منافق رافضی، دہلی، قادیانی، نجس دی، چکڑالوی۔ (احکام شریعت اول صفحہ ۱)

(احکام شریعت اول صفحہ ۱ و حصہ دوم صفحہ ۱۲۲)

ثابت ہوا کہ مصنف سیف حقانی کے نزدیک نہ صرف دیوبندیوں کی تکفیر غلط ہے بلکہ قادیانیوں، چکڑالویوں، تہرانی، رافضیوں، وہابیوں، پنجریوں کی تکفیر بھی غلط ہے۔ اور یہ سب مصنف سیف حقانی کے نزدیک صحیح العقیدہ مسلمان

صاحب ایمان ہیں۔ مصنف نے اس ضمن میں کوئی وضاحت نہیں کی جس سے یہ معلوم ہوتا کہ اس کے نزدیک صرف دیوبندیوں کی تکفیر غلط ہے باقی فرقوں کی صحیح ہے۔ نہیں بلکہ مصنف ان تمام فرقوں کو مسلم کے ذیل میں لایا ہے۔ یہی نقصان دہ ہے۔ بات سے بات نکلتی چلی جا رہی ہے اور کتاب بہت طویل ہوتی جا رہی ہے اس لیے ہم بہت اختصار سے ہر فرقہ کے متعلق ان کے شرعی شہادتیں پیش کریں گے۔ اور ہر فرقہ کے متعلق صحابہ دیوبندی کے ایک ایک حوالہ پر قناعت کریں گے۔ تفصیل میں نہیں جائیں گے ورنہ اس سے بھی زیادہ نقل کیے جاسکتے ہیں۔ پہلے قادیانیوں کو لیتے ہیں۔

مولوی مرتضیٰ حسن درہنگی

### نظام تعلیمات مدرسہ دیوبند

چاندپوری لکھتے ہیں جیسے علماء اسلام نے جب مرزا (قادیانی) صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لیے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علماء اسلام پر مرزا صاحب (قادیانی) اور مرزائیوں (قادیانیوں) کو کافر مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قادیانی وغیرہ تو وہ خود مرتد ہو جائیں۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ (اشد العذاب ص ۱)

مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہوا۔

۱۔ قادیانی کافر و مرتد ہیں۔

۲۔ جو ان کو کافر اور مرتد نہ سمجھے وہ خود کافر و مرتد ہے۔

۳۔ یہ کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا قادیانیوں پر فتوے صحیح ہے۔

۴۔ مصنف سیف حقانی قادیانیوں سے متعلق اعلیٰ حضرت کے حکم تکفیر کو صحیح نہ مان کر وہ خود بھی مولوی مرتضیٰ حسن چاندپوری کے فتوے سے کافر و مرتد ہوا۔ کیونکہ اس نے اعلیٰ حضرت کے فتوے نقل کرتے وقت یہ وضاحت نہیں کی کہ قادیانیوں کے متعلق اعلیٰ حضرت کا فتوے صحیح ہے صرف



دیوبندیوں کے متعلق غلط ہے اگر وہ اب ایسا کرے گا تو جو بھی فہرست مرتبین کی اس نے دی تھی اس میں سے ایک فرقہ کم ہوا، آتی رہے وہابی، پنجری، چکڑاوری راضی وغیرہ۔ تو آئیے اس کا بھی فیصلہ کریں اور وہ مسند فہر پر وہابیوں کے متعلق اکابر دیوبند شہادت دیتی کریں۔

مولوی حسین احمد صاحب مدنی جسکو صدر مدرسہ دیوبند مصنف نے ۵۰ پر آدمی درج کیا ہے۔ وہ وہابیوں کے متعلق لکھتے ہیں: "شان نبوت اور حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے تحت استہلال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مشائخ ذات سرور کائنات خیال دیتے ہیں..... ان کی بڑوں (اکابر وہابیہ) کا عقوہ ہے: معاذ اللہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاشی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والے ہے۔" (الشہاب الثاقب ص ۴۰) اس جگہ مولوی حسین احمد صدر دیوبند تسلیم کیا ہے کہ وہابیہ شان نبوت و حضرت رسالت میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اکابرین وہابیہ کا قول نقل کفر کفر نباشد کہہ کر نقل کیا ہے۔ ثابت ہوا صدر مدرسہ دیوبند کے نزدیک بھی وہابیہ کافر ہیں اور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہایت گستاخی کے الفاظ استعمال کرنے والے ہیں گستاخی کو زیروں پر فتوے بھی صدر مدرسہ دیوبند ہی کا ملاحظہ ہو۔ "جو الفاظ مہم محقق حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت عقارت کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔" (الشہاب الثاقب ص ۴۰)۔

ان الفاظ میں ایہام گستاخی دینے والی کا ہوتا تھا ان کو بھی باعث ایذا جناب مانت آب علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر کیا اور آخر میں فرمایا کہ بس ان کلمات نقل کے کہنے والے کو منع کرنا شدید چاہیے۔ اگر مقدور ہو اگر بار بار آوے تو

قتل کرنا چاہیے کہ موزی گستاخ شان جناب گبریا قلعے شاز اور اسکے رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔" (الشہاب الثاقب ص ۴۰)

مذکورہ حوالہ جات سے ثابت ہوا وہابی نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہایت گستاخی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور وہ مولوی حسین احمد مدنی کے نزدیک بھی کافر اور واجب القتل ہیں اور یہ بات مصنف سیف حقانی کے پیر داؤد سے ثابت ہو گئی۔ ثابت ہوا اعلیٰ حضرت کا فتوے غلط نہیں اور اکابر دیوبند بھی وہابیوں کو ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تحریر فرمایا۔ قادیانیوں اور وہابیوں کا فیصلہ ہو جانے کے بعد آئیے اب پنجریوں پر اکابر دیوبند کا فتوے ملاحظہ کیجئے۔

جناب مولوی اشرف علی صاحب دیوبند کی حکیم الامت

مقامی کہتے ہیں: ہندوستان میں

نچریت کا بیج سرسید احمد خاں کا بویا ہوا ہے۔

الافاضات ایومیہ جلد ششم صفحہ ۱۳۶

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ سرسید کی وجہ سے بڑی گمراہی پھیل چکی ہے۔ نچریت کا بیج ہے اور جڑ ہے۔ اتحاد اور بے لینی کی اس سے پھر شاخیں چلی ہیں یہ قادیانی اس نچریت کا اول شکار ہوا۔ آخر یہاں تک فہرست مرتبین کہ یعنی استاد سرسید احمد خاں سے بھی بازی سے گیا کہ نبوت کا مدعی بن گیا۔

الافاضات ایومیہ جلد ششم صفحہ ۱۳۶

مقامی صاحب نے بھی صاف صاف بتا دیا کہ نچریت اتحاد اور بے لینی ہے اور قادیانی پنجریوں سے نکلتے ہیں۔ "بتائیے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے نچریت کے متعلق کیا غلط فتوے دیا؟ دیوبندی حکیم الامت کے اس فتوے سے مصنف سیف حقانی کی فہرست میں ایک کی مزید کمی ہوئی یعنی قادیانیوں



دیوبندیوں اور شیخیوں پر ان کے گھر سے ان کے اکابر کا فتوے مل گیا۔ باقی رہے رافضی اور چکڑالوی تو آئیے پہلے رافضی کا فیصلہ دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کریں۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے پاس ایک استفتاء آیا۔ سوال و جواب

### دیوبندی قطب عالم

دو لڑائی ملاحظہ ہوں۔

سوال۔ رافضی تہرائی کے جنازہ کی نماز جو کہ اصحاب شمشک کی شان میں نکالتے ہیں اہل کتبائے پڑھنی چاہیے یا نہیں؟  
جواب۔ ایسے رافضی کو اکثر علماء کا فرماتے ہیں لہذا اس کی صلوة جنازہ پڑھنی نہ چاہیے۔

### فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۱

یہی صاحب رافضی کا فیصلہ بھی اکابر دیوبند کے مرشد اعظم مولوی رشید گنگوہی صاحب سے ہو گیا۔ انہوں نے اکثر علماء کا فرماتے ہیں کہ اگر نماز جنازہ سے روک کر فتوے تکفیر کی تائید کر دی۔ مصنف سیف حقانی اپنی کتاب کا صفحہ ۵، بغور ملاحظہ کرے۔ اس کا ہم شریعت اول ص ۲۵ کے حوالہ میں علیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے بھی رافضی تہرائی پر فتوے دیا ہے۔ اور فاضل بریلوی کے فتاویٰ کی تائید خود دیوبندی قطب عالم سے ثابت ہو گئی۔ لہذا مصنف کی پیش کردہ ہنرست میں ایک اور کم ہوا باقی رہے چکڑالوی اور دیوبندی تو پہلے چکڑالوی کو سمجھے۔ چکڑالوی ذخیرہ احادیث کو ناقابل اعتبار قرار دیتے ہیں احادیث مبارکہ کے منکر ہیں اس وقت اختصار ملحوظ ہے۔ مرن مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کا فتوے ملاحظہ ہو

مفتی محمد شفیع دیوبندی کو دیوبندی فرقہ اپنا مفتی اعظم پاکستان تسلیم

کرتا ہے۔ مشہور منکر حدیث مسند پر درجہ کو ان کا ایک پمفلٹ موصول ہوا جس کا جواب دیتے ہوئے پرویز مفتی محمد شفیع کو لکھتا ہے۔

۲۵۔ بی جگرگ لاہور

۲۰۔ فردی

محرمی مفتی صاحب السلام علیکم

مجھے ایک پمفلٹ موصول ہوا ہے جس کا عنوان ہے علمائے امت کا متفقہ فتوے "پرویز کا فریب" اس پمفلٹ کے قہیدی بیان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ آپ کا تحسیر فرمودہ ہے۔

کتابچہ کا فریب "از بزم علوم اسلام ص ۳۹

فصل دیوبند مولوی حسین احمد مدنی "مودودی کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں "وہ (صاحت اسلامی) چکڑالوی کی طرح ذخیرہ احادیث دین متین کو (معاذ اللہ) ناقابل اعتبار قرار دیتی ہے"

مودودی صاحب، اکابر امت کی نظر میں حد ۱۴

ثابت ہوا کہ چکڑالوی احادیث کے منکر ہیں تو بتائیے اس پر فتوے کفر کس طرح قابل اعتراض ہو سکتا ہے؟ اس کے بعد اب صرف دیوبندی فرقہ رہ گیا جس پر علیحضرت نے حکم تکفیر جاری فرمایا۔ یہ بات پوری دنیا پر واضح ہے اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ علیحضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی قدس سرہ نے بار بار علماء دیوبند کو ان کے اقوال کفریہ پر مطلع فرمایا تو بہ و رجوع کی تلقین فرمائی لیکن انہوں نے نہ توبہ کی نہ رجوع کیا نہ جواب دیا۔ تو پھر علیحضرت قدس سرہ نے اپنی طرف سے کوئی انفرادی فتوے نہیں دیا بلکہ ان کے اقوال کفریہ کو علماء عرب و عجم



کے سامنے پیش کیا۔ دینہ منورہ و مکہ مکرمہ کے جلیل القدر اکابر و مشائیر  
علماء و فقہاء نے ان اقوال کو کفر ٹھہرایا۔ حکم امتداد جاری کیا جو رسالہ مبارکہ  
”مسلم الحرمین“ شریف میں مذکور ہے اور بکثرت کرام کی تصدیقات  
موجود ہیں اور ہر صغیر منہ و پاک کے شیخ و جلیل القدر اکابرین علمائے اس  
کی تصدیق و تائید فرمائی جو کتاب ”صورۃ الہندیہ“ میں موجود ہے۔ علیحدت  
نے تکفیر کے مسائل میں کمال احتیاط کا مظاہرہ فرمایا کوئی ذاتی رائے یا انفرادی  
فتوے نہ دیا اور پھر تکفیر تو خود علما دیوبند آپس میں ایک دوسرے کی خود  
بھی کرتے ہیں۔ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی ان سب کے گرد گھٹال  
ہیں۔ ان کے متعلق ایک فتوے ان سب کے لیے کافی ہوگا۔ اس نوع کے  
مشدد فتوے نقل کیے جاسکتے ہیں۔ مگر ہمیں انصاف ماننے ہے چند فتوے  
کفر ملاحظہ ہوں۔

صفتی دیوبند کا بانی مدرسہ دیوبند پر فتویٰ کفر  
اس فتویٰ سے

مولوی محمد عیسیٰ سابق ناظم مکتبہ جماعت اسلامی دودھراں نے مولودوی صاحب  
پر دیوبندی علما کی فتوے بازی سے تنگ آکر بانی مدرسہ دیوبند مولوی  
محمد قاسم نانوتوی کی مندرجہ ذیل عبارت کفر صفتی دیوبند سے فتوے طلب  
کیا عبارت اور فتوے درج ذیل ہے۔ ”دروغ و غرض بھی کئی طرح کا ہوتا  
ہے ہر قسم کا حکم یکساں نہیں۔ ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔  
بالجملہ کذب کو سنانی نشان نبوت بایں معنی سمجھا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء  
علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں۔ خالی غلطی سے نہیں۔“

نوٹ۔ یہ عبارت تصحیف العقائد ص ۲۹ مصنف مولوی قاسم نانوتوی پر موجود  
عقیدہ یکن مستفتی نے فتوے بغیر حوالہ کے طلب کیا تو مدرسہ دیوبند سے  
مندرجہ ذیل فتوے نازل ہوا۔ فتوے ص ۲۹

انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں۔ ان کو مرتکب معاصی سمجھنا  
العیاذ باللہ ال سنت والجماعت کا عقیدہ نہیں ہے اس کی وہ تحریر خطرناک بھی  
ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تفسیر کا پڑھنا جائز بھی نہیں۔ لفظ وائد اعلم  
احمد سعید صاحب صفتی دارالعلوم دیوبند جواب صحیح ۱۔ اسے عقیدے والا کافر ہے  
جب تک تجدید ایمان و تجدید نکاح نہ کرے اس سے قطع تعلقی کریں مسعود احمد  
عفی اللہ عنہ۔

پھر دارالافتاء فی دیوبند البند اخذ اشتہار مولوی محمد عیسیٰ ناظم مکتبہ جماعت اسلامی دودھراں  
(ابنہامہ ٹیکل) دیوبند۔ اپریل ۱۹۵۶ء دسمبر روزہ نمونہ ”دہلی ۱۷ جنوری ۱۹۵۶ء  
وہفت روزہ میل و نہار ۱۹۔ اپریل ۱۹۵۰ء)

صفتی دیوبند کا مہتمم مدرسہ دیوبند پر فتویٰ  
چند اقتباسات دارالافتاء

دیوبند روانہ کر کے شرعی فیصلہ طلب کیا پہلے استفتاء ملاحظہ فرمائیے۔  
کیا فرماتے ہیں علما و دین مفتیان شدہ و متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی عالم دین  
دارالافتاء استفتاء و حنا منتقل بھا بشری سو یا کی نشر بیچ اور اس سے درج  
ذیل لٹا کر اشتہار کرتے ہوئے اس طرح کے اقتباس سید و عوے تحصیل یا  
وہد ان معض کی حد سے گزر کر ایک شرعی دعوے کی حیثیت میں آجاتا ہے کہ مریم  
ہزارہ کے سامنے جس شبیبہ مبارک اور بشر سوئی نے نمایاں ہو کر عموماً بار دہی  
وہ شبیبہ محمدی تھی۔ اس ثابت شدہ دعوے سے جن طریق پر خود بخود کس جاتا ہے کہ  
حضرت مریم رضی اللہ عنہا اس شبیبہ مبارک کے سامنے مجرماً زور کے تھیں جبکہ  
اس تقریر سے عائد ہوتی ہیں۔

۲۔ پس حضرت یسوع کی اہلیت کے دعویدار ایک حد تک ہم بھی ہیں۔ مگر ابن اللہ  
ان کر نہیں بلکہ ابن احمد کہہ کر خواہ وہ اہلیت کشائی ہی ہو۔

۳۔ حضور بنی اسرائیل میں پیدا ہو کر کل انبیاء کے خاتم قرار پائے اور عیسیٰ علیہ السلام



بنی اسرائیل میں پیدا ہو کر اسرائیلی انبیاء کے خاتم کئے گئے جس سے ختم نبوت کے منصب میں ایک گونہ مشابہت پیدا ہو گئی اولد سرہید۔

۴۔ بہر حال اگر خاقیت میں حضرت مسیح کو حضور سے کامل مناسبت دی گئی تھی تو اخلاق خاقیت اور مقامات خاقیت میں بھی مخصوص مشابہت و مناسبت دی گئی جس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی بارگاہ محمدی سے خلقت و خلقتاً و تمثلاً و مقاماً ایسی ہی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو شریکوں میں یا آپ د بیٹوں میں ہونی چاہیئے۔ براہ کرم مندرجہ بالا اقتباسات کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اس کی صحت و عدم صحت کو ظاہر کر کے بتائیں۔ کہ ایسا شرعی دعوئے کرنے والا اہل سنت والجماعت کے نزدیک کیا ہے؟ استغفری۔

بحوالہ اشیا " ۹ جنوری ۱۹۶۲ء

" دعوت دہلی ۲۲ دسمبر ۱۹۶۲ء

استغفر آپ نے پڑھا اب اس سلسلہ میں مفتی دارالعلوم دیوبندی الہند کے فتوئے کا مطالعہ کیجئے۔

الجواب :- جو اقتباسات سوال میں نقل کئے ہیں اس کا تعلق قرآن عزیز کی آیات میں تحریف کر رہا ہے۔ بلکہ وہ پر وہ قرآنی آیات کی تکذیب اور ان کا انکار کر رہا ہے۔ جملہ معضنین نے تفاسیر میں تصریح کی کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو مریم علیہ السلام کی طرف بھیجے گئے تھے وہ شبیبہ محمدی نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے کبھی یہ نہ سمجھا کہ بلکہ ان مثل جیسے عند اللہ بیٹے عند اللہ کہ مثل آدم خلقت من تراب ثم قال کن فیکون کلمۃ السقا بالی مریم وروح منه ویک لاہب لک غلاماً ذکیراً قال ربک ہو علیٰ ہین وولد لک عبد آیت اللہ الناس الخ آخر الایات ما کان محمد اباً احد من رجالکم وکان رسول اللہ و خاتم النبیین۔ کے قائل تھے اور اس پر اجماع امت ہے کہ وہ فرشتہ تھا جو حضرت مریم کو نو شجرہ سے لایا تھا۔ شخص مذکور محمد و بے دین ہے

عیسائیت و تقوایانیت کی روح اس کے جسم میں سرائیت کئے ہوئے ہے وہ اس ضمن میں عیسائیت کے عقیدے عیسیٰ ابن المشد کو صحیح ثابت کرنا چاہتا ہے جس کی تردید علی روس الاشباہ و فرقان عزیز نے کی ہے۔ نیز لا نظر ولی کما اطرت انصاری عیسیٰ بن مریم الخ حدیث بابا لک و ل شخص مذکور کی تردید کرتی ہے الحاصل یہ اقتباسات قرآن و حدیث اور جملہ مفسرین اور اجماع امت کے خلاف ہیں مسلمانوں کو ہرگز اس طرف کان نہ لگانا چاہئے بلکہ ایسے عقیدے واسے کا بایکاث کرنا چاہئے جب تک توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

( دستخط سید مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند )

ایضاً۔ جس شخص کے مفتی دارالعلوم دیوبند فی الہند نے مذکورہ بالا فتوے جاری کیا ہے۔ آپ اس کا نام جاننے کے لئے یقیناً بے چین ہوں گے تو سنیئے یہ فتوے قاری لطیف صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے خلاف جاری ہوئے اور جن اقتباسات پر کفر کا فتوے جاری ہوا وہ طیب صاحب کی کتاب اسلام اور مغربی تہذیب سے ماخوذ تھے۔ (سنت روزہ نیل و نبار" کراچی ص ۱۹، اپریل ۱۹۶۱ء) (بحوالہ "مدینہ" مجوزہ ۲۸ جنوری ۱۹۶۳ء)

اسی طرح جلی سواد اعظم کے سیکرٹری جنرل غلام راولپنڈی کی تفسیر طیف النیران پر مفتی مہدی حسن دیوبندی مفتی محمد شفیع دیوبندی مفتی کفایت اللہ دہلوی وغیرہ کے فتاوے سے ہر شخص واقف ہے اور یہ فتاوے اشتہار کی صورت میں غوث دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے بار بار چھپ کر تقسیم ہو چکا ہے۔ ہماری اس مذکورہ بالا تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تکفیر مسلم الزام لگانے واسے خود ہی بے وریغ تکفیر کرتے ہیں اور جن فرقوں قادیانی، وہابی، پٹنوی، چکوالوی، رافضی، دیوبندی کی تکفیر پر امام اہل سنت کے خلاف زہرا اٹھا جاتا ہے۔ دیوبندی خود ہی ان فرقوں کی تکفیر کرتے ہیں اور خود آپس میں بھی ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں۔ ان حقائق کو کون جھٹلا سکتا ہے اور ان سوالوں کا کس



## تجانب اہلسنت

مصنف سیف حقانی نے ۱۸۱۷ء

پر تجانب اہل سنت سے چند فتاویٰ نقل کیے ہیں اول تو یاد رکھنا چاہیے کہ تجانب اہل سنت نہ تو علی حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے نہ علی حضرت کے شاگردوں کا خلفاء و تلامذہ میں سے کسی نے اس کی تائید فرمائی نہ یہ کہ مرکز اہل سنت بریلی شریف سے شائع ہوئی نہ پوری دنیا سے اہل سنت و اکابر اہل سنت کا اس کتاب سے متفق ہونا ضروری ہے۔

دوم جن سیاسی لیڈروں پر اس کتاب میں فتاویٰ ہیں ان پر مختلف ادوار گزرے ہیں۔ بعض پر حسب حال فتاویٰ ہیں۔ بعض پر ان کے سابقہ عقائد و نظریات کی بنا پر ہیں اور لیڈروں کی فہرست میں متعدد ایسے افراد ہیں جن پر خود اکابر دیوبند کے بھی فتاویٰ ہیں۔ اور کئی حضرات اس فہرست میں ایسے ہیں جن کے خود آپس میں ایک دوسرے پر فتاویٰ ہیں۔ ان امور کو مد نظر رکھ کر مصنف کے نقل کردہ حوالوں کا تجزیہ کیا جائے تو اہل سنت و تجانب اہل سنت پر کوئی الزام قائم نہیں ہوتا۔

یوں نقل کیا گیا ہے "بحکم شریعت جینا اپنے عقائد پہلے فتوے

اسلام ہے : تجانب اہل سنت ص ۲۳

جواب : اس عبارت میں لفظ جینا استعمال ہوا ہے اگر بالفرض اس سے بانی پاکستان محمد علی جناح ہی مراد ہوں تو بھی اس میں یہ گنجائش ہے کہ یہ فتوے اس وقت کا ہو جب بانی پاکستان ہندو کانگریس میں تھے۔ پھر سائل نے یہ نہیں بتایا کہ کتاب مذکور میں مستثنیٰ (سائل) نے آپ کے کیا عقائد ظاہر کر کے فتوے دیا بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ سائل کسی کے عقائد کچھ اور بتا کر فتوے

دیتا ہے تو وہ فتوے ان انفرادی عقائد پر دیا جاتا ہے خواہ وہ لفظ منسوب کئے گئے ہوں اور پھر بانی پاکستان محمد علی جناح پر تو خود اکابر علما دیوبند نے بھی فتوے کھڑے کیا ہے۔ نہ صرف فتوے کھڑے بلکہ آپ کو کافر اعظم قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو

نئی دہلی ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۵ء مولانا حسین احمد صاحب (صدر مدرسہ دیوبند و صدر جمعیت اعلیٰ ہند) نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیتے اور قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیتے ہوئے حالی ہی میں فتوے دیا تھا (مجموعہ خطبات عثمانی مکالمۃ الصدرین ص ۵۸) مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی

یہ ہیں وہ مولوی حسین صاحب جس کو مصنف نے سیف حقانی ص ۵ پر حضرت شیخ العرب والجم و شیخ الاسلام حضرت مولیٰ رحمۃ اللہ علیہ جیسے القاب و آداب و دعائیہ کلمات سے یاد کیا ہے حالانکہ اس دیوبندی مصنف کو قائد اعظم سے رقی جبرجی عقیدت و محبت ہوتی تو وہ قائد اعظم کو کافر قرار دینے والے لائیکر کسی طائفہ کو شیخ العرب والجم اور شیخ الاسلام قرار نہ دیتا۔ تعجب ہے کہ مصنف کو تجانب اہل سنت تو نظر آگئی لیکن مکالمۃ الصدرین نظر نہ آیا۔

"نوائے وقت کے کالم نگار اور شاعر وقار انبالوی صاحب لکھتے ہیں "علمائے دیوبند کی اکثریت بلکہ غالب اکثریت حضرت قائد اعظم سے سزاوارت رکھتی تھی۔ علامہ شبیر احمد عثمانی اور ان کے ہم خیال (ہند) علماء کے سوا بھی مخالفت کا اظہار کرتے تھے۔۔۔۔۔ سبھی مسلم لیگ اور قائد اعظم کا نام سے کراہی ملی گئی سناتے تھے جو کسی غیر مسلم کے منہ سے بھی زیب نہ دیتا۔ مثال کے طور پر قائد اعظم کو انہی (دیوبندی) بزرگوں نے کافر اعظم کہا۔۔۔۔۔ الخ زور زائد نوائے وقت لاہور ۱۹ جون ۱۹۷۹ء

مصنف نے تجانب اہل سنت سے دوسرا فتوے یہ نقل کیا ہے "ان صلح



ان بزرگواروں میں سے ایک شیخ اور الطاف حسین حالی اور ذمہ دار  
کے مشہور عرفہ کراچی میں مقیم تھے ان کی صلیح کلیت  
اپنی حد سے گزر کر شدید نجسیت اور حریت نامی ہوئی تھی

۱۔ تجانب اہل سنت (۲۸۹)

اس فتوے میں کفر ارتداد کا لفظ نہیں نجسیت اور دہریت کا ذکر ہے  
بہر حال مصنف نے اس میں اعظم گڑھ کے شبلی الطاف حسین حالی اور  
ڈاکٹر اقبال صاحب کا نام لیا ہے۔ آئیے دیکھتے ہیں دیوبندی خود ان حضرات  
کو کیسا سمجھتے ہیں پہلے شبلی نعمانی صاحب کو لیجئے ان کے متعلق دیوبندی  
حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی سینے وہ شبلی نعمانی اعظم  
گڑھی کے عقائد گزرتے ہوئے تھے ہیں۔ اس سلسلہ کا اصل مذہب یہ ہے  
کہ عالم (خداوند تعالیٰ) کا پیدا کیا ہوا نہیں (قدیم ہے)

(کتاب الکلام ص ۳)

ہم کو اس سے انکار نہیں کہ عالم اجزاؤں میں تقاطعی سے بنا ہوا ہے  
اور ہم کو یہ بھی تسلیم ہے کہ عالم قدیم ہے جیسا کہ خود مسلمانوں کا ایک فرقہ  
معتزلہ اور حکمائے اسلام یعنی فارابی ابن سینا اور ابن رشد کی رائے ہے۔  
(کتاب الکلام ص ۵۴) شبلی نعمانی اعظم گڑھی مصنف سیرت نبوی)۔

یہ نعمانی (شبلی اعظم گڑھی) بھی سرسید احمد خاں کے قدم بقدم ہی ہیں  
سیرت نبوی لکھی ہے جس پر آج کل نجسیت فریفتہ ہیں۔

(الافاضات الیومیہ جلد پنجم ص ۱۵۲) از مولوی اشرف علی تھانوی)  
نوٹ: مصنف بتاتے مذکورہ بالا عقائد کیا اسلامی عقائد ہیں۔ نیز مصنف  
سیف حقانی مذکورہ حوالہ میں آنکھیں کھول کر "نجسیت فریفتہ ہیں" کا لفظ دیکھ  
سکتا ہے کہ تھانوی صاحب نے شبلی نعمانی اعظم گڑھی کو سرسید احمد خاں  
کے قدم بقدم قرار دیا ہے اور سرسید احمد خاں کو تھانوی صاحب کے الافاضات

الیومیہ جلد ۵ ص ۱۱۱ زیر مخطوط ۱۸۱ گراہگر اور نجسیت قرار دیا ہے۔ بتائیے  
تجانب اہل سنت میں کیا غلط لکھا گیا؟

مفتی کفایت اللہ دہلوی نے ۱۳۳۲ھ میں مولوی شبلی نعمانی کے دور  
میں ایک فتوے تحفہ ہندیہ پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا جس میں لکھا ہے۔  
"علامہ (شبلی اعظم گڑھی) اہل سنت والجماعت سے خارج اور معتزلہ اور  
ملاحدہ (بے دینوں) کے ہمنوا بلکہ چودھویں صدی میں ان کی یادگار ہیں۔"  
(بحوالہ قوارع مجددین حزب دہلیہ ص ۲۳)

مولوی انور کا شمیری دیوبندی لکھتے ہیں: "دانا الموح علیٰ عین الناس  
اذلیس من الدیسی ان بغیض عن کافر یعنی میں شبلی نعمانی (اعظم گڑھی)  
کی یہ بدعتیگی اور بد مذہبی لوگوں پر اس لیے ظاہر کرتا ہوں کہ دین اسلام میں  
کافر کے کفر کو چھپانا جائز نہیں ہے۔"

(مقدمہ مشککات القرآن ص ۳۲)

لیجئے صاحب مولوی انور کا شمیری شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند نے تو  
بدعتیہ مذہب اور کافر تک قرار دے دیا۔ اگر صاحب تجانب اہل سنت  
نے صلیح کل اور نجسیت کہہ دیا تو کون سا جرم ہو گیا کاش کہ مصنف اپنے  
اکابر کی کتب سے واقفیت رکھتا تو یوں ہیج و پکار نہ کرتا۔

مصنف نے حالی صاحب کو بھی گھسیٹا

الطاف حسین حالی

ہے اور کہا کہ تجانب میں ان کو صلیح کل اور  
نجسیت وغیرہ کہا ہے۔ مصنف کو تجانب اہل سنت کی فکر پڑی ہے لیکن یہ  
نہیں دیکھا کہ جناب حالی نے کس بے دردی سے مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دیا تھا  
ملاحظہ ہو۔ حالی صاحب لکھتے ہیں۔

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں

اماموں کا تب نبی سے بڑھائیں



مزاروں پر دن رات نذرین چڑھائیں  
شہیدوں سے جاہکے ننگیں دھائیں

(مسند حالی)

بتایا جاتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ اور امانوں کا رتبہ نبی سے بڑھا، کفر و  
شُرک ہے یا نہیں؟ عالی صاحب مسلمانان اہل سنت پر نبی کو خدا بنانے  
اور امانوں کو نبی سے بڑھانے کا الزام لگا کر ان کو کافر و مشرک بنا رہے  
ہیں۔ کوئی بھی متنی مسلمان نہ نبی کو خدا بناتا ہے۔ نہ امانوں کو نبیوں سے بڑھاتا  
ہے۔ بتائیے یہ کفر واپس پٹایا نہیں؟ حدیث شریف صحیح بخاری جلد دوم  
صفحہ ۹۱۱ صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۵۵ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت  
مفسر پر نور سید عالم رحمۃ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایسا امری قال لاخیرہ  
کانہ فقد باء بها احدہما ان ۛ ان ۛ کنا قال والارجعت الیہا یعنی  
جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں ایک پر یہ ضرور بلا پڑے اگر بے  
کہا وہ سچ کافر ہے جب تو خیر ورنہ یہ لفظ اسی کہنے والے پر پٹ آئے گا  
بتائیے عالی نے مسلمانان اہل سنت پر نبی کو خدا بنانے اور امانوں کو نبی  
سے بڑھانے کا الزام لگا کر دوسرے لفظوں میں امانوں کو نبی اور خدا  
سے بڑھانے کا الزام لگا کر کافر قرار دیا یا نہ اور بتائیے یہ کفر پٹایا یا نہ؟

ورد تو مصنف کو پٹا ہے اپنے اکابر

ڈاکٹر اقبال

درمیان میں لا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں مصنف اقبال صاحب کا نام بھی لیا ہے تو  
اس کے متعلق یہ ہے کہ ابتداً اقبال صاحب سے (چونکہ وہ عالم دین نہیں تھے)  
کچھ ایسے اشعار واقع ہوئے جو شرعی لحاظ سے قابل مواخذہ تھے۔ مثلاً ۛ

تیرے شیشے میں سے باقی نہیں ہے بتا کیا تو میرا ساقی نہیں

بہند سے لے پیاسے کو شبنم بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے

اور ۛ

چپ رہ نہ سکا حضرت یزداں میں بھی اقبال

کوتا کوئی اس ہند گستاخ کا منہ بند

ممکن ہے تہانہب و اوں نے اس قسم کی باتوں پر کچھ کہا ہو۔ اگر  
الشد واحد تبار کی عظمت شان رزاقی کی پاسداری میں ایسا کیا تو اس کے  
لیے تو خود ڈاکٹر صاحب نے بھی اجازت دی تھی کہ ۛ

کوتا کوئی اس ہند گستاخ کا منہ بند

اور پھر جناب ڈاکٹر اقبال صاحب حضرت مولانا علی رضی اللہ عنہ کو  
مشکل کشا بھی مانتے تھے بتائیے مصنف سیف حقانی کے نزدیک اللہ تعالیٰ  
کے سوا کسی کو مشکل کشا مانتے والا مسلمان ہے؟ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں ۛ

مریم ازیک نسبت عیسیٰ عزیز ازہ نسبت حضرت زہرا عزیز

لورچشم دحضۃ اللعالمین اس امام اولین و آخرین

بانو سے آن تاجدار عقل آتے مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا

مادر اس مرکز پر کار عیشی مادر اس قافلہ سالار عیشی

بتائیے ڈاکٹر اقبال حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا مان

کر مسلمان رہے یا نہیں؟ مصنف سیف حقانی سے تو امید نہیں کہ وہ اس

موقعہ پر اپنا مذہب بیان کرے البتہ ہم ان کے اکابر کے فتاوے سناتے

دیتے ہیں سینے مولوی غلام خاں دیوبندی لکھتا ہے۔ کوئی کسی کے لیے

حاجت روا اور مشکل کشا کس طرح ہو سکتا ہے ایسے عقائد والے لوگ بالکل

بچے کافر ہیں۔ ان کا کوئی نکاح نہیں۔ ایسے عقائد پر مطلق ہو کہ جو انہیں کافر و

مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔

(جوہر القرآن ص ۱۴۷ از مولوی غلام خاں دیوبندی)

تقویت الایمان، فتاویٰ رشیدیہ، بہشتی زیور میں بھی مشکل کشا مانتے پر



کفر و شُرک کے فتاویٰ دینے گئے ہیں۔ انھیں اختصار ملاحظہ ورنہ سب نقل کرتے۔ مذکورہ علماء دیوبند کے فتاویٰ کے مطابق غیر خدا کو شکل کشا ماننے والے کافر و مشرک ہیں اور جناب ڈاکٹر اقبال صاحب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا مان رہے ہیں۔ تو ان کے یہ فتاویٰ ڈاکٹر صاحب پر بھی پڑ سے اور ان کے ناپاک فتاویٰ کی رو سے وہ مشرک و کافر قرار پاتے پھر تہجانب اہل سنت کے مرتب پر کس منہ سے الزام لگا رہے ہیں؟

مصنف نے کہا ہے: دیوبندی، قادیانیہ و رافضی دنیا پر ادویہ غیر متعین و ادویہ تعبیدہ وغیرہ پر تہجانب اہل سنت سے ثابت کیا ہے اور ان سب فرقوں پر ہم ابھی تلوار پہلے اکابر دیوبند کے فتاویٰ کفر بھی ثابت کر چکے ہیں۔ مصنف خواجہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے حالانکہ اکابر اہل سنت نے جن فرقوں پر ان کے بدو باطل عقائد کی بنا پر تکفیر کا حکم شرعی واضح کیا ان سب فرقوں کو خود اکابر دیوبند بھی کافر قرار دے چکے ہیں جیسا کہ ابھی اسی باب میں بحوالہ کتب گزرا ہے۔

مصنف نے تہجانب اہل سنت سے یہ نقل کیا ہے کہ عبد الشکور کاکوروی ایڈیٹر المجمع صدر مدرس دیوبند مسین احمد اچو و حیا ہاسٹی۔ شبیر احمد دیوبندی۔ عطاء اللہ بخاری حبیب الرحمن لدھیانوی احمد سعید دہلوی ابوالکلام آزاد کفایت اللہ شاہچاچا پوری وغیرہ کے خلاف فتوے دیا۔ ہم مانتے ہیں یہ صحیح ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ ان کے خلاف فتوے کیوں دیے گئے۔ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کتب کی گستاخانہ عبارات سب کے سامنے ہیں۔ ان عبارات کے قائل کو علماء عرب و عجم نے کافر و مرتد قرار دیا اور برصغیر ہندوپاک کے ہر صوبہ ہر ضلع ہر ریاست کے اکابر علماء و مشائخ اہل سنت نے مذکورہ بالا کتب کے

پر تکفیر کا حکم شرعی واضح کیا۔ اور ایسا جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر و مذکورہ بالا حضرات اکابر دیوبند اپنے اکابر کی ان کفریہ عبارات کی تائید کرتے رہے ہیں۔ کفر کو اسلام ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے ہیں۔ لہذا وہ حکم شرعی کی ڈوب میں آئے۔ مثلاً مولوی حسین احمد نے الشباب المثاقب میں کفریات کو اسلام ثابت کرنے کے لیے پورا زور قلم صرف کیا۔ کفایت اللہ صاحب نے المہند مصطفیٰ مولوی غلیل احمد صاحب ایٹھوی کی تصدیق و تائید کی اور عہدہ دار بنے۔ کاکوروی ایڈیٹر المجمع خود مناظرے کرتے رہے اور باقی لوگ ان کے متبعین ہیں اور پھر مذکورہ اکابر دیوبند نے تو خود بھی آپس میں ایک دوسرے پر دیراندہ فتوے لگاتے ہیں۔

مولوی عبد الشکور کاکوروی ایڈیٹر المجمع | مولوی اشرف علی صاحب قادیانی کی حفظ الایمان کی عبارتیں لفظ ایسا کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جس چیز کو ہم مانتے ہیں۔ اس کو ذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا میں صفت علم غیب ہم نہیں مانتے اور جو مانے اس کو منع کرتے ہیں۔ لہذا علم غیب کی کسی شق کو ذیل چیز میں بیان کرنا ہرگز توہین نہیں ہو سکتی۔ (مباحثہ مونچگر کی دیوبندی رویت اور نصرت آسمانی ص ۲۵)

مولوی عبد الشکور کاکوروی یہ کہہ رہے ہیں ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں مانتے لہذا اس نے قادیانی صاحب نے جالوروں پاگوں سے تشبیہ دی ہے۔ توہین اس وقت ہوتی جب ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب مانتے اور پھر کسی ذیل چیز سے تشبیہ دیتے۔ آئیے اب مولوی مرتضیٰ حسن درجنگی چاندپوری کی پوچھتے ہیں وہ کیا کہتے ہیں۔ وہ قادیانی صاحب کی عبارت کی تائید کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے علم غیب کا اقرار کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں: عبارت حفظ الایمان کی شرح توضیح







اور صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب الشہاب اثنائب ص ۱۳ پر تسلیم کر رہے ہیں کہ لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے تو صدر دیوبند مولوی منظور صاحب کے فتوے سے کافر ہوئے ۔

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا

جو کچھ کیا وہ تم نے کیا بے خطا ہوں میں

باقی رہے مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی کفایت اللہ صاحب اور ابو الفحام آزاد تو پہلے عثمانی صاحب کو بھیجے ۔

مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی | دیوبندی کہتے ہیں ۔۔۔ دارالعلوم

کامیاں اور خوش اشتهارات اور کارٹون ہمارے متعلق چپاں کیے جن میں ہم کو بوجہ ملکہ کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا ۔ (مکالمۃ الصمدین ص ۳۳)

یہی صاحب آپ تو مصنف تجانب اہل سنت کے فتوے تکفیر کی شکایت کر رہے ہیں وہ تو غیر تھے لیکن جناب مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی تو خود اقرار کر رہے ہیں کہ آپ کے مدرسہ دیوبند کے طلباء و اساتذہ نے ان کو ابوجہل تک قرار دیا ۔

الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا بھل آیا

آئیے اب عطاء اللہ بخاری صاحب کے کرتوت ملاحظہ کیجئے ۔

مولوی عطاء اللہ بخاری | احمدار کی شریعت کے امیر

مولانا عطاء اللہ بخاری نے امر و نہی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جو لوگ مسلم لیگ کو (پاکستان کیلئے) دوث دیں گے وہ سور ہیں اور سور کھانے والے ہیں ۔

(چہستان ص ۱۶) از مولوی ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار لاہور ۔

بتائیے مسلمانوں کو سور اور سور کھانے والا قرار دینا فتوے کفر سے کم ہے ؟

ماہنامہ تسلی دیوبند اپریل ۱۹۵۷ء ص ۳ پر مولوی عامر عثمانی فاضل دیوبند رقمطراز ہیں کہ کسی صاحب نے (احمدی لیڈر عطاء اللہ بخاری) کا ایک شعر

زکات کعبہ تاکاٹ کراچی

سراسر کفر و کفر و کفر

لکھ کر (بغیر نام بتائے) مولوی احمد علی صاحب لاہوری سے پوچھا یہ شعر کیا ہے اس کے لکھنے والے کے بارے میں کیا رائے ہے ۔ مولوی احمد علی صاحب نے جواب دیا یہ شعر نہایت ذلیل و خبیث ہے ۔ اس کا لکھنے والا بصیرت سے محروم نا اہل مودودی کا بھائی ہے ۔ بدقسمت بے بصیرت بالکل جھوٹا مرزا غلام احمد کی طرح تادیبیں کرنے والا کفرانِ نعت کرنے والا ہے ۔ غیر سچا مسلمان ہے ۔

(تسلی دیوبند مطابق اپریل ۱۹۵۷ء ص ۳)

مودودی کا بھائی اور مرزا قادیانی کی طرح تاویلیں کرنا والا کہہ کر جناب عطاء اللہ صاحب بخاری کو حکم کھلا کافر و فرار دے رہے ہیں ۔ لیکن الزام عطاء اللہ اہل سنت پر ہے کہ یہ تکفیر کرتے ہیں ۔

مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی نے میر تقی میر مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی

اس قدر جوش میں آئے کہ ذانت پیستے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ دس ہزار

جلیا (محمد علی جناح) اور شوکت اور ظفر (مولوی ظفر علی خاں) جو اہل لال نہرو کی

جوتی کی نوک پر قربان کیے جاسکتے ہیں ۔ (چہستان ص ۱۶) از مولوی ظفر علی خاں

ثابت ہوا جن حضرات کو نہرو جیسے پلید کافر و مشرک کی جوتی کی نوک پر

قربان کیا جا رہا ہے ۔ ان کے نزدیک وہ یقیناً نہرو جیسے کافر مشرک سے کئی گنا

بڑے کافر و مشرک ہوں گے ۔

اب مصنف سیف حقانی بتائے کہ مولوی حبیب الرحمن کا یہ قول صحیح ہے

یا غلط ؟ اگر صحیح ہے تو صاف صاف بتائیے ورنہ اتنا بتائیے بانی پاکستان محمد علی جناح

جیسے حضرات کو نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کرنے والا خود کون ہوا ؟ ان کے



دے ڈالتے ہیں۔ ملاحظہ ہو

## تمام دنیا میں ایک بھی اہل ایمان موجود نہیں

بابائے دیوبندیت آقا سید مولوی اسماعیل دہلوی

کافتونے

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اپنی مشرک ساز کتاب تقویت الایمان ص ۱۷ پر بحوالہ مشکوٰۃ نقل کرتے ہیں "پھر بیچے گا اللہ ایک باورچی سو جان کمال سے گی جس کے دل میں ہوگا رانی کے دانہ بھر ایمان سو وہ جائیں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں ہو پھر جائیں گے اپنے باپ، دادوں کے دین پر پھر اس کے بعد مش ۲ پر ایک حدیث شریف نقل کی اور خود ہی اس کا یہ ترجمہ کیا "نکلے گا وہاں سو بیچے گا اللہ بیٹے مریم کو سو وہ ڈھونڈے گا اس کو تباہ کر دے گا اس کو پھر بیچے گا اللہ ایک باورچی (سرد ہوا) شام کی طرف سے سونے باقی رہے گا زمین پر کوئی کہ اس کے دل میں ذرا بھر ایمان ہو مگر مار ڈالے گی" حدیث مذکورہ لکھ کر مولوی اسماعیل تقویت الایمان کے اسی صفحہ ۵۵ پر یہ نتیجہ اخذ کرتے اور صاف صاف لکھتے ہیں "سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی ان کی قسمت کی وہ مُنڈی باورچی (سرد ہوا) چل ہی گئی اور اب کوئی بھی دنیا میں ایسا نہیں بچا جس کے دل میں رانی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اب تمام دنیا میں (معاذ اللہ) کافر و مشرک رہے ایمان ہیں۔ (استغفر اللہ العظیم) کس قدر ناپاک بشارت اور چالوت ہے۔ ختم و دنیا و قرب قیامت کی حدیث خاص اپنے ہی زمانہ پر چڑھ دی۔ مصنف سیف حقانی اب بتاتے جبکہ بقول مولوی اسماعیل دہلوی وہ مُنڈی باورچی گئی اور کوئی بھی ایسا شخص نہ بچا جس کے دل میں رانی کے دانہ کے برابر ایمان ہو تو پھر مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹو، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی محمود الحسن، مولوی حسین احمد

بعد انب ابوالکلام آزاد کو دیکھیے

خود لکھتے ہیں "میں خود سرسید احمد خاں

ابوالکلام آزاد کا نہ صرف مقلد اعلیٰ اندھا پیر دی کرنے والا تھا۔

بلکہ تقلید کے نام سے پرستش کرتا تھا۔ (آزاد کی کہانی ص ۳۸۴)

۱۔ بتاتے ہیں خدا کی پرستش کرنے والے کو کیا کہا جائے گا؟  
۲۔ پھر یہ دیکھیے کہ پرستش کس کی کی جا رہی ہے۔ اس کی جس کو شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی الہد کا شمیری نے بے دین و محمد جاہل و گمراہ قرار دیا۔ (شکاکات القرآن ص ۳۲) مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے خرمی قرار دیا۔ (الافاضات الیومیہ جلد پنجم ص ۱۱) ایسے شخص کا اندھا مقلد اور پرستش کرنے والا کون ہوگا۔ جو جواب تیار وہ ہمارا۔

باقی رہے مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولوی احمد سعید صاحب دہلوی جن پر مصنف سیف حقانی کو تجانب اہل سنت کے فتوے کی شکایت ہے تو مصنف کو چاہیے وہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹو کی "المبند" کا مطالعہ کرے جس میں ان حضرات نے تفسیر الناس، حفظ الایمان، براہین قاطعہ کی توہین آمیز گفتا خانہ کفریہ عبارات کی رکیک و ذلیل و مذموم تاویلات کی تصدیقات کی ہیں جن کو عرب و عجم اور برصغیر ہند و پاک کے جلیل القدر اکابر علم و فقہا نے کفر قرار دیا۔ نیز مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولوی احمد سعید صاحب اس جمعیت العلماء ہند کے رہنما ہیں۔ جس کے صدر مولوی حسین احمد اوجھیا ہاشمی نے قائد اعظم کو کافر اعظم قرار دیا۔ (مجموعہ خطبہ عثمانی و مکالمۃ الصدیقین ص ۱۷) یہ عجیب اور ناقابل فہم بات ہے کہ اکابر دیوبند تو جس کو چاہیں کافر و مشرک قرار دیں اور کافر اعظم بنا ڈالیں لیکن خود یہ علما حق کی سرکین عز و بات دین کے خلاف حق تکفیر کے خلاف وادیا کرتے اور شور مچاتے ہیں اور خود بے دردی سے مسلمانان عالم کو اندھا و مند کافر و مشرک ہے ایمان قرار



صمدیوہند کفایت اللہ دہلوی، احمد سعید دہلوی، ابو الکلام آزاد، مولوی  
عطاء اللہ بخاری وغیرہ وغیرہ، کیا اس دنیا سے باہر ہیں؟ کیا مولوی اسماعیل کے  
اس تقویت الایمانی فتوے سے یہ سب کے سب اور جملہ اکابر و اصغر دیوبند  
معیث کا فر ثابت نہ ہوتے۔ ۵

کافر ہوتے جو آپ تو میرا قصور کیا

جو کچھ کیا وہ تم نے کیا ہے خطا ہوں میں

اکابر دیوبند کے آپس میں ایک دوسروں پر فتادی کفر و شرک و  
ارتداد کا منظر دیکھنے کے لیے ہماری کتاب "اکابر دیوبندی کا تکفیری افسانہ"  
(جو سولہ سال سے چھپ رہی ہے اور لا جواب ہے) اور کتابچہ "دیوبندی  
شاہ اپنے منہ کافر" کا مطالعہ کرو جس میں ان کے گھر کے فتادی کفر کو منظر  
عام پر لایا گیا ہے۔

تغیب ہے کہ دیوبندی علماء اور مصنفین تکفیر کا رونا تو روتے ہیں لیکن  
اپنے اکابر کی کتب میں موجود تفتیش و توہین "ان کو نظر نہیں آتا بہر حال تکفیر سے  
جس کو تکلیف ہے تو اس کا علاج توہین سے توہ ہے۔

مصنف نے اخبار زمیں دار کے ایڈیٹر و

مولوی ظفر علی خاں

بانی مولوی ظفر علی خاں کی ایک طویل نظم بھی

۱۹۔ پر بہارستان سے نقل کی ہے۔ ۵

اوڑھ کر حامد رضا خاں آئے بدعت کا محاف

ذات اس کی ہے مجددات انکی لام کاٹ

یہ طویل نظم نقل کرنے کے بعد ص ۲ پر مصنف سیف حقانی لکھتا ہے۔  
"ظفر علی خاں نے اعلیٰ حضرت کے تعارف کا واقعی حق ادا کر دیا۔"

جی ہاں! کر دیا اور آپ نے بھی داو دینے کا فرض ادا کر دیا۔ حق اور  
فرض ادا کرنے کے بعد ہم آپ دونوں کی لاعلمی و بے خبری کا بھانڈا بھونکنے ہیں۔

۱۔ مکتبہ فریحہ سے طلب نہ کریں۔

بے خبری و لاعلمی

مصنف سیف حقانی بہارستان سے

ظفر علی خاں کی نظم تو نقل کر دی۔ اور اپنی گرتی  
ساکھ کو سہارا دے لیا لیکن کیا مصنف کو یہ علم بھی ہے کہ یہ نظم ظفر علی خاں نے  
بکس کے متعلق کہی ہے۔ ظفر علی خاں نے برعکس خود یہ نظم کہی تو ہے شہزادہ  
اعلیٰ حضرت حجتہ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ  
کے خلاف لیکن مصنف سیف حقانی یہ نظم نقل کر کے ص ۲ پر لکھتا ہے۔

"ظفر علی خاں مرحوم نے اعلیٰ حضرت کے تعارف کا واقعی حق ادا کر دیا حالانکہ  
نظم کے پہلے مصرعہ میں حجتہ الاسلام کا نام گرامی حامد رضا خاں موجود ہے اور  
یہ نظم لاہور میں حضرت حجتہ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تشریف آوری  
کے موقع پر لکھی گئی تھی لیکن مصنف سیف حقانی کو کچھ پتہ نہیں کہ وہ کون سی دنیا  
میں ہے وہ بے خبری میں مولانا حامد رضا خاں صاحب کو اعلیٰ حضرت (مولانا احمد  
رضا خاں) سمجھ رہا ہے اور حق ادا کرنے کی داد دے رہا ہے اور مولوی ظفر علی خاں  
کی یہ بے خبری وہ اس نظم کے پہلے مصرعہ میں تو کہتا ہے۔ ۵

اوڑھ کر حامد رضا خاں آئے بدعت کا محاف

اور مصرعہ ثانی میں کہتا ہے ۵

ذات انکی ہے مجددات انکی لام کاٹ

کیا بات ہے اس سخن ٹہنی اور سخن سازی کی۔ بتایا جائے مولانا حامد رضا  
خاں صاحب کو مجدد کون مانتا ہے؟ مجدد تو اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی  
قدس سرہ کو مانتے ہیں تو بات خود ظفر علی خاں کی لام کاٹ نہ کہ حجتہ الاسلام  
قدس سرہ العزیز کی۔ باقی رہا شعر و شاعری کا معاملہ اگر یہ ظفر علی خاں حجتہ الاسلام  
مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب قدس سرہ سے متعلق یہ بے ڈھنگی تک بندی کر  
ڈالی لیکن یہی ظفر علی خاں ان ہی حجتہ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب  
کے شاگرد و شاگرد شیعہ القرآن مولانا محمد عبد الغفور صاحب ہزاروی علیہ الرحمۃ



کی مدح میں کہتے ہیں ۔

حج کو جب جا رہے تھے ہزاروی عبدالغفور  
آسمان پر سارہا تھا اُن پہ نور (چمنستان از غفر علیاں)  
اور ایک دوسری جگہ ان ہی مولانا حامد رضا خاں صاحب کے شاگرد رشید  
مولانا عبدالغفور ہزاروی کی مدح میں اور احراری امیر شریعت عطاء اللہ بخاری صاحب  
سے سوا نہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

ہوں آج سے مرید میں عبدالغفور کا  
چشمہ اہل رہا ہے ختم کے نور کا  
بند اس کے سامنے ہے بخاری کا ناٹھ  
ہو اس سے کیا مقابلہ اس ہے شور کا

مصنف سیف حقانی کو معلوم ہونا چاہیے ۔ وہ اور زمانہ تھا جب  
ظفر علی خاں نے مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے خلاف یہ نظم لکھی۔  
لیکن بعد میں وہ مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب کے شاگرد رشید اور  
تمیز عزیز مولانا عبدالغفور ہزاروی کے مرید ہو گئے جس کا وہ مذکورہ بالا نظم  
میں خود اعتراف کر رہے ہیں۔ اور پھر یہی ظفر علی خاں ہیں جو صدر دیوبند  
مولوی حسین احمد کانگریسی کو یوں اوجھڑتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔

حسین احمد سے کہتے ہیں خزانہ دینے کے  
بکہ لڑ آپ بھی کیا ہو گئے سنگم کے موتی پر

(چمنستان ص ۱۸۷)

اور پھر دیوبندی مجلس احرار اور امیر احرار عطاء اللہ بخاری کی یوں دھجیاں  
اڑاتے ہیں ۔

ہندوؤں سے نہ سکھوں سے نہ سکرار سے ہے  
لکھ رسوائی اسلام کا امداد سے ہے

پانچ لگوں کا ہے پابند شریعت کا امیر  
اس میں طاقت ہے تو کرپاں کی جھکارسے  
آج اسلام اگر بند میں ہے خوار و ذلیل  
سب یہ وقت اسی طبقہ خدار سے ہے

(چمنستان ص ۱۸۷)

اور سلیے بابائے صحافت "ظفر علی خاں ایڈیٹر دیوبانی زمیندار کی ایک  
نظم یہ بھی ہے ۔

ابن سعود کیا ہے ؟ فقط اک حرم فردش  
برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر  
اسلامیوں پر اس نے برساتیں گویاں  
پھر کیوں نہ کشتی ہو زمیندار کا مدیر

(نگارستان ص ۲۵۲)

یہی ظفر علی خاں ہیں جنہوں نے ابوالکلام آزاد دیوبندی کانگریسی کو یوں  
لٹاڑا ہے ۔

جہاں اسلام کا نام آئے تو خاموش رہتا ہے  
قسم ہے مجھ کو اسے آزاد پتری بوالکلامی کی

## احرار کا جواز

اللہ کے قانون کی پہچان سے ہزار اسلام اور ایمان احسان سے ہزار  
ناموس پیغمبر کے نگہبان سے ہزار کافر سے ولایت مسلمان سے ہزار  
اسی پر ہے یہ مجھے کہیں اسلام کے احرار احرار کہاں کے یہ میں اسلام کے خدار  
پنجاب کے احرار اسلام کے خدار



چنگاڑ یہ بد بخت ہیں تہذیب عرب سے مل جاتے حکومت کی وزارت کسی ڈوبے

ڈرتے نہیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے سرکارِ مدینہ سے نہیں ان کا سروکار

پنجاب کے احرار اسلام کے خدو

جا کر کہے ان سے کوئی اللہ کا بندہ  
اور شرع کی تدبیریں ہے احقر کا وعدہ

جب دین کی حرمت کا گلے میں نہیں پھندا  
پھر کیوں ہیں مسلمان سے پندے کے طالبکار

پنجاب کے احرار اسلام کے فہرست

کھاتا ہے مسلمان کوئی حسینہ میں جو گولی  
اسلامیوں کے خون سے چلی کہیںے ہولی

پنجاب کے احرار اسلام کے فہرست

سو جی شہداء پر انہیں سردار کی بیعتی :  
تو جد کے بیٹو یہ ہے احراء کی بیعتی

پنجاب کے احرار اسلام کے خُدار

مسجد کا نشان کوئی مٹا دے تو یہ خوش ہیں  
مسلمہ کا کوئی خون بہا دے تو یہ خوش ہیں

یخات کے احرار اسلام کے خدار

(نگارستان ۲۳۲، ۲۳۱. از موسی نظری علی خاں ایدیش زینتدار لاهیڑی)

بتائیے جناب دیوبندی ملاؤں کے تعارف کا بھی غلط فہمی خاں نے  
حق ادا کیا ہے یا نہیں؟



باب فیہ

জাজাজাজাজ

اہل سنت و جماعت

کے خیر متقی کو لے کے چراغ مصطفوی  
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گا بولہبی

مصنف نے صفحہ ۴۱ تا صفحہ ۱۹۴ کو یکا کل ۱۵۳ صفحات پر ان تینوں باب اور باب نہم کے تحت انگریزی پرستی کا رد کیا ہے اور مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو بلا دلیل ثبوت آپس ہم عقیدہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اور ہم ان دونوں مضمرات پر باب اول میں انگریزی پرستی کے زیر عنوان مصنف کو ایسا مدلل و مسکت جواب دے چکے ہیں جن کا جواب انشاء اللہ العزیز مآئیم قیامت ان کے اکابر و اصاغر کے بس کی بات نہیں۔ سوائیکل اڑنا اور بات ہے مگر ہم پہنچانے سے کہتے ہیں کہ ہمارے دلائل و حوالہ حیات کا ثبوت اور توڑ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ رخصا کے نیزہ کی مار سے کہ عدد کے سینے میں غار ہے

کے چارہ جوں کا وارہ ہے یہ وار وار سے پار ہے

سیفِ حتمانی میں ۱۲۵ تا ۱۵۱ کے گیارہ صفحات، باب العاشر کی نذر میں مصنف نے

باب العاشر ختم مرتبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کے شروع کیا ہے

بانی ولید کا وہی قاسمی نانوتوی انداز ہے ختمِ زمانی کے تویہ قائل ہی نہیں کیونکہ تغیرِ اناس

والا یہی سبق پڑھا گیا ہے۔ لہذا جب کہیں کے ختم مرتبت یا ختم مرتبتی لکھیں گے بہر حال

مصنف نے اس آخری باب میں ۱۶۵ تا ۱۷۱ ایک اچھی خاصی تعریہ فرمائی ہے جس

میں وہ ساری باتیں اور متعدد احادیث جو حقیق اہل سنت و جماعت کی عقائیت و وحدت

کا پتہ دے رہی ہیں اپنے کلمات میں ڈال لی ہیں اور اپنے نو مولود مذہب پر چسپاں کر



لی ہیں۔ حالانکہ ان احادیث سے اہل سنت کی حقانیت صداقت کا پتہ چلتا ہے اور کچھ باتیں بالکل ہی سبے ربط و ربطی کی ہیں جن کا کہیں ہاتھ ہے تو کہیں پاؤں، کہیں سرتو کہیں آنکھیں اور چند بار حسبِ عادت تو دیکھ شدہ پرانی باتوں کا اعادہ کیا گیا ہے۔

### ارکان عشرہ

اہل البیت مصطفیٰ کے بڑا تیرا دار ہے اور سمندر سے موتی نکال لایا ہے۔ سمندر سے مراد کراچی کا وہ سمندر نہیں جس کے کنارے مصطفیٰ رحمتی ہے وہ سمندر ہے مولوی رحیم الدین قاسمی کا کتابچہ "نیادین" اور اس مقالہ مصنف نے جو موتی نکالے ہیں وہ ہیں "رضا خانی شریعت کے ارکان عشرہ" واقعی مصنف نے بڑا کمال کیا ہے باب بھی العائشہ اور ارکان بھی عشرہ اس میں ذرا شاعری کے آداب کو ملحوظ رکھا ہے خدا پرست مصنف سیف حقانی کو نقاد کا کیا مرض ہے کبھی پروغیرِ وحی کی نقل مارتا ہے کبھی مولوی رحیم الدین قاسمی کے پورے مضامین نقل کر ڈالتا ہے ویسے مصنف یہ خود ہے مصنف سیف حقانی صاحب پر جو ارکان عشرہ نقل کئے ہیں وہ بعینہ وہی ہیں جو مولوی رحیم الدین قاسمی نے "بریلی کا نیادین" میں مندرجہ تا صلا بیان کئے ہیں اس مغتری نے بھی بلا دلیل و ثبوت ان کو اہل سنت بریلویں کے ارکان عشرہ قرار دیا تھا اور اس مغتری نے بھی بھیڑ چال مچتے ہوئے اسی انداز میں ہلکی سی حوالہ دہی کے اہل سنت کے ارکان عشرہ بنا ڈالے ہیں مگر مصنف بے وقوف ہوتے ہوئے بھی اتنا بے وقوف نہیں کہ نقل و مطالب اصل کرتا بلکہ اس نے ارکان وہی رکھے البتہ ترتیب بدل دی۔ رحیم الدین نے (۱) پہلا رکن غفرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب سمجھا قرار دیا تھا۔ اس نے ذرا آگے پیچھے کر کے مصنف بننے کے لئے (۲) پہلا رکن میلاد شریف مع قیام صلوة و سلام قرار دیا۔ اس نے دوسرا رکن انبیاء اولیاء کو قادر بالذات و مختار مطلق قرار دیا تھا۔ اس نے سیف حقانی میں اس کو (۳) نمبر دیکر آٹھواں رکن بنا دیا۔ اس نے تیسرا رکن بشریت رسول کے انکار کو قرار دیا تھا اس نے تین وئی چھ بشریت کے انکار کو چھٹا رکن قرار دیا ہے اس نے چوتھا رکن مسند قیام کو قرار دیا ہے اس نے چوتھا رکن گیا ہر میں شریف بتائی ہے اس نے پانچواں رکن فاتحہ کا افسرہ کیا تھا اس نے مقابلہ پر قبے بنانا عرس اور قوالیوں کو قرار دیا

ہے۔ اس نے چھٹا رکن بڑے پیر کی گیا ہر میں بتائی تھی اس نے بشریت رسول کا انکار چھٹا رکن گردانا ہے۔ اس نے ساتواں رکن اولیاء کا عرس بتایا تھا اس نے حاضر ناظر کو یہ نمبر دیا ہے اس نے آٹھواں رکن تعزیر داری بتائی تھی اور اس نے انبیاء و اولیاء کے تعزیرات کو یہ نمبر دیا ہے۔ اس نے نواں رکن تیجہ بتایا تھا اس نے بی کو عالم الغیب کہنے کے عقیدہ کو (۱۰) واں نمبر دیا ہے۔ اس نے دسواں رکن دھواں ششماہی بڑی بتائی تھی اور اس نے غیر اللہ کے نذر اور نذر اور استعانت کو یہ نمبر دیا ہے البتہ محنت اس کی بھی ہوئی ہے اس نے ہر نمبر کے عنوان کے ساتھ صرف ایک ایک مسئلہ لکھا تھا اس نے ایک نمبر کے ساتھ دو سے تین اور چار تک بلکہ اس سے زیادہ مسائل کے مجموعہ کو ایک ایک نمبر دے دیا ہے اور علیحدہ مستقل مصنف بن میٹھا خدا جانے دیوبندیوں کی شرم و حیا کہاں رخصت ہو گئی ہے الزام لگاتے ہیں بڑی دیدہ دلیری اور جرأت مندی کے ساتھ لیکن حوالہ لکھنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتے۔ مصنف سیف حقانی نے یا اس کے پیش رو رحیم الدین نے ارکان عشرہ کا افسرہ کر کے ہوتے ان عقائد و اعمال کو اہل سنت کے ارکان ہونے کا قطعاً کوئی ثبوت پیش نہیں کیا اور کوئی حوالہ بطور ثبوت نہیں دئے اور زبانی کلامی الزام تراشیوں سے دل پہلا لیا ہے اور عوام کو گمراہ کرنے کی ناپاک سعی کی ہے۔ کوئی انصاف پسند بتائے کہ یہ کلمہ کلام الزام تراشیاں اور بہتان پر وانیوں علم و تحقیق کا کونسا حصہ ہیں؟

### پاگل پن

مصنف سیف حقانی نے یوں تو "رضا خانی شریعت کے ارکان عشرہ" کی سرخی جالی ہے اور اپنی من گھڑت ترتیب میں نمبر بھی ایک تا دس لکھے ہیں لیکن ایک نمبر میں کئی کئی مسائل کو خلوس دیا ہے اس کی ترتیب یوں ہے۔ ۱۔ میلاد شریف مع قیام صلوة و سلام ۲۔ فاتحہ مع لوازمات مطلق وصیت و عفو ۳۔ اہل گیارہویں شریف ۴۔ مقابلہ پر قبے بنانا کعبہ کی طرف چادریں ڈالنا پھر عرس اور قوالی کرنا سیلے ٹھیلے اور مقابلہ کا طواف اور چوڑا چالی نیز محرم کا کچھوڑا کوٹھڑے اور تعزیرات نکالنا۔ (۵) نبی اکرم کی انسانیت آدمیت و بشریت کا انکار۔ (۶) حاضر ناظر (۷) انبیاء اولیاء کا تصرف (۸) عالم الغیب اور عجم کا کال و مایکون (۹) غیر اللہ کی



ان سے استغفار۔ ان کی دعا پکارنا۔ گویا عنوان ارکان عشرہ اور عشرہ کے ذیل میں بیان ہے  
بائیس ارکان کا کہتے ہیں کوئی شخص اگر روزت کر رہا تھا ایک چھوٹا ایک بڑا اور اوتھے  
کسی نے قیمت پر بھی تو بتایا کہ بڑے الو کے پانچ روپے اور چھوٹے کے دس روپے۔  
غریب نے اس کی وجہ پر بھی کہ بھی چھوٹے الو کے دس روپے کیوں ہیں تو فرمایا کہ بڑا تو صرف  
الو ہی ہے اور چھوٹا الو بھی اور الو کا پتھر بھی ہے یہی حال ان کا ہے مصنف "نیاورین"  
نے دس ارکان عشرہ قرار دیکر افرار کیا تھا اور مصنف سیف حقانی نے ۲۲ عقائد کو ارکان  
عشرہ قرار دے کر افرار کیا۔ یہ ہے ان کی دیانت و امانت

ظلم شرم بنی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اکابر دیوبند کو پیش  
مصنف سیف حقانی تو ہے ہی سو فیصد غاصص کذاب اور  
اعلیٰ درجہ کا مغتری ہم اس نقال مصنف کے اکابر کو پیش  
کرتے ہیں وہ آگے آئیں بتائیں کہ دیوبندی مذہب کے اس نامور مصنف نے ارکان عشرہ  
کے تحت جو بے دریغ الزام تراشیاں کی ہیں وہ کہاں سے ثابت ہیں مدرسہ دیوبند کے  
مہتمم قاری طیب صاحب بتائیں مصنف کے استاد مفتی محمد صاحب بتائیں کہ علماء اہل سنت  
نے (۱) میلاد شریف (۲) فاتحہ شریف (۳) تیجہ و سواں چالیسواں برسی (۴) گیارہویں شریف  
(۵) مقابلہ پر (۶) قبول عرس تولی (۷) مقابلہ کے طواف (۸) چوہا چائی (۹) محرم کے کچھو (۱۰)  
(۱۱) کوئٹہ اور (۱۲) تعزین (۱۳) انبیاء علیہم السلام بشریت کے انکار (۱۴) انبیاء و اولیاء کے  
تصرفات (۱۵) انبیاء کو عالم الغیب ہونے مقرر غیر اللہ خدا استعانت وغیرہ کو کہاں کس کتاب  
میں ارکان مسلم قرار دیا ہے۔ مذکورہ اکابر دیوبند میں سے کوئی ان عقائد و اعمال کو اپنے بقول  
بریلوی مذہب کے ارکان ثابت کر دے تو ہم دس ہزار روپے نقد انعام دیں گے۔ اگر اکابر دیوبند  
مذکورہ بالا عقائد و اعمال کو بریلویوں کے ارکان اسلام ثابت نہ کر سکیں تو اپنی جماعت کے ایسے  
زبان دار اور بھانڈے مصنفین کے منہ میں لگام دیں۔ ان کی قلمی ضلالتوں اور تخریباتی سرگرمیوں  
کا محاسبہ کریں۔ یہ دگ اپنی مذہب و حرکتوں سے اپنی جماعت کو بدنام کر رہے ہیں اور اپنے  
غیر ذمہ دارانہ طرز عمل سے اپنے اکابر کی پگڑیاں اچھلوا رہے ہیں۔ جہاں تک مسائل میں

اختلاف کا تعلق ہے ان پر گالی گلوچ اور بے ہودہ گوئی کے بغیر بھی گفتگو ہو سکتی ہے مگر خدا جلنے  
اس دور میں دیوبندی مصنفین کو ایک کہہ دو سننے کی عادت کیوں پر گئی ہے اور پر غصہ دین  
کا کون سا حقد ہے؟

دیوبندی مذہب  
مصنف "سیف حقانی" نے اہل سنت و جماعت کے  
ارکان عشرہ جاراہیل و ثبوت من گھڑت بیان کئے تھے  
ہم دیوبندی مذہب کا مکمل نقشہ بخود کتب بیان کرتے ہیں ہمارے نقل کردہ حوالہ جات کی  
جو چاہے اصل کتابوں سے مطابقت کر سکتا ہے جس کے پاس کتابیں نہ ہوں وہ ہم سے  
میلے آکر دیکھ سکتا ہے۔

### دیوبندی کلمہ

موری اشرف علی صاحب تھانوی کے ایک مرید کہتے ہیں:

"خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا  
ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور و تھانوی صاحب کا نام بیٹھا ہوں  
(لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کہتا ہوں) اتنے میں بندہ  
خواب سے بیدار ہو گیا۔ لیکن حالت خواب و بیداری حضور و تھانوی صاحب  
ہی کا خیال تھا۔" (رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۹ھ ص ۲۵)

نوٹ: دیوبندی یہاں پر فریب مغالطہ دیتے ہیں کہ حاجی یہ تو خواب کی بات ہے خواب  
کی باتوں پر حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے۔

اللہ یہ ایک حقیقت ہے کہ گستاخ کو گستاخانہ خواب نظر آتے ہیں وہ ان کے حسب حال  
ہوتے ہیں لیکن عموماً بالا عبارت کے خط کشیدہ الفاظ ملاحظہ ہوں۔ تھانوی صاحب کا یہ اقرار  
کر رہا ہے "لیکن خواب و بیداری میں حضور (تھانوی صاحب) ہی کا خیال تھا۔"  
دوم ایک واقعہ کے آخر میں تھانوی صاحب نے توبہ و استغفار کی تلقین کرنے کی بجائے  
اپنے مرید کو قتل دیتے ہوئے کہا:

"اس واقعہ میں نسلی تھی کہ جس (اشرف علی) کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بدوئم قتلے



متبع سنت ہے

مریدان یا خواب میں تھا لیکن چیرجی تو خواب میں نہیں تھے وہ تو بیداری کے عالم میں بتائی  
موش و حواس قسلی و دیگر اپنا کلمہ جپنے کی ترغیب دے رہے تھے۔

دیوبندی ورور

پھر اس کے ساتھ ہی مرید تھانوی لکھا ہے :

”پھر بیدار ہو کر ..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن  
پھر بھی کہتا ہوں : انا لله وانا اليه راجعون ۔ تاہم نسبتاً مولانا اشرف علی  
مالا نکہ اب بیدار ہوں خواب میں نہیں ..... لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں  
زبان اپنے قابو میں نہیں ..... دوسرے روز بیداری میں (یہی) رقت رہی  
خواب رویا اور یہی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور تھانوی کے ساتھ باعث  
محبت ہیں کہاں تک میں کروں ؟ (اداد صفر ۱۳۲۷ء)

غور کیجئے اب تو قطعی بیداری ہے خواب نہیں ہے بلکہ دوسرے روز بھی بیداری میں  
یہی حالت بتا رہا ہے اور بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان قابو میں نہیں کے پہلے بنا  
کر تھانوی صاحب کو نبی و رسول قرار دے رہا ہے اور دیوبندی حکیم الامت کی نبوت و  
رسالت کا اعلان کر رہا ہے اور اس کو باعث محبت گردان رہا ہے بتائیے اس کی کیا ریکٹ  
و ذیل تاویل ہو سکتی ہے ؟

بانی اسلام کا ثانی

دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب اپنے پیر مرشد  
مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے انتقال پر ان کو بانی

اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

زبان پر اہل ابواب کی ہے کین اکل ہبل شاید ۔ انھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی  
جہاں تھا آپ کا ثانی وہیں جا پہنچے خود حضرت ۔ کہیں کیونکر جلاکس سے مولا تھے لڑائی  
و مریدان گویا سنگ و مثل

دیوبندیوں کی سچی کتاب

اللہ تعالیٰ قرآن عظیم کے متعلق فرماتا ہے :

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

لیکن مولوی رشید احمد صاحب لکھتے ہیں :

”کتاب تقریرت الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب موجب قوت و اصلاح ایمان

کی ہے ۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۲)

”تقریرت الایمان چرل کرنا میں اس ص ۲۵۲ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۲)

گنگوہ فائدہ کعبہ سے افضل (معاذ اللہ) ایسی مولوی محمود الحسن صاحب اپنے پیر مولوی  
رشید احمد صاحب گنگوہی کے گاؤں گنگوہ

کو فائدہ کعبہ سے نمایاں کرتے ہوئے اس کی عظمت یوں بیان کرتے ہیں ۔

چیرجی تھے کہہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ  
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی (درود شریف)

بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی  
\* دیوبندی صدیق و فاروق قرار دینے کے بعد ہی مولوی محمود الحسن صاحب اپنے  
پیر گنگوہی صاحب بعینہ صدیق اکبر و فاروق اعظم قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کیجئے عجب کیا ہے  
شہادت نے تہجد میں قدم پر کسی کی گر ثنائی (درود شریف)

صاف صاف اعلان ہو رہا ہے اس میں کیا تعجب کی بات ہے کہ (معاذ اللہ) وہ صدیق و  
فاروق تھے۔

دیوبندی امام اعظم

سنی حنفی مسلمان اور ائمہ اربعہ سیدنا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ

رضی اللہ عنہ کو اپنا امام اور پیشوا مانتے ہیں لیکن دیوبندی فرقہ

نے اپنا امام اعظم بھی علیحدہ گھڑ دیا ہے اور اس کو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑا  
عالم و محدث قرار دیا ہے ۔ یقین نہ آئے تو خدام الدین دیکھ لیں گھا ہے :

”میں نے شام سے میکہ پہنچا اس دیوبندی مولوی انور کا شیر کی اشان کا کوئی



محدث اور علم نہیں پایا..... اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ مولوی نور کا شیخی (امام اعظم  
ابوحنیفہ سے بھی بڑے عالم ہیں تو میں اس دعویٰ میں کاذب نہ ہوں گا  
(قدام الدین لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۳۳ء)

### دیوبندی غوث اعظم

شرقی و غرب کے اکابر اور ایدہ کرام و مشائخ عظام سیدنا شیخ  
عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوث اعظم، قطب عالم  
اور محی الدین مانتے ہیں لیکن دیوبندیوں نے اپنا غوث اعظم بھی الدین بھی علیحدہ تیار کر لیا ہے  
پناناچ مولوی عاشق الہی صاحب میرٹھی دیوبندی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی دیوبندی  
کی سوانحیات میں لکھتے ہیں :

”قطب العالم قدوة العلماء غوث الاعظم..... شیخ المشائخ مولانا الحافظ الحامق  
المولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہ العزیز (مذکورۃ الرشید پیم مصرعہ)

مذکورہ بالا حوالہ میں مولوی گنگوہی صاحب کو قطب عالم اور غوث اعظم بنانے کے بعد  
محی الدین بھی قرار دیتے ہیں تاکہ کسی کو شک باقی نہ رہے۔ یہ فرض مولوی محمود الحسن صاحب  
شیخ دیوبندی نے ادا کیا تاکہ کوئی بھی کسی نہ رہ جائے۔ لکھتے ہیں :

”محی الدین اکبر جانتے ہیں دارفنا سے بس  
اُسے اُف دیویریوں سے محی الدین گیلانی

لو صاحب محی الدین بھی ہو گئے نہیں بلکہ محی الدین اکبر یعنی بڑے محی الدین محی الدین گنگوہی  
نہیں بلکہ بعینہ محی الدین گیلانی۔ ملاحظہ ہو مرثیہ گنگوہی ص ۱۰۱۔ اب صرف مولوی رشید  
گنگوہی صاحب کے نام پر گیارہویں شریف کو باقی رہ گیا۔

حضور پر نور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کے محی الدین ہونے کا  
واقعہ ہجرت الاسرار شریف میں علامہ نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف شافعی قدس سرہ نے  
بیان فرمایا کہ کس طرح حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے دین اسلام کو زندہ فرمایا اوقات  
بخش اور اکابر اور ایدہ اللہ نے محی الدین تسلیم فرمایا۔ لیکن یہ لوگ ہندی لگی بیچنکوسی گھر بیٹھے  
پچیلے چانٹوں کی نفاق کی زور پر غوث اعظم اور محی الدین بن گئے۔ دنیا بھر کے اکابر

صلوات اللہ علیہ سے منکوحات

اولیا کرام مانتے ہیں کہ حضور غوث اعظم سرکار بغداد رضی اللہ عنہ نے اپنے رب کے حکم پر  
فرمایا اللہ ہی فہمہ علی رقبۃ کل ولی اللہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے جس مجلس  
میں یہ واقعہ پیش آیا۔ عارف کامل شیخ علی بن ابونصر الہیمی رضی اللہ عنہ نے گردن جھکا دی اور  
آپ کا پاؤں مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا۔ سلطان الہند خواجہ غریب نواز محمد معین الدین حسن  
امیر محی الدین رضی اللہ عنہ خواسان کے پہاڑوں میں یہ اعلان سنگر اپنی گردن مبارک جھکا دیتے ہیں  
مگر مولوی محمود الحسن دیوبندی کہتے ہیں یہ اولیاء اللہ غوث اعظم قطب عالم شیخ عبدالقادر  
محی الدین جیلانی قدس سرہ کے سلسلے اپنی گردنیں خم نہیں کر سکتے بلکہ مولوی رشید احمد  
صاحب گنگوہی کے سلسلے اپنی گردنیں خم کر رہے تھے لکھا ہے :

”بقاب الایمان کیوں خم نہ ہو تیں آپ کے آگے

وہ شہباز طریقت تھے محی الدین گیلانی (مرثیہ مولوی)

ان کے بس میں ہوتا تو یہ لوگ مولوی رشید کا نام بھی شیخ عبدالقادر دیکھ دیتے۔

### دیوبندی علی ہجویری

مسلمان حضرت داتا گنج بخش لاہوری کو علی ہجویری مانتے  
ہیں دیوبندیوں نے اپنا سارا مذہب از سر نو تعمیر کرتے کرتے  
اپنا علی ہجویری داتا گنج بخش، بھی علیحدہ بنالیا ہے۔ خدام الدین میں لکھا ہے :

”ایک مہذب نے کچھ عویت و جذب کے عالم میں چند باتیں فرمائیں..... کہنے

لگے لوگو! تمہارا یہ خیال ہے کہ لاہور میں صرف ایک علی ہجویری علیہ الرحمۃ ہیں آؤ اگر

زندہ علی ہجویری دیکھنا ہو تو شیر نواز دروازہ میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب

کو دیکھو“ (قدام الدین لاہور ۲۰ اپریل ۱۹۳۳ء)

گویا داتا گنج بخش تو معاذ اللہ مردہ علی ہجویری تھے مگر مولوی احمد علی صاحب زندہ علی ہجویری  
میں مگر خدا نے اس کو بھی مردہ کر دیا اب حقیقی علی ہجویری کے مزار پر انوار پر خلیق خدا  
کا جوہم ہے اور ایک دنیا ان کے فیض سے سیراب ہو رہی ہے مگر نقلی علی ہجویری  
تن تنہا بیٹھے ہوئے ہیں یعنی

غلہ..... جن کی منہ نہ درود



## دیوبندی فرشتہ مقرب

”میں نے انہایت سے بلا ورجان مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب ہائی مدرسہ دیوبند کا دیکھا وہ ایک فرشتہ مقرب قضا جرائدوں میں لکھا گیا ہے“  
 (ارواح ملت حیات ص ۱۱۱)

واللہ اعلم مقرب فرشتے حضرت جبرائیل میکائیل عزرائیل اسماعیل میں جو معصوم ہیں اور رسول اللہ ﷺ میں شمار ہوتے ہیں کسی مولوی کو کس ملانکہ قرار دینا کفر ہے اور یہ مستند اجماعی ہے۔

ہدایت و نجات دیوبندی  
 مولوی کے اتباع پر موقوف  
 مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہدایت و نجات قرآن مجید ہے اور نجات سرکارِ دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر موقوف ہے لیکن اہل حق خود

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے چوتھے کہتے ہیں:

”میں دیکھ رہا ہوں کہ جو رشید احمد گنگوہی کی زبان سے نکلتا ہے اور میں بغیر ترجمہ کر کے کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں سمجھتا مگر ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر“  
 (مذکرۃ الرشید ص ۱۱۱)

چلو چھٹی ہوئی نہ قرآن حدیث کی ضرورت نہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاجت۔ چلتے چلتے ذرا شیخ الہند محمود الحسن کا چہرہ دکھایا کہ وہ ذرا وقار و رور کے اپنے پیروں پر مولوی رشید صاحب کے اس دعوے کی ذہنیاتی آنکھوں میں تائید کرتے ہیں۔

ہدایت جس نے مولوی دوسری جا ہو گیا گمراہ  
 وہ میزاب ہدایت سے کہیں کیا نص قرآنی (دریغ نگاہی ص ۱۱۱)

بھلا مولوی رشید احمد گنگوہی کے سر پر ہدایت ہونے میں کیا شبہ اور نص قرآنی کی کیا حاجت وہ تو نص قرآنی سے بھی زیادہ قوی دلیل سے میزاب ہدایت ہیں اور جو نہ مانا وہ گمراہ ہو گیا اور جو آپ کے اتباع کو چھوڑ کر دوسری جگہ گیا وہ بھی گمراہ ہو گیا۔ استغفر اللہ والاعمال ولا تقوا الا باللہ العلیٰ العظیم یہ ہے وہ ناپاک سازش کہ خدا اور رسول

بل بھلا رسول اللہ علیہ وسلم اور قرآن و حدیث سے برگشتہ کر کے ہدایت و نجات کے لئے اپنی طرف بلانے کے لئے ہدیہ مذہب کی بنیاد رکھی گئی نہ ماننے والوں کو گمراہ بلکہ اس سے بڑھ کر شرک و جہنمی بنایا گیا۔

## دیوبندی تفسیر مسلمان

دیوبندی فرقہ نے جہاں اپنے مذہب پر جبریت پیچیدگی کی وہاں مذہبی صنعت سازی میں انہوں نے مسلمان کے تفسیر بھی تیار کئے ہیں چنانچہ دیوبندیوں کے نزدیک محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی تفسیر مسلمان نہیں بلکہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا داغ غلامی تفسیر مسلمان ہے۔ (ملاحظہ ہو)

زمانہ نے دیا اسلام کو داغ اس کی فرقت کا  
 کہ تھا داغ مسلمانوں میں جس کا تفسیر مسلمانوں (دریغ نگاہی ص ۱۱۱)

## ذخیرہ آخرت

مولوی احمد علی صاحب کہتے ہیں

”میرے پاس حضرت مولوی حسین احمد مدنی کا ایک مکتوب ہے جو میرے لئے ذخیرہ نجات ہے جسے میں ذخیرہ آخرت سمجھتا ہوں“ (ملاحظہ ہو ص ۱۱۱)

## نجات آخری کا طریقہ

آج تک تزیین سنتے آئے کہ کتاب و سنت پر عمل اور سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے نجات آخری ممکن ہے لیکن چودھویں صدی میں یہ انکشاف ہوا ہے کہ نجات آخری مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے پاؤں دھو کر پینے پر موقوف ہے۔ خود کہتے ہیں:

”واللہ العظیم (خدا کی قسم) مولانا اشرف علی تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات آخری کا سبب ہے“ (مذکرۃ الرشید ص ۱۱۱) (مولوی عاشق الہی بریلوی)

## عذاب الہی سے بچنے

مسلمان تو ایمان کامل اور اعمال صالح خوف خدا اور عشق رسالت کو عذاب قیامت سے بچنے اور نجات پانے کے لئے ضروری خیال کرتے ہیں لیکن دیوبندی

## کا دیوبندی طریقہ

ذہب کا فلسفہ ہی کچھ عجیب ہے۔ خدام الدین کے شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لکھتے



کستے ہیں :

ہم نے کئی سال سے دل میں یہ پروگرام بنایا ہوا تھا کہ میری وادھی کے جہاں نگہی کرنے سے نکلے ہیں وہ ..... حضرت مولوی حسین احمد مدنی کو اطلاع دینے بغیر مروجہ کورس کو حضرت کے جوتے کے تھوکوں میں یہ بال رکھ کر کسی دسے تاکہ حضرت سے اسی نسبت کے باعث میری قیامت کے دن عذاب الہی سے نجات ہو جائے۔  
(مقدمہ اعلیٰ لہجہ جلد ۱۲)

اب پتہ چکا کہ سارا جھگڑا تو شخصیت پرستی کا ہے انبیاء و رسول علیہم السلام و اولیاء عظام و مشائخ کرام سے ذہن کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اپنا اتباع کرایا جائے اپنا گرویدہ بنایا جائے اس لئے اسلام کے مقابلہ میں ایک جدید مذہب فکر کی بنیاد رکھی کہیں مکمل نیا گھڑا تو کہیں خود پروردگار پر حوایا کہیں اپنے ملاؤں کو بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی قرار دیا تو کہیں صدیق و فاروق بتایا کہیں اپنے مولویوں کو امام اعظم سے بڑھایا تو کہیں ان کو فرشتہ اعظم محی الدین تک بنا ڈالا کہیں اپنے عالم کو زندہ علی بخوری و انکسج بخش قرار دیا تو کسی جگہ مقرب فرشتے بنا کر پیش کیا ان کی غلامی کو تمدن مسلمانی قرار دیا ہدایت و نجات ان کے اتباع پر موقوف بنائی یہ ساری باتیں اسلام کا حلیہ بگاڑنے کے مترادف ہیں یا نہیں جہاں ایسے عقائد و اعمال کا مذہب حق اہل سنت سے کیا تعلق ہے؟ ان عقائد کی روشنی میں کوئی بتائے ان عقائد و اعمال کا اہل سنت و جماعت سے کوئی دور کا بھی تعلق ہے۔ مصنف نے سیف حقانی کے آخری باب میں بزم خود رضا خانی دین کے ارکان عشرہ پیش کئے تھے اور ان میں گھڑت ارکان عشرہ کا کوئی حوالہ بھی نقل نہ کیا تھا ہم نے بنفسہ بدلنے دیوبندی مذہب کے چودہ بنیادی اصول نقل کئے ہیں اور سب کو دیوبندی و ابلی اکا بر علماء کی مستند کتب سے ثابت کیا ہے اور کوئی ایک بات بھی بلا دلیل و ثبوت نہیں لکھی

**حرف آخر و اعلان عام** قارئین کرام ! ہم نے بنفسہ تعالیٰ ضد و عناد سے بالاتر ہو کر سیف حقانی کا جہاں اب کلمہ ہے ایسا نہیں کیا جیسا کہ مصنف سیف حقانی نے کیا کہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت کے دلائل و حوالہ جات کو چھواٹا نہیں اور اپنی

طرف سے بدین اہم تراشی شروع کر دی ہم نے مصنف سیف حقانی کی حتی الامکان جواز ہر شیوں افراط پر دازیوں کا طعنے توڑا ہے اور اپنے موقف کی تائید میں مستند و معتبر کتب کے حوالہ پیش کئے ہیں اب مصنف سیف حقانی یا کوئی بھی دیوبندی و ابلی مصنف برہان صداقت کا جواب لکھنا چاہے تو وہ ہماری طرح دلائل لائے، ہمارے حوالہ جات کا جواب دے اور اپنے موقف کے ثبوت میں دلائل پیش کرے اور برہان صداقت کا صغیر و کبیر وار پروردگار جواب دے غلط انداز گفتگو عامیانہ و سوتیلانہ طریقہ تحریر سے اجتناب کرے تاکہ پھر اس کے جواب سے اس کو تکلیف اور شکایت نہ ہو۔ مولیٰ تعالیٰ ضد و عناد سے بچائے حق کہنے حق سمجھنے حق ماننے اور حق کو جاننے کی توفیق رفیق فرمائے۔ آمین۔

اس کے ساتھ ہی ہم دیوبندی مصنفین سے استدعا کریں گے کہ وہ مہذب طرز تحریر کو اپنائیں۔ وہ الزام لگاتے وقت خوف خدا جل جلالہ شرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مد نظر رکھیں۔ ہر الزام پر دلیل اور حوالہ جات نقل کریں۔ حوالہ جات اصل کتب سے بعینہ و بلفظ نقل کریں۔ اور ہم سے جواب لیں۔

**چیمینج**

ہم بنفسہ تعالیٰ مخالفین اہل سنت کے جملہ مصنفین کو عام چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اپنی جس کتاب کو ناقابل تفسیر سمجھتے ہوں ان میں ارسال کریں اور جواب لیں۔ اور اختلافی مسائل پر علمی مدد و ادارہ مہذب افلاذ میں طبع آزمائی کریں۔ بات کو بات اور دلیل سے جھٹلائیں تو ہم کو ہر وقت حاضر پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے مذہب حق اہل سنت و جماعت پر استقامت دے اور ضد و عناد سے بچائے۔ اس حقیر خدمت کو قبول فرما کر اس کا فائدہ عام فرمائے۔ جو حضرات اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں۔ فیتر کے لئے خدمت دین اور حسن خاتمہ کی دعا فرمائیں۔ وصی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور علیہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعہ

محمد حسن علی قادری نقوی

دارالافتاء اسلامیہ





نماز روزہ حج، زکوٰۃ کے علاوہ جملہ ضروریات دین اور روزہ کے مسائل پر

ایک جامع اور آسان کتاب

# قانون شریعت

تصنیف فقہ اہل حنہ مولانا شمس الدین احمد رضوی  
سابق شیخ الحدیث جامعہ شریفیہ مبارک پور ضلع اٹک (پنجاب)

یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے

حصہ اول میں مقدمہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، قربانی وغیرہ احکامات کے جملہ  
مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

حصہ دوم میں حج، نکاح، طلاق، خیرہ و فروخت، حنفی روایات وغیرہ  
کے تمام مسائل شامل ہیں۔

تمام مسائل فقہ حنفی کے مطابق آسان اور عام فہم انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔

مکتبہ قریبہ

اپنے ذاتی معیار کو برقرار رکھتے ہوئے ویدہ زیب طباعت، مضبوط اور خوبصورت  
پسند کے ساتھ غفریب پیش کر رہا ہے۔ ————— صفحات ۱۵۴



# ہمارے ایمان افروز مطبوعات

تقریب	موضوعات	تقریب	موضوعات
۱-۰۰	اسرار الہیہ و عقائد اسلامیہ	۱-۰۰	لور ایمان از منظر مہکم و علمی
۲-۰۰	تائید حق تعالیٰ کی وحدت کی (درود شریف و دعائے ربیعہ)	۲-۰۰	شیخ الاسلامیہ و عقائد اسلامیہ و احادیث
۳-۰۰	حق تعالیٰ کی وحدت و توحید و توحید و توحید	۳-۰۰	سیرت النبی
۴-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید	۴-۰۰	انجیل و توحید و توحید و توحید
۵-۰۰	انجیل و توحید و توحید و توحید	۵-۰۰	سورج و توحید و توحید و توحید
۶-۰۰	آیت حق و توحید و توحید و توحید	۶-۰۰	کتاب و توحید و توحید و توحید
۷-۰۰	مشاہد و توحید و توحید و توحید	۷-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید
۸-۰۰	اخلاقیات و توحید و توحید و توحید	۸-۰۰	الحق و توحید و توحید و توحید
۹-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید	۹-۰۰	الحق و توحید و توحید و توحید
۱۰-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید	۱۰-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید
۱۱-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید	۱۱-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید
۱۲-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید	۱۲-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید
۱۳-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید	۱۳-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید
۱۴-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید	۱۴-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید
۱۵-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید	۱۵-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید
۱۶-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید	۱۶-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید
۱۷-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید	۱۷-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید
۱۸-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید	۱۸-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید
۱۹-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید	۱۹-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید
۲۰-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید	۲۰-۰۰	توحید و توحید و توحید و توحید

پتہ کا پتہ: مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال